ثقہ ثبت حافظ الحدیث
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

امام ابو حنیفہ کی تعریف و توثیق درج ذیل آئمہ سے۔

یحیی بن معینؒ، ابو عبدالرحمن مقریؒ، سفیان بن عیینہؒ، شعبہ بن الحجاجؒ، علی بن المدینیؒ، حسن بن صالحؒ، ابو یحیی الحمانیؒ، ایوب سختیانیؒ، حماد بن زیدؒ، مالک بن انسؒ، معافی بن عمران الموصلیؒ

ماخوذ : مجلہ الاجماع

النعمان سوشل میڈیا سروسز

جلد دوم

شمارہ نمبر ۳

اکتوبر، نومبر ۲۰۱۷ء

وَقُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ ۚ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا



دوماہی مجلّہ

الاجماع

- امام ابوحنیفہؒ امام ابن معینؒ کے نزدیک ثقہ ہیں زبیر علی زئی کے اعتراضات کا جواب
- وضو کے اختلافی مسائل پر تحقیقی مضامین
- امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔
- امام ابراہیم نخعیؒ کی مرسل روایت جمہور کے نزدیک صحیح اور حجت ہے



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام اعظم ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) کی نظر میں

تحقیق: طحاوی الحنفی

ترتیب واضافہ ونظر ثانی: مفتی ابن اسماعیل المدنی

اہل حدیث حضرات نے جب امام ابو حنیفہؒ کے تعلق سے، امام ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) سے واضح تعدیل دیکھی، تو اس کا رد کرنے کیلئے ان کے کئی علماء نے مضامین لکھے جیسے حافظ زبیر علی زئی وغیرہ، مگر حقیقت میں ابن معینؒ سے امام ابو حنیفہؒ کی تعدیل کو رد کرنا درست نہیں ہے، جسے ان شاء اللہ ذیل میں ہم تفصیل سے بیان کریں گے:

(۱) امام سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ) نے اپنی کتاب '**الانتصار والترجیح**' میں روایت لائی ہے:

أخبرنا الشيخ الصالح الثقة ابو طاهر أحمد بن محمد بن حمدية العكبرى بمحروسة بغداد فى سنة ست وثمانين وخمس مائة، قال: أبنانا ابو الكرم ابن الشهرزورى قال: أخبرنا ابو الحسين محمد بن على بن محمد المهتدى بالله قال: أخبرنا أبو الفتح محمد بن احمد بن ابى الفوارس إجازة قال: حدثنا ابو بكر محمد بن حميد بن سهل المخرمى قراءة عليه، حدثنا ابو الحسين على بن الحسين بن حبان قال: وجدت فى كتاب ابى بخط يده:

قال ابو زكريا يحىٰ بن معينؒ: روى عن ابى حنيفة سفيان الثورى، وعبد الله بن المبارك، وحماد بن زيد، وهشيم، ووكيع، وعباد بن العوام، وجعفر بن عون، وابو عبد الرحمن عبد الله بن يزيد المقرى، وجماعة كثيرة، وهو ثقه لا بأس به۔

امام ابو زکریا یحیٰ ابن معینؒ کہتے ہیں: امام ابو حنیفہؒ سے کثیر جماعت نے حدیث بیان کی ہے............ آپؒ ثقہ ہیں۔ آپ میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ (**الانتصار والترجیح: ص ۶**، وسند صحیح)[157]

---

[157] **سند کی تحقیق:**

۱- امام سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ)

امام ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) آپؒ کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں: الشَّيْخُ، العَالِمُ، المُتَفَنِّن، الوَاعِظُ، البَلِيْغُ، المُؤَرِّخ، الأَخْبَارِيُّ، واعظ الشام، شمس الدين۔ (**سیر اعلام النبلاء: ج: ۱۶، ص: ۴۴۹**) دوسری جگہ لکھتے ہیں: الإمَام، الواعظ، المؤرّخ، شمس الدّين۔ (**تاریخ اسلام: جلد ۴۸: صفحہ ۱۸۳**)۔ امام صلاح الدین الصفدیؒ کہتے ہیں: وَكَانَ إِمَامًا، فَقِيها، واعظا، وحيدا فِي الْوَعْظ، عَلّامَةً فِي التَّارِيخ۔ (وہ امام، فقیہ، واعظ، (بلکہ) وعظ ونصیحت میں یکتا، اور تاریخ میں علامہ تھے) (**الوافی بالوفیات: جلد ۲۹: صفحہ ۱۲۱**)، امام ابن تغری بردیؒ (م ۸۷۴ھ) کہتے ہیں: الإمَام النَّاقِد البارع [شمس الدّين] يُوسُف بن قزاغلي۔ (**مورد اللطافة: جلد ۱: صفحہ ۱۳۶**)

اور **النجوم الزھراۃ: ج۷: ص۳۹** پر کہتے ہیں کہ الشيخ الإمام الفقيه الواعظ المؤرّخ العلّامة شمس الدين۔ امام بدرالدین العینیؒ **(م ۸۵۵ھ)** فرماتے ہیں: كان حسن الصورة، طيب الصوت، حسن الوعظ، كثير الفضائل والمصنفات، وله مرآة الزمان في عشرين مجلداً من أحسن التواريخ۔ (وہ خوبصورت، خوش آواز، بہترین واعظ اور بہت سے فضائل و مصنفات کے مالک تھے، بیس جلدوں میں ان کی تصنیف مرآۃ الزمان، تاریخ کے موضوع پر بہترین کتابوں میں سے ایک ہے۔) **(عقدالجمان في تاريخ اهل الزمان: جلد۱: صفحہ ۳۰)** امام عبدالقادر القرشی ؒ **(م ۷۷۵ھ)** فرماتے ہیں: يوسف بن قزاعلي بن عبد الله ويقال زعلى أبو المظفر سبط الإمام الحافظ أبي الْفرج ابن الْجَوْزِيّ - - - - سمع بالموصل ودمشق وَحدث بهَا وبمصر وَأعْطى الْقبُول من الْمُلُوك والأمراء وَالْعُلَمَاء والعامة فِي الْوَعْظ وَغَيره۔ (آپ کا نام یوسف بن قزاعلی بن عبداللہ ہے، قزاعلی کی جگہ زعلی بھی کہا جاتا ہے، آپ کی کنیت ابو المظفر ہے، آپ امام و حافظ ابن الجوزیؒ کے پوتے ہیں، آپ نے موصل اور دمشق میں حدیثیں حاصل کی، اور دمشق و مصر میں حدیث بیان کی، وعظ و نصیحت اور دوسری چیزوں میں آپ، بادشاہوں، امراء، علماء اور عام لوگوں کے درمیان مقبول تھے) **(الجواهر المضية: جلد۲: صفحہ ۲۳۱)** الامام الحافظ الناقد ابن قطلوبغاؒ **(م ۸۷۹ھ)** فرماتے ہیں: يوسف بن قزأغلي بن عبد الله، شمس الدين، أبوالمظفر، سبط الإمام الحافظ أبي الفرج عبدالرحمن بن الجوزي .... ، وصنف الكتب المفيدة، فمن ذلك كتابه "مرآة الزمان" في التاريخ۔ (۔۔۔ آپ نے مفید کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، ان میں سے تاریخ کے موضوع پر آپ کی کتاب مرآۃ الزمان ہے) **(تاج التراجم: جلد۱: صفحہ ۳۲۱)**، ابن العماد الحنبلیؒ **(م ۱۰۸۹ھ)** فرماتے ہیں کہ سبط ابن الجوزي العلّامة الواعظ، المؤرخ شمس الدّين أبو المظفّر يوسف بن قزغلي۔ **(شذرات الذهب: ج۷: ص۴۶۰)** اسی طرح **'معجم المؤلفين'** میں سبط ابن الجوزیؒ کو محدث، حافظ، فقيه، مفسر، مؤرخ، واعظ قرار دیا گیا ہے۔ **(ج۳: ص۳۲۴)** ان تصریحات علمائے اہل سنت سے یہ واضح ہو گیا کہ سبط ابن الجوزیؒ، امام، بے نظیر واعظ، ماہر مؤرخ، محدث، حافظ، ناقد، اور فقیہ ہیں۔

امام سبط ابن الجوزیؒ پر جرح کا جواب:

امام سبط ابن الجوزیؒ کے بارے میں، امام ذہبیؒ (میزان الاعتدال: جلد۳: صفحہ ۴۷۱ پر) لکھتے ہیں " وألف كتاب مرآة الزمان، فتراه يأتي فيه بمناكير الحكايات، وما أظنه بثقة فيما ينقله، بل يجنف ويجازف، ثم إنه ترفض "انہوں نے مرآۃ الزمان تالیف کی، آپ اس میں دیکھیں گے کہ انہوں نے منکر حکایات نقل کی ہیں، میرا خیال ہے جو وہ نقل کرتے ہیں، اس میں وہ ثقہ نہیں ہیں، بلکہ خلاف حق اور بے تکی باتیں کرتے ہیں، پھر وہ رافضی ہو گئے تھے۔

الجواب :

اولاً امام ذہبیؒ کی جرح کا دارومدار، امام سبط ابن الجوزیؒ کے منکر حکایات ذکر کرنے پر ہے، حالانکہ یہ غیر مقلدین کے نزدیک وجہ ضعف نہیں ہے۔ چنانچہ کفایت اللہ سنابلی لکھتے ہیں: منکر روایات نقل کرنے سے راوی کی تضعیف ثابت نہیں ہوتی۔(**مسنون رکعات تراویح :صفحہ ۲۳**) مزید اقوال اور تفصیل کے لئے دیکھئے **الاجماع مجلہ: شمارہ ۲: ص ۹۳-۹۴**)

دوم امام ذہبیؒ نے اپنی رائے سے رجوع فرمالیا تھا، کیونکہ آپؒ نے سیر اعلام النبلاء کوان کو" الشَّيْخُ، العَالِمُ ، المُتَفَنِّن، الوَاعِظُ ، البَلِيْغُ ، المُؤَرِّخ ، الأَخْبَارِيُّ ، واعظ الشام ' قرار دے کر ان کی توثیق فرمادی۔ اور امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء کو میزان کے بعد تالیف فرمایا۔(**الاجماع مجلہ: شمارہ ۲: ص ۴۷، ۴۸، الحافظ الذہبی مورخ الاسلام، ناقد المحدثین، عبد الستار الشیخ: ص ۴۲۳**)

سوم امام ذہبیؒ کی رائے سے جمہور نے اختلاف کیا ہے۔ اور غیر مقلدین کے نزدیک جمہور کے مقابلے میں ہر ایک کی بات مردود ہے۔(**مقالات زبیر علی زئی: ج ٦: ص ۱۴۳**) چنانچہ امام عینیؒ اور امام ابن قطلوبغاؒ وغیرہ نے آپ کی اس کتاب (مرآة الزمان) کی تعریف کی ہے، خود امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب، تاریخ الاسلام میں بکثرت اس کتاب سے نقل کیا ہے اور بہت سے رواۃ کے ترجمہ میں امام سبط ابن الجوزی کی رائے لکھی ہے۔ (**جلد ۱۲: صفحہ ٦۸۲۔ جلد ۱۳: صفحہ ۹۳۰۔ وغیرہ**)

رافضیت کے الزام کا جواب:

جیسا کہ ہم نے اقوال محدثین سے ثابت کیا ہے کہ امام سبط ابن الجوزی اہل سنت کے امام ہیں، اس کے بعد کسی کا بنا دلیل آپؒ کو رافضی کہنا مردود ہے، آیئے دیکھتے ہیں، رافضیت کے الزام کی حقیقت کیا ہے: امام ذہبیؒ کہتے ہیں: قال الشيخ محيي الدين السوسي: لما بلغ جدي موت سبط ابن الجوزي قال: لا رحمه الله، كان رافضيا. (شیخ محی الدین السوسی کہتے ہیں: جب میرے دادا کو ابن الجوزیؒ کے پوتے کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: اللہ ان پر رحم نہ کرے، وہ رافضی شیعہ تھے) (**میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۷۱**)

الجواب :

اولاً اس سند میں محی الدین السوسی کون ہیں، اس راوی کا ترجمہ نہیں مل سکا۔

دوم محی الدین السوسی کے دادا بھی مجہول العین ہیں۔ اس اعتبار سے یہ حکایت ضعیف ہے، اور اس پر اعتبار کر کے رافضی ہونے کی جرح کرنا بھی از خود مردود ہے۔

سوم امام سبط ابن الجوزیؒ کی کتاب '**الایثار والانصاف فی آثار الخلاف**' کے پڑھنے ہی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپؒ کے نزدیک تمام صحابہ معتبر ہیں، جس طرح کہ آپؒ اصحاب رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ کی مرویات سے استدلال کرتے ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے رافضی ہونے کی بات صحیح نہیں ہے۔

۲- ابو طاہر احمد بن محمد بن حمدیہ العکبریؒ

خود امام، ناقد، حافظ سبط ابن الجوزیؒ اپنے استاذ کو " شیخ، صالح اور ثقہ " کہتے ہیں۔ **(الانتصار: ص ٦)**

۳ - أبو الكرم المبارك بن الحسن بن أحمد بن علي بن فتحان الشهرزوري البغداديؒ (م ۵۵۰ھ)

ان کے متعلق امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: الإمام المقرئ المجود الأوحد ، شيخ القراء۔ امام ابو سعد سمعانیؒ کہتے ہیں کہ : شيخ صالح ديّن خيّر، قيّم بكتاب الله، عارف باختلاف الروايات والقراءات، حسن السيرة، جيد الأخذ على الطلاب، عالي الروايـــات۔ (وہ نیک، دین دار اور صاحب خیر، اللہ کی کتاب کے خادم، روایات اور قراءات کے اختلاف کے جاننے والے، خوب سیرت، طلبہ کے بہترین نگراں اور عالی روایت بزرگ ہیں) (سیر اعلام النبلاء: جلد ۱۵: صفحہ ۹۳۔ طبع الحدیث) لہذا آپؒ ثقہ ہے۔

۴ - ابو الحسین محمد بن علی ابن المهتدی باللهؒ **(م ۴۶۷ھ)**

ان کے بارے میں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: الإمام العالم الخطيب ، المحدث الحجة ، مُسنِد العراق۔ (آپ امام، بڑے عالم، خطیب، اونچے درجہ کے محدث، اور عراقی محدثین کے استاد ہیں) اور حافظ المشرق خطیب البغدادیؒ **(م ۴۶۳ھ)** کہتے ہیں "كــان ثقــة نبيلًا" کہ آپ شریف (اور) ثقہ تھے۔ **(سیر اعلام النبلاء: جلد ۱۳ : صفحہ ۴۰۳)**

۵ - امام ابو الفتح بن ابی الفوارسؒ **(م ۴۱۲ھ)**

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: الإمام الحافظ المحقق الرحال ،أبو الفتح۔ **(سیر اعلام النبلا: ج ۱۳ : ص ۳۰)** حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ نے آپؒ کو ثقات میں شمار کیا ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۵۳)** اور آپؒ ثقہ ہیں۔ **(السلسبيل النقي في تراجم شيوخ البيهقي: ص ۵۴۴)**

٦ - ابو بکر محمد بن حمید بن سھیل المخرمی

حافظ المشرق خطیب البغدادیؒ **(م ۴۶۳ھ)** کہتے ہیں "سألت أبا نعيم الحافظ ، عن محمد بن حميد المخرمي ، فقال: ثقــة" الامام الناقد ابو نعیمؒ سے آپؒ کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا وہ ثقہ ہیں۔ **(تاریخ بغداد جلد 3 ص ٦٨)** امام ضیاالدین المقدسیؒ نے اپنی کتاب میں ان سے روایت لی ہے۔ دیکھئے: الاحادیث المختارۃ: رقم ۲۴۹٦) اور غیر مقلدین کے نزدیک وہ اس کتاب میں اپنے نزدیک ثقہ راوی سے ہی حدیث لاتے ہیں۔ **(انوار البدر: ص ۲۲۳)**

۷ - علي بن الحسين بن حبان بن عمار، أبو الحسن المروزي البغداديؒ (م ۳۰۵ھ)

اسکین:

الانتصار والترجيح

للمذهب الصحيح

تأليف

المحدث الفقيه المؤرخ الكبير ابي المظفر جمال الدين

يوسف بن فرغل بن عبدالله البغدادى

سبط ابن الجوزى المتوفى

سنة ٦٥٤ ھ

من مؤلفات المؤلف

تفسير القرآن فى تسعة وعشرين مجلداً ، وشرح الجامع الكبير ،

ومرآة الزمان فى اربعين مجلداً محفوظ فى مكتبة

طوب قبو باصطنبول

توجنا الكتاب بكلمة علمية نفيسة عن الكتاب ومؤلفه

وتعليق مفيد بقلم

مولانا العلامة المحدث الكبير

صاحب الفضيلة الشيخ

محمد زاهد بن الحسن الكوثرى

وكيل المشيخة الاسلامية فى الخلافة العثمانية سابقاً

وقف على طبعه وراجع اصله

السيد عزت العطار الحسيني

مؤسس ومدير مكتب نشر الثقافة الإسلامية

من أقدم عصورها الى الآن

حقوق الطبع محفوظة لناشريه — سنة ١٣٦٠ ھ

عزة العطار الحسيني ومحمد نجيب امين الخانجى — مطبعة الأنوار

الباب السابع : فى ان الأخذ بمذهبه احوط للامام ، وادفع للحرج عن الامة .

الباب الثامن : فى اخذه بالكتاب والسنة الصحيحة ، ومخالفة الغير إياهما وبالله استعين على ماقصدت ، وعليه اتوكل ، واسأله العصمة من الزلل فى القول والعمل ، انه جواد كريم ، غفور قريب مجيب ، فنقول وبالله التوفيق :

الباب الاول : فى ذكر ثناء المحدثين على ابى حنيفة ، وتوثيقهم اياه وروايتهم عنه :—

اما روايتهم عنه وتوثيقهم له . فاخبرنا : الشيخ الصالح الثقة ابو طاهر احمد ابن محمد بن حمدية العكبرى بمحروسة بغداد فى سنة ست وثمانين وخمسمائة قال : انبأنا ابو الكرم ابن الشهرزورى قال : اخبرنا : ابو الحسين محمد بن على بن محمد المهتدى بالله قال : اخبرنا : ابو الفتح محمد بن احمد بن ابى الفوارس اجازة قال: حدثنا : ابو بكر محمد بن حميد بن سهل المخرمى قرآءة عليه . حدثنا : ابوالحسن على ابن الحسين بن حيان قال : وجدت فى كتاب ابى بخط يده قال ابو زكريا يحى بن معين روى عن ابى حنيفة سفيان الثورى ، وعبدالله بن المبارك ، وحماد بن زيد ، وهشيم ، ووكيع ، وعباد بن العوام ، وجعفر بن عون ، وابوعبدالرحمن المقرىء ، وجماعة كثيرة وهو ثقة لابأس به . قال ابو زكريا : وسمعت يحي بن سعيد يقول: لانكذب على الله ربما استحسنا الشيء من قول ابى حنيفة فنأخذ به .

واما ثناؤهم عليه ، فانبأنا ابو القاسم ذاكر بن كامل . قال : انبأنا : ابو على الحداد . قال : قال ابونعيم الحافظ : كان ابوحنيفة ممن سلم له دقة النظر ، وغوص الفكر ، ولطف الحيلة ، ولى القضاء للمنصور ، والصحيح انه امتنع وتوفى سنة خمسين ومائة ، وكان مولده سنة ثمانين ، وكان عمره سبعين سنة ، وكان يدعو الى موالاة آل بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ونصرتهم ومتابعتهم رضوان الله عليهم اجمعين .

وبه حدثنا : ابو نعيم . حدثنا : ابراهيم بن عبد الله . حدثنا : محمد بن اسحق الثقفى . حدثنا : الجوهرى . حدثنا ابونعيم قال : كان ابوحنيفة غواصا فى المسائل.

وبه حدثنا : ابواسحق ابراهيم بن عبدالله . حدثنا ابوالعباس بن السراج قال :

امام خطیبؒ فرماتے ہیں: ”كان ثقة“ آپؒ ثقہ ہیں۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۱۳: صفحہ ۳۳۳، تحقیق بشار)**

۸ – الحسین بن حبانؒ (م ۲۳۲ھ)

امام خطیب بغدادیؒ **(م ۴۶۳ھ)** کہتے ہیں: كان من أهل الفضل، والتقدم في العلم، وله عن يحيى كتاب غزير **الفائدة**۔ روى ابنه علي بن الحسين ذلك الكتاب عن أبيه وجادة۔ (وہ بلند مرتبہ لوگوں، اور اعلیٰ درجہ کے علماء میں سے تھے، آپ نے امام یحیٰ بن معینؒ سے بڑی مفید کتاب نقل فرمائی ہے) **(تاریخ بغداد: جلد ۸: صفحہ ۵۶۴، بشار)**، حافظ الذہبیؒ **(م ۷۴۸ھ)** کہتے ہیں کہ ” **الحسين بن حبان، صاحب يحيى بن معين** له كتاب " سؤالات " عن ابن معين غزير الفوائد.“ (حسین بن حبان ابن معینؒ کے تلمیذ خاص ہیں، آپ نے ابن معینؒ سے پوچھے گئے سوالات کو اپنی کتاب میں جمع کیا ہے، جو بڑی مفید کتاب ہے)۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۸۱۲)**
معلوم ہوا کہ آپؒ ابن معینؒ سے روایت کرنے میں ’صدوق‘ ہیں۔ واللہ اعلم

۹ – امام یحیٰ بن معینؒ **(م ۲۳۳ھ)** مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، اور امام الجرح والتعدیل ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۶۵۱)** س اس روایت سے ثابت ہوا کہ امام ابن معینؒ، امام ابو حنیفہؒ کو حدیث میں ثقہ سمجھتے تھے، اور آپ کی زبردست توثیق کرتے تھے۔

(۲) حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا عبيد الله بن عمر الواعظ، حدثنا أبي، حدثنا محمد بن يونس الأزرق، حدثنا جعفر بن أبي عثمان قال: سمعت يحيى- وسألته عن أبي يوسف وأبي حنيفة- فقال: أبو يوسف أوثق منه في الحديث. قلت: فكان أبو حنيفة يكذب؟ قال: كان أنبل في نفسه من أن يكذب.

جعفر بن محمد بن ابی عثمان الطیالسیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام یحیٰی بن معین سے سنا اور میں نے ان سے ابو یوسف اور ابو حنیفہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے کہا: ابو یوسف حدیث میں ابو حنیفہ سے زیادہ ثقہ ہیں، میں نے عرض کیا، کیا ابو حنیفہ جھوٹ بولتے تھے؟ فرمایا، وہ جھوٹ بولنے سے پاک تھے۔ **(تاریخ بغداد و ذیولہ: جلد ۱۳: صفحہ ۴۲۱۔ وسندہ صحیح، طبع علمیة)**[158]

یہ نسبی تعدیل ہے، اس کے متعلق اصول یہ ہے کہ جس سے نسبت دی جا رہی ہے اس کے متعلق اسی امام کی رائے جان لی جائے، لہٰذا اس اصول کے تناظر میں ہم ابن معینؒ کی رائے امام ابو یوسفؒ کے متعلق دیکھتے ہیں:

---

158 سند کی تحقیق:

۱ - حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، امام ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۱۷۵)**

۲- شیخ خطیب عبید اللہ بن عمر بن احمد بن عثمانؒ **(م ۴۴۰ھ)**

امام خطیبؒ کہتے ہیں: كتبت عنه وكان صدوقا (میں نے ان سے علم حاصل کیا ہے، وہ صدوق تھے)۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۱۰: صفحہ ۳۸۴)**

۳ - امام ابن شاہینؒ **(م ۳۸۵ھ)** ہیں، جو مشہور ثقہ امام ہیں اور تعریف کے محتاج نہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۵۸۰)**

۴- **محمد بن يونس بن عبد الله، أبو بكر الأزرق المقرئ المطرز** رحمه الله

امام خطیب ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۴: صفحہ ۲۱۶)**

۵- جعفر بن محمد بن ابی عثمان الطیالسیؒ

امام خطیب البغدادیؒ، ان کے بارے میں کہتے ہیں "ثقة ثبت"۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۷: صفحہ ۱۹۷)**

۶ - امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) کی توثیق گزر چکی۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ امام یحیٰیؒ، امام ابو حنیفہؒ کو حدیث میں ثقہ سمجھتے تھے، اور آپ کے سچے ہونے کی بھی گواہی دی ہے۔

- امام عباس الدرویؒ (م ۲۷۱ھ) کہتے ہیں:

"سمعت يحيى يقول كان أبو يوسف القاضي يميل إلى أصحاب الحديث وكتبت عنه وقد حدثنا يحيى عنه" ۔ (میں نے یحیؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ قاضی ابو یوسفؒ کا میلان اصحاب حدیث کی طرف تھا، میں نے ان سے حدیث لی ہے، اور یحیٰ نے ان کے واسطہ سے ہمیں حدیث بیان کی ہے) **(تاریخ ابن معین: روایۃ الدوری: جلد ۴: صفحہ ۴۷۴: رقم ۵۳۵۳)**

- امام صیمریؒ (م ۴۳۶ھ) بسند متصل امام احمد بن کاملؒ (م ۳۵۰ھ) کا قول نقل کرتے ہیں: "ولم يختلف يحيى بن معين واحمد بن حنبل وعلي بن المديني في ثقته في النقل"۔ (اور حدیثیں نقل کرنے کے باب میں، ان کی ثقاہت پر، ابن معین، ابن المدینی اور امام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں) **(أخبار ابی حنیفہ: صفحہ ۹۷، وسند صحیح)**

ان اقوال سے واضح ہوا کہ امام ابن معینؒ کے نزدیک امام ابو یوسفؒ ثقہ فی الحدیث تھے، یوں اس نسبت سے امام ابو حنیفہؒ کی بھی تعدیل ہو گئی، اگرچہ امام ابو یوسفؒ کی بنسبت کم درجہ کی۔

(۳) حافظ المغرب امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں:

قَالَ ابويعقوب يوسف بن احمد بن يوسف المكى الصيدلانى (ابن الدخيل) نا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحَافِظُ قَالَ نَا عبد الله بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ سُئِلَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ ثِقَةٌ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا ضَعَّفَهُ ، هَذَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ يَكْتُبُ إِلَيْهِ أَنْ يحدث ويأمره ، وَشعْبَة شُعْبَة۔

عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم الدورقی سے روایت ہے کہ یحیٰ بن معین نے ابو حنیفہ کے بارے میں فرمایا کہ: وہ ثقہ تھے، میں نے نہیں سنا کہ کسی ایک نے بھی انھیں ضعیف کہا ہو، یہ شعبہ بن الحجاج، انہیں (خط) لکھتے ہیں کہ وہ حدیث بیان کریں اور انہیں حکم دیتے ہیں، اور شعبہ تو آخر شعبہ تھے۔ **(الانتقاء لابن عبد البر: صفحہ ۱۲۷، وسندہ حسن، الجواہر المضیہ: جلد ۱: صفحہ ۲۹۔ مقام ابی حنیفہ: صفحہ ۱۳۰)**[159]

---

[159] تحقیق درج ذیل ہیں:

۱ - حافظ المغرب امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، امام ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۱۹۹)**

۲ - ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف المکی الصیدلانی ابن الدخیلؒ بھی صدوق ہیں۔

اعتراض:

زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں: کہ الانتقاء میں اس کا بنیادی راوی ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف المکی الصیدلانی (ابن الدخیل) مجہول الحال ہے۔ **(فتاوی علمیہ: ج ۲: ص ۳۸۹)**

الجواب:

ابویعقوب یوسف بن احمد المکی الصیدلانی رحمہ اللہ کو امام ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) تذکرۃ الحفاظ (**جلد۳: صفحہ ۱۵۰**) میں "مسند مکہ" کے گراں قدر لقب سے نوازا ہے، اور سیر اعلام النبلاء میں **"محدث مکہ"** جیسے الفاظ سے تعدیل کی ہے، اسی طرح الامام الحافظ محمد مرتضی الحسنی الزبیدیؒ (م۱۲۰۵ھ) بھی ان کی تعدیل کرتے ہوئے انہیں محدث کہتے ہیں **(تاج العروس: جلد۲۸: صفحہ۴۸۶)**

مزید آپ امام عقیلیؒ کی کتاب الضعفاالکبیر کے بنیادی راوی ہیں، جیسا کہ امام ذہبیؒ کہتے ہیں: "ابو یعقوب الصیدلانی راوی كتاب الضعفاء لابی جعفر العقیلی عنه" (ابویعقوب الصیدلانی، جو ابو جعفر العقیلیؒ کی کتاب الضعفاء کے راوی ہیں)۔ (تاریخ الاسلام ج ۲۷ ص۱۷۸) تو اگر حافظ زبیر علی زئی اور دیگر غیر مقلدین کے نزدیک یہ راوی مجہول اور ساقط الاعتبار ہے تو انہیں چاہیے کہ امام عقیلیؒ کی کتاب کارد کردیں۔

زبیر علی زئی کی یہ جرح، خود ان کے اپنے نظریے کے بھی خلاف ہے، چنانچہ ایک راوی کی تحقیق میں وہ کہتے ہیں: مذکور عباس بن یوسف (**المتوفی ۳۱۴**) کے متعلق خطیب بغدادی اور ابن الجوزی نے کہا "كان صالحا متنسكا" وہ نیک اور دیندار تھے۔ ان سے ان کے شاگردوں کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں، تیسری صدی ہجری کے بعد مشہور عالم پر اگر جرح نہ ہو تو اس کی توثیق کی صراحت، ضروری نہیں ہے، بلکہ علم، فقاہت، نیکی اور دینداری کے ساتھ مشہور ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ایسے شخص کی حدیث حسن درجے سے کبھی نہیں گرتی اور اس کا مقام کم از کم صدوق ضرور ہوتا ہے۔ **(اضواء المصابیح: ص۲۵۱)**

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خود جناب زبیر علی زئی کے اصول سے ہی یہ راوی "کم از کم" صدوق درجے کا ہے جب کہ ان کے متعلق محدث مکہ اور مسند مکہ کی صراحت بھی ہے اور ابن عبد البرؒ نے کثرت سے آپ کی روایات نقل کی ہیں، لہذا عدم جرح اور تعدیل کی موجودگی میں ابویعقوب المکی (م۳۸۸ھ) حسن الحدیث صدوق درجے کے راوی ہیں، جو شخص ان کو ساقط الاعتبار مانتا ہے وہ کتاب الضعفاء للعقیلی کا بھی انکار کرے، ورنہ جو جواب ادھر دیا جائے گا، وہی ہماری طرف سے رکھ لیں۔

۳- حافظ احمد بن الحسن بھی ثقہ ہیں۔

اعتراض:

زئی صاحب کہتے ہیں: ابن الدخیل کا استاذ احمد بن الحسن الحافظ غیر متعین ہونے کی وجہ سے بمنزلۂ مجہول ہے۔ **(فتاوی علمیہ: ج۲: ص ۳۸۹)**

الجواب: احمد بن الحسن کا تعین:

(۴) امام صیمریؒ (م۴۳۶ھ) فرماتے ہیں:

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا القاضي أبو بكر مكرم بن أحمد قال ثنا علي بن الحسين بن حبان عن أبيه قال قيل لأبي زكريا يحيى بن معين -------واما ابو حنيفة فقد حدث عنه قوم صالحون وأما ابو يوسف فلم يكن من اهل الكذب كان صدوقا فقيل له فأبو حنيفة كان يصدق في الحديث قال نعم صدوق

(**أخبار ابی حنیفہ: صفحہ ۸۶**: واسنادہ حسن)[160]

احمد بن الحسن سے ابو یعقوب مکی نے بہت سی روایات نقل کی ہیں جن میں انہوں نے احمد بن الحسن کا تعین کر دیا ہے، قال أبو يعقوب ونا أحمد بن الحسن الدينوري قال نا القاسم بن عباد..... ۔**(الانتقاء: ص ۱۴۵)**

اس سے معلوم ہوا کہ احمد بن الحسن الحافظ سے مراد احمد بن الحسن الدینوری شیخ دار قطنی ہیں اور ان کے متعلق امام خطیب کہتے ہیں :وكان ثقة وہ ثقہ ہیں۔ **(تاریخ بغداد، بشار: جلد ۶: صفحہ ۱۱۰)**

نیز اس طبقہ میں یہی راوی معروف ہے اس کے علاوہ ایسا کوئی راوی نہ مل سکا جو احمد بن الحسن الدینوری کے نام سے مشہور ہو، جیسے سنابلی صاحب کہتے ہیں: عبد الرحمن بن معاویہ سے مراد عبد الرحمن بن معاویہ ابو الحویرث ہیں، کیونکہ اس طبقہ میں صرف یہی مشہور ہیں، اور کسی طبقہ میں مطلق کسی راوی کا نام ذکر ہو تو اس نام سے جو مشہور راوی ہوتا، وہی مراد ہوتا ہے۔**(یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ: ص ۶۳۲)** لہذا خود اہل حدیثوں کے اصول سے بھی احمد بن الحسن الحافظ سے مراد احمد بن الحسن الدینوری ہی ثابت ہوتے ہے اور وہ ثقہ ہیں۔

۴ – امام عبد الله بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ (م۲۷۶ھ) ثقہ، امام ہیں۔**(کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۴۶۶)**

۵ – امام یحیی بن معینؒ (م۲۳۳ھ) کی توثیق گزر چکی۔ اس روایت میں امام یحیی بن معینؒ کے ساتھ، ساتھ امام شعبہؒ سے بھی امام صاحبؒ کی تعدیل ثابت ہو گئی۔**(دوماہی الاجماع: شمارہ ۲: ص ۱۲۵)**

160 تفصیل یہ ہیں:

۱ – امام صیمریؒ (م۴۳۶ھ) مشہور صدوق، امام ہیں۔**(تاریخ بغداد، وغیرہ)**

۲– **عبد الله بن محمد البزار ابو القاسم الشاهد** رحمہ اللہ

اس راوی کی صراحت سے تعدیل موجود نہیں، لیکن امام ناقد محدث صیمریؒ اس راوی کے ساتھ "المعدل" بھی کہتے ہیں۔ **(أخبار أبي حنيفة: ص ۱۲۳)** اور اہل حدیث عالم ارشاد الحق اثری بحوالہ امام سمعانیؒ لکھتے ہیں: "المعدل" اس راوی کا نام ہے، جس کی تعدیل اور

(۵) ابن معینؒ کے شاگرد ابن الجنیدؒ، امام ابو حنیفہؒ کی فقہی رائے سے متعلق، ابن معینؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

"قلت ليحيى بن معين: ترى أن ينظر الرجل في شيء من الرأي؟ فقال: أي رأي؟، قلت: رأي الشافعي وأبي حنيفة، فقال: «ما أرى لمسلم أن ينظر في رأي الشافعي، ينظر في رأي أبي حنيفة أحب إلي من أن ينظر في رأي الشافعي" اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابن معینؒ سے امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے بارے میں پوچھا گیا، تو امام ابن معینؒ نے امام ابو حنیفہؒ کی رائے کو پسند فرمایا اور ترجیح دی۔ **(سوالات الجنید: ج ۱: ص ۲۹۵)**

تزکیہ بیان ہوا ہو اور اسکی شہادت مقبول ہو.......... المعدل کسی ضعیف کا لقب نہیں، بلکہ اس کا لقب ہے جو عادل اور قابل قبول ہو، تو اس کی عدالت اور توثیق کا انکار محض مجادلہ ہے۔ **(مقالات ج ۲ ص ۲۶۹،۲۶۸)** تو ہم نے ایک حوالہ سے محدث سمعانیؒ کی رائے بھی نقل کر دی ،اور اس پر علماء اہل حدیث کے اعتماد سے یوں ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن محمد القاضی امام صیمریؒ کے نزدیک مقبول الروایہ ہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین کر لی جائے کہ یہ راوی بھی تیسری صدی ہجری کے بعد کا ہے، یوں زبیر علی زئی کے اصول کے مطابق راوی کی عدالت کی گواہی ہی کافی ہو گی۔

نوٹ: کچھ محدثین نے ان پر کذب بیانی کی تہمت لگائی ہے۔ **(تاریخ بغداد، بشار: جلد ۱۱: صفحہ ۳۶۳)** لیکن کچھ نے ان کا عادل ہونا بھی تسلیم کیا ہے، جیسا کہ امام صیمریؒ کے حوالہ سے انکا معدل ہونا پہلے نقل کیا گیا ہے۔ اور پھر یہ بات بھی ذہن میں رکھی جائے کہ ان پر جرح نقل کرنے والے خطیب بغدادیؒ بذات خود ان پر جرح کو مطلقاً تسلیم نہیں کرتے، چنانچہ امام خطیب بغدادی کہتے ہیں: "إن كان ابن الثلاج صدق في روايته عنه" (اگر ابن ثلاجؒ نے ان سے روایت کرنے میں سچ کہا ہے)۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۸: صفحہ ۴۰۷، ت بشار)** پھر دوسرے طریق سے بھی ابن معینؒ سے امام صاحبؒ کی توثیق ثابت ہے۔ لہذا اس مطابع کی وجہ سے اس روایت میں ان پر کلام مردود ہے۔

۳ - مکرم بن احمد القاضیؒ **(م ۳۴۵ھ)** بھی ثقہ ہیں۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۱۵: صفحہ ۲۹۵، ت بشار)**

۴ - علي بن الحسين بن حبان

۵ - الحسين بن حبان

۶ - امام یحیی بن معینؒ **(م ۲۳۳ھ)** کی توثیق گزر چکی۔

نوٹ: کاتب کی غلطی کی وجہ سے 'علي بن الحسين بن حبان' کے بجائے 'الحسين بن علي بن حبان' ہو گیا۔ جب کہ صحیح 'علي بن الحسين بن حبان' ہے۔ کیونکہ اسی کتاب کے دوسری مقامات پر 'مكرم عن علي بن الحسين بن حبان عن أبيه' کی صراحت موجود ہیں۔ **(ص ۶۵، ۱۵۵)**

یہی وجہ ہے کہ امام ذہبیؒ، امام ابن معینؒ کو "غالی حنفی" تک کہتے ہیں۔

سوال: کیا اہل حدیث حضرات ضعیف اور متروک کی رائے سے استدلال کو جائز سمجھتے ہیں؟ اگر نہیں تو 'امام المحدثین، امام العلل، امام الجرح و التعدیل اور امیر المومنین فی الحدیث ابن معینؒ کیسے ضعیف راوی کی رائے کو بسند اور ترجیح دے سکتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی امام ابو حنیفہؒ کی ثقاہت پر دلالت ہوتی ہے۔

(۶) حافظ ابن المحرزؒ کہتے ہیں کہ "وسمعت يحيى بن معين يقول كان ابو حنيفة لا بأس به وكان لا يكذب" (ابن محرزؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن معینؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہؒ ثقہ تھے، اور آپ جھوٹ نہیں بولتے تھے)۔ **(معرفۃ الرجال لابن معین، روایۃ ابن محرز: ج۱: ص۷۹)**[161]

---

[161] اس روایت پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ امام ابن محرزؒ صاحب ابن معینؒ مجہول ہیں۔ **(انوار البدر: ص۱۷۹، فتاوی علمیہ: ج۲: ص۳۹۵)**

الجواب:

ابن محرزؒ کی توثیق :

ابن محرز جس سے ابن معین رحمہ اللہ کے جرح و تعدیل میں اقوال اور ابن محرز کے سوالات وارد ہیں اور ان اقوال کو محدثین نے قبول کیا ہے چاہے وہ حافظ مزی ہو یا ابن حجر ہو یا امام ذہبی رحمہم اللہ ہو یا ان کے علاوہ سبھی نے ابن محرز سے ابن معین رحمہ اللہ کے اقوال کو اپنی کتابوں میں لیا ہے ان حضرات نے یہ نہیں کہا کہ ابن محرز مجہول ہے لہذا ان کے اقوال قابل اعتبار نہیں بلکہ ان کے اقوال کو قبول کیا ہے امام ذہبی تو اپنی کتاب میزان الاعتدال میں اتنی احتیاط برتی ہے کہ کہیں جگہ تو انہیں یہ کہنا پڑا کہ میں فلاں کا تذکرہ اس کتاب میں نہیں کرتا صرف ابن عدی نے اپنی کتاب الکامل میں ان کا تذکرہ کیا اسلیے مجھے بھی کرنا پڑا۔ ایسی کتاب میں بھی امام ذہبی نے ابن محرز کے اقوال نقل کیے۔

لیکن کچھ تعصب پسند حضرات کہتے ہیں کہ چونکہ ابن محرز کی توثیق منقول نہیں لہذا ان کے واسطہ سے ابن معین کے جرح و تعدیل کے اقوال غیر معتبر ہیں، جب کہ آپ کتب جرح و تعدیل کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ کسی بھی امام جرح و تعدیل نے محض اس بنیاد پر ابن محرز کی واسطہ سے نقل اقوال کو مسترد نہیں کیا کہ اس کی توثیق منقول نہیں ہے، ایسے میں ہمیں سوچنا اور غور کرنا چاہئے کہ جو لوگ آج ابن محرز کو غیر معتبر قرار دے رہے ہیں، کیا ان کا یہ طرز عمل ائمہ جرح و تعدیل کے طرز عمل سے مطابقت رکھتا؟؟ کیا ائمہ جرح و تعدیل کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ ابن محرز کی توثیق کسی سے منقول نہیں ہے؟

چلیے ہم ابن محرز کی توثیق بتلاتے ہیں :

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین بن عونؒ (م ۲۳۳ھ) کی مشہور کتاب معرفۃ الرجال ہے جس کو ان کے شاگرد حافظ ابو العباس احمد بن محمد بن قاسم بن محرز البغدادیؒ نے ان سے روایت کی ہے۔

امام ابن ابی حاتمؒ (م ۳۲۷ھ) کہتے ہیں کہ

"نا عبد الرحمن حدثني أبي حدثنى أبوالعباس المحرزی قال سألت علی بن المدینی عن ابی کعب صاحب الحریر فقال کان یحیی بن سعید یوثقه " عبد الرحمن ابن ابو حاتم کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا انہیں ابو العباس محرزی نے، کہتے ہیں علی بن مدینی سے میں نے ابو کعب کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا یحی بن سعید القطان ان کی توثیق کرتے تھے۔ **(الجرح والتعدیل: ج۶: ص ۴۱)**

اس روایت میں امام ابو حاتمؒ (م ۲۷۷ھ) نے ابو العباس المحرزیؒ سے روایت کی ہے جو کہ علی ابن المدینیؒ کے شاگرد ہے۔ معرفۃ الرجال لابن معین، روایۃ ابن محرز کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن محرزؒ نے علی ابن المدینیؒ سے بھی روایت کیا ہے۔ نیز ان کی کنیت بھی ابو العباس ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حاتمؒ (م ۲۷۷ھ) کے استاد ابو العباس المحرزیؒ دراصل حافظ ابو العباس احمد بن محمد بن قاسم بن محرز البغدادیؒ ہی ہے۔

اور غیر مقلدین نے صراحت کی ہے کہ ابو حاتم الرازیؒ اور ابو زرعہ الرازیؒ وغیرہ رحمہم اللہ صرف ثقات سے روایت کرتے تھے۔ دکتور بشار عواد معروف اور شعیب الارنووط اپنی کتاب تحریر التقریب میں صالح بن سہیل کے ترجمہ میں لکھتے ہیں "فقد روى عنه جمع من الثقات منهم أبو داود في سننه وهو لا يروي فيها الا عن ثقة، وأبو زرعة وأبو حاتم الرازيان وهما من تعرف في شدة التحري" صالح بن سہیل سے ثقات کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں ابو داؤد، رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں اور وہ ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت نہیں کرتے، اور ابو زرعہ اور ابو حاتم الرازی بھی اور یہ دونوں حضرات راویوں کے حال جاننے میں بڑے ہی سخت ہیں۔ **(تحریر التقریب التہذیب : ۱۲۹/۲)**

اسی طرح دوسری جگہ احمد بن عبید اللہ کے ترجمہ میں وہ دونوں لکھتے ہیں : "ولو لم يكن ثقة عند أبي حاتم لما روى عنه" اور کیوں وہ ابو حاتم کے نزدیک ثقہ نہیں ہو سکتے جبکہ انہوں نے ان سے روایت کیا۔ **(تحریر التقریب التھذیب: ج۱: ص ۷۰)**

اسی طرح کفایت اللہ سنابلی صاحب بھی ابن محرز کو مجھول کہتے نہیں تھکتے، مگر وہ خود لکھتے ہیں : ابو حاتم صرف ثقات سے روایت کرتے ہیں۔ **(انوار البدر: ص ۲۸۲)** لہذا امام ابو حاتم الرازی صرف ثقات سے روایت کرتے تھے اس لیے ابن محرز بھی ثقہ ہیں۔

پھر اصول حدیث کے مطابق اگر کتاب مشہور ہو تو اس کے مؤلف تک اس کی سند پر اعتراض نہیں ہوتا، اس اصول کو امام ابن حجر عسقلانیؒ ذکر کیا ہے: "لأن الكتاب المشهور الغني بشهرته عن اعتبار الإسناد منا إلى مصنفه: كسنن النسائي مثلا لا

يحتاج في صحة نسبته إلى النسائي إلى اعتبار حال رجال الإسناد منا إلى مصنفه۔" **(النکت لابن حجر: ج۱: ص۲۴۷، فتح المغیث: ج۱: ص۶۵)** اور معرفۃ الرجال لابن محرز، یہ کتاب محدثین میں مشہور ہے، اور خطیب، ابن عساکر، مزی، ابن حجر، ذہبی، ابن قطلوبغا ،بدرالدین عینی، وغیرہ محدثین اور ائمہ جرح وتعدیل رحمہم اللہ اس کتاب سے احتجاج کرتے ہیں۔

اور اہل حدیث عالم کفایت اللہ سنابلی بھی کہتے ہیں کہ: "اور رہی نسخہ کی سند تو ان کی یہ کتاب اہل علم میں متداول ومشہور رہی ہے، اور ایسا نسخہ سند کا محتاج نہیں ہوتا"۔ **(انوار البدر: ص۶۹)** اسی طرح اپنی کتاب "یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ" میں بلاذری کی بلاسند کتاب سے استدلال صرف اس وجہ سے کرتے ہیں کہ یہ کتاب اہل علم کے ہاں مشہور ہے۔ **(ص۳۶۲)**

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک جب کتاب مشہور ہو اور مستند علماء کے ہاں قابل استدلال ہو تو اسکی سند پر اعتراض نہیں ہوتا، لیکن افسوس یہی قاعدہ اہل حدیث حضرات اور کفایت اللہ صاحب کو ابن محرزؒ کی کتاب کے تعلق سے یاد نہیں رہا۔

نیز محدثین نے اس کتاب سے حجت بھی پکڑی ہے، مثلاً: امام ذہبیؒ، امام ابو حنیفہؒ سے متعلق، امام ابن معینؒ کا قول، امام ابن محرزؒ ہی کی سند سے لائے ہیں: وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحْرِزٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ لا بَأْسَ بِهِ۔ **(مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ: ص۴۶)** اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ بھی اس کتاب سے استدلال کرتے ہیں۔ **(فتح الباری: ج۹: ص۲۷۹)**

یہی وجہ ہے کہ سلفی عرب علماؤں میں ایک ممتاز شخصیت ہے ابو اسحاق الحويني، جو روایت حدیث وکتاب کے بارے میں رائے بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"وكذلك ابن محرز وهو أبو العباس احمد بن محمد بن القاسم بن محرز راوي كتاب "معرفة الرجال" وهو سؤالاته لابن معين في "الجرح والتعديل" ولا اعرفه له بجرح ولا تعديل، ولم أجد له ترجمة فيما بين يدي من المراجع ومع ذلك فالعلماء ينسبون الكلام لابن معين بروايته وما علمت أحدا توقف في قبوله والأمثلة على ذلك تطول" اسی طرح ابن محرز کا معاملہ ہے، جو ابو عباس احمد بن محمد بن قاسم بن محرز کتاب معرفۃ الرجال کا راوی ہے جس میں اُنھوں نے ابن معین سے جرح وتعدیل کی بابت (اقوال) کیے ہیں۔ مجھے اس کے بارے میں جرح یا تعدیل کا کوئی علم نہیں۔ میری دسترس میں موجود مراجع میں اس کا ترجمہ موجود نہیں۔ اس کے باوجود علماء اس کی وساطت سے ابن معین کی طرف قول کو منسوب کرتے ہیں۔ میں کسی کو نہیں جانتا جس نے اسے قبول کرنے میں توقف کیا ہو۔ اس بارے میں مثالوں کا ذکر ہی تطویل کا باعث ہے۔ (**نثل النبال بمعجم الرجال الذين ترجم لهم فضيلة الشيخ المحدث أبو إسحاق الحويني: ج۱: ص۱۷۶)**

ابو اسحاق حوینی کے قول سے بھی معلوم ہوتا ہے علماء اور محدثین نے ابن محرز کے اقوال کو قبول کیا ہے اور انہوں نے کہیں مضمون طویل نہ ہو جائے اس وجہ سے مثالوں کو تک ذکر نہیں کیا کیونکہ ایک دو مثالیں تھوڑی نہ ہیں۔ مزید تفصیل **دوماہی الاجماع مجلہ: شمارہ ۱ : ص۳۳** پر موجود ہے۔

نوٹ: امام ابن معینؒ اگر 'لا بـأس بـه' کہیں تو اس سے مراد "ثقہ" ہوتا ہے، چنانچہ اہل حدیث علماء کے "محدث العصر" ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں اور یحیی بن معین نے یہ بھی کہا ہے کہ جس کے بارے میں "لیس بـه بـاس" کہوں تو وہ آدمی ثقہ ہوتا ہے۔ **(ضوابط الجرح والتعدیل: صفحہ ۹۶)**

اسی طرح ایک اور مقام پر امام ابن معینؒ کہتے ہیں کہ "ابو حَنيفَة عندنا مِن أَهل الصِّدقِ، ولم يتَّهم بالكَذِب "(امام کی ابو حنیفہؒ سچوں میں سے تھے، آپ پر جھوٹ بولنے کی تہمت نہیں لگائی گئی)۔ **(معرفۃ الرجال لابن معین، روایۃ ابن محرز: ج ۱: ص ۲۳۰)**

(۷) حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ **(م ۴۶۳ھ)** فرماتے ہیں کہ

أخبرنا ابن رزق، قال: حدثنا أحمد بن علي بن عمر بن حبيش الرازي، قال: سمعت محمد بن أحمد بن عصام، يقول: سمعت محمد بن سعد العوفي، يقول: سمعت يحيى بن معين، يقول: كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا ما يحفظ، ولا يحدث بما لا يحفظ. (امام ابو حنیفہؒ ثقہ تھے، وہی حدیث بیان کرتے جو آپ کو یاد ہوتی، جو یاد نہ ہوتی اسے بیان نہیں کرتے)۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱۵: ص ۵۸۰-۵۸۱، واسنادہ حسن بالمطالع)**[162]

الغرض امام ابن معینؒ کا قول بلاشک ثابت ہے۔

[162] رواۃ کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ امام خطیب البغدادیؒ کی توثیق اور ان کا ترجمہ گزر چکا۔

۲۔ محدث محمد بن احمد بن رزق ابو الحسن رزقویہؒ **(م ۴۱۲ھ)** ثقہ ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: جلد ۹: صفحہ ۲۰۶)**

۳۔ احمد بن علی بن عمر بن حبیشؒ بھی ثقہ ہیں، امام خطیب بغدادیؒ نے ثقہ اور حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ **(۸۷۹ھ)** نے ثقات میں شمار کیا ہے۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۱: صفحہ ۴۲۸)**

لہذا زبیر علی زئی صاحب کا اسے مجہول کہنا **(فتاویٰ علمیہ: جلد ۲: ۳۹۲)** مردود ہے۔

۴۔ محمد بن احمد بن عیسیٰؒ بھی مقبول راوی ہیں، کیوں کہ ان سے دو ثقہ لوگوں نے روایت لی ہے:

۱: (ثقہ راوی) احمد بن علی بن عمر بن حبیشؒ۔

۲: (ثقہ محدث وامام) امام ابو الشیخ الاصبہانیؒ **(م ۳۶۹ھ)** **(ذکر الأقران وروایتهم عن بعضهم بعضاً: صفحہ ۳۰، ۳۱)**

لہذا یہ راوی مجہول العین تو نہیں، اور چونکہ ان کے متابع موجود ہیں، اس لئے یہ مقبول ہیں۔

امام ابن معینؒ کی طرف منسوب جرح کا جواب:

۵۔ محمد بن سعد بن العوفیؒ (م۲۷۶ھ) بھی جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔ **اعتراض:** علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ محمد بن سعد العوفی کو خطیب اور ابن الجوزیؒ نے لین اور دارقطنی نے 'لا بأس بہ' کہا ہے، جمہور کی تجریح کی وجہ سے جرح مقدم ہے۔ **الجواب:** یہ اعتراض ہی مردود ہے، کیونکہ دارقطنیؒ کے ساتھ ساتھ انہیں حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ نے ثقات میں شمار کیا ہے، امام حاکمؒ امام ذہبیؒ، امام ابوعوانہؒ، امام ضیاء الدین مقدسیؒ اور امام ابن عساکرؒ نے آپ کی روایت کی تصحیح و تحسین کی ہے۔ **(۲ ماہی مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۲: صفحہ نمبر ۲۵)**

اور خود زبیر علی زئی اور دوسرے غیر مقلدین علماء کا اصول ہے کہ روایت کی تصحیح و تحسین اس روایت کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے، جس کا حوالہ پہلے گزر چکا۔

لہٰذا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔

نوٹ نمبر ا:

لین کی جرح کی وضاحت کرتے ہوئے، اہل حدیثوں کے محقق کفایت اللہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ بہت ہلکی جرح ہے، جس سے تضعیف لازم نہیں آتی۔ **(مسنون رکعات تراویح: صفحہ ۲۴)** لہٰذا جب غیر مقلدین کے نزدیک لین کی جرح سے تضعیف لازم ہی نہیں آتی، تو اس جرح سے غیر مقلدین اور علی زئی صاحب کا محمد بن سعد العوفیؒ کو ضعیف ثابت کرنا، ان کے اصول سے ہی مردود ہے۔

لطیفہ:

خود کفایت اللہ سنابلی صاحب نے فورم پر اپنے ہی اصول کی مخالفت کرتے ہوئے، لین کی جرح سے محمد بن سعد العوفیؒ کو ضعیف ثابت کرتے ہوئے دوغلی پالیسی کا ثبوت دیا ہے۔ دیکھئے: محدث فورم کا لنک

http://forum.mohaddis.com/threads/%D8%A7%D9%85%D8%A7%D9%85-%D8%A7%D8%A8%D9%88%D8%AD%D9%86%DB%8C%D9%81%DB%81-%D8%B1%D8%B6%DB%8C-%D8%A7%D9%84%D9%84%DB%81-%D8%B9%D9%86%DB%81-%DA%A9%D8%A7-%D9%85%D9%82%D8%A7%D9%85-%D9%88%D9%85%D8%B1%D8%AA%D8%A8%DB%81-%D8%AD%D8%A7%D9%81%D8%B8-%D8%B0%DB%81%D8%A8%DB%8C-%DA%A9%DB%8C-%D9%86%DA%AF%D8%A7%DB%81-%D9%85%DB%8C%DA%BA.1508/page-2#post-8801

الغرض محمد بن سعد العوفیؒ (م۲۷۶ھ) بھی جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔

لہٰذا یہ سند مطابع کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے۔

امام ابن معینؒ سے جو تعدیلی اقوال منقول ہیں ان سے ،امام ابو حنیفہ کے بارے میں ان کا موقف واضح ہو جاتا ہے۔ ذیل میں امام ابن معینؒ کی طرف منسوب جرح کے اقوال کا جائزہ لیتے ہیں:

(۱) امام عقیلیؒ (م۳۲۲ھ) کہتے ہیں: کہ

حدّثنا محمّد بن عثمان (بن أبی شیبة) قال: سمعت یحیٰی بن معین وسئل عن أبی حنیفه، فقال: کان یضعّف فی الحدیث "محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے امام یحیٰ بن معینؒ سے سنا، ان سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں سوال کیا گیا ،تو انہوں نے فرمایا، وہ حدیث میں ضعیف قرار دیئے جاتے تھے"۔ **(الضعفاء الکبیر للعقیلی: جلد۴: صفحہ ۲۸۵، تاریخ بغداد للخطیب: جلد۱۳: صفحہ ۴۵۰)**

الجواب:

اولا اس قول میں ابن معینؒ کا خود کا حکم موجود نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اس قول میں کہ ' یضعّف ' ان کی تضعیف کی جاتی تھی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تضعیف کرنے والا کون ہے یعنی ' یضعّف ' کا فاعل کون ہے۔ اس کوئی اتا پتا نہیں ہے۔ خود زبیر علی زئی صاحب نے کئی مقامات پر جارح نہ معلوم ہونے کی وجہ سے جرح کو مردود قرار دیا ہے۔ دیکھئے **(دو الاجماع مجلہ: شمارہ ۲: ص ۱۰۵)** لہٰذا خود اہل حدیثوں کے اصول کی روشنی میں یہ جرح مردود ہے۔

نوٹ: لیکن شاید موصوف زبیر صاحب کو امام صاحبؒ کو ضعیف ثابت کرنا تھا اس لئے نے اپنا ہی قاعدہ بھولا دیا اور امام صاحبؒ کو مجروح قرار دینے کے لئے یہی جرح پیش کی۔ **(فتاوی علمہ: ج۲: ص۳۹۹)**

(۲) امام ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا علي بن أحمد بن سليمان، حدثنا ابن أبي مريم، قال: سألت يحيى بن معين، عن أبي حنيفة؟ قال: لا يكتب حديثه۔ **(الکامل لابن عدي ج۸ ص۲۳۶)**

الجواب:

یہ قول جمہور اصحاب ابن معینؒ کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ و مردود ہے۔ پس ثابت ہوا امام ابو حنیفہؒ کے متعلق امام ابن معینؒ کی راجح رائے تعدیل کی ہی ہے، جب کہ جرح کے اقوال شاذ و مردود ہیں۔

شمارہ نمبر ۴

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

دسمبر ۲۰۱۷ء
جنوری ۲۰۱۸ء



دوماہی مجلّہ

الاجماع

- نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز کے ساتھ وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ ہیں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تفسیر ثابت نہیں (کفایت اللہ سنابلی کو جواب)
- کتاب الآثار امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے (زبیر علی زئی کو جواب)
- امام موفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ علیہ صدوق ہے (زبیر علی زئی اور غیر مقلدین کو جواب)



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث کے شہنشاہ ہیں۔

مفتی ابن اسماعیل المدنی

حافظ المشرق، امام خطیب البغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ :

أخبرنی ابو بشر الوکیل و أبو الفتح الضبی، حدثنا عمر بن احمد الواعظ، حدثنا محمد بن مخزوم، حدثنا بشر بن موسی، حدثنا أبو عبدالرحمن المقری، و کان اذا حدثنا عن ابی حنیفة قال: حدثنا شاهنشاه۔

امام حافظ ابوعبدالرحمن المقریؒ (م ۲۱۳ھ) جب کبھی امام ابو حنیفہؒ سے حدیث بیان کرتے تو کہتے ہیں کہ ہم سے حدیث شہنشاہ نے بیان کیا ہے۔ **(تاریخ بغداد ج:۱۳ص:۳۴۴، و اسنادہ حسن بالشاھد)**

اسکین:

تاريخ بغداد
أو مدينة السلام
تأليف
الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي
الخطيب البغدادي
المتوفى ٤٦٣هـ
دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا
الجزء الثالث عشر
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٣٤٤ .... النعمان بن ثابت، أبو حنيفة، الإمام

فيقول لقد جئت من عند رجل لو أن عَلْقَمَة والأسْوَد حضرا لاحتاجا إلى مثله، فآتي سُفْيَان فيقول لي من أين؟ فأقول من عند أبي حنيفة. فيقول لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض.

أَخْبَرَنَا مُحَمَّد بن أَحْمَد بن رِزْق، أَخْبَرَنَا أَحْمَد بن شُعَيْب البُخَارِيّ، حَدَّثَنَا علي ابن مُوسَى القمي قال: سمعت مُحَمَّد بن عمار يقول: قال علي بن عاصِم: كنا في مجلس فذكر أبو حنيفة، فقال لي خَالِد الطحان: ليت بعض علمه بيني وبينك.

أَخْبَرَنَا علي بن القَاسِم البَصْرِيّ، حَدَّثَنَا علي بن إِسْحَاق المادراني، حَدَّثَنَا أبو قلابة، حَدَّثَنَا بَكْر بن يَحْيَى بن زَبَّان عن أبيه قال: قال لي أبو حنيفة: يا أهل البصرة أنتم أورع منا، ونحن أفقه منكم.

أَخْبَرَنَا أبو نعيم الحَافِظ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيم بن عَبْد الله الأَصْبَهَانِيّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن إِسْحَاق الثَّقَفِيّ، حَدَّثَنَا الجَوْهَرِيّ، حَدَّثَنَا أبو نعيم قال: كان أبو حنيفة صاحب غوص في المسائل.

أَخْبَرَنَا الجَوْهَرِيّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّد بن عِمْرَان المَرْزُبَانِي، حَدَّثَنَا عَبْد الوَاحِد بن مُحَمَّد الخصيب، حدثني أبو مُسْلِم الكجي إِبْرَاهِيم بن عَبْد الله قال: حدثني مُحَمَّد بن سَعِيد أبو عَبْد الله الكَاتِب قال: سمعت عَبْد الله بن دَاود الخريبي يقول: يجب على أهل الإسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم قال: وذكر حفظه عليهم السنن والفقه.

أَخْبَرَنَا علي بن أبي علي، حَدَّثَنَا أبو علي أَحْمَد بن مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن إِسْحَاق المعدل النَّيْسَابُورِيّ، حَدَّثَنَا أبو حَامِد أَحْمَد بن مُحَمَّد بن بلال قال: سمعت مُحَمَّد ابن يَزِيد يقول: سمعت عَبْد الله بن يَزِيد المُقْرِئ يقول: ما رأيت أسود رأس أفقه من أبي حنيفة.

أخبرني أبو بِشْر الوكيل وأبو الفَتْح الضَّبِّيّ، حَدَّثَنَا عُمَر بن أَحْمَد الواعظ، حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن مَخْزُوم، حَدَّثَنَا بِشْر بن مُوسَى، حَدَّثَنَا أبو عَبْد الرَّحْمَن المُقْرِئ - وكان إذا حَدَّثَنَا عن أبي حنيفة - قال: حَدَّثَنَا شاهنشاه.

أَخْبَرَنَا الخَلَّال، أَخْبَرَنَا الحريري أن النخعي حدثهم قال: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيم بن مَخْلَد البَلْخِيّ، حَدَّثَنَا أَحْمَد بن مُحَمَّد البَلْخِيّ قال: سمعت شَدَّاد بن حكيم يقول: ما رأيت أعلم من أبي حنيفة.

روایت کی تحقیق درج ذیل ہے :

۱) حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (۴۶۳؁ھ) مشہور ثقہ حافظ اور الامام الکبیر ہیں۔**(کتاب الثقات للقاسم ج:۱ص:۴۱۸)**

۲) ابو بشر الوکیلؒ (م ۴۳۸؁ھ) اور ان کے متابع میں ابو فتح الضبیؒ دونوں کے بارے میں خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں کہ "کتبت عنه وکان سماعه صحیحا" میں نے ان (دونوں) سے لکھا ہے اوران (دونوں) کا سماع صحیح ہے۔**(تاریخ بغداد ج:۴ص:۶۴، تاریخ بغداد ج:۱۰ص:۴۶۲)**

یعنی یہ دونوں حضرات خطیبؒ کے نزدیک صدوق درجے کے ہیں۔ نیز

۳) عمر بن احمد الواضیؒ جو کہ امام ابن شاہینؒ (م ۳۸۵؁ھ) کے نام مشہور ہیں۔

اسی طرح محمد بن مخزومؒ کے استاذ،

۵) بشر بن موسیؒ (م ۲۸۸؁ھ) اور

۶) ابو عبدالرحمن المقریؒ (م ۲۱۳؁ھ) وغیرہ تینوں حضرات ثقہ ہیں۔**(تاریخ بغداد ج:۱۳ص:۱۳۳، تاریخ الاسلام ج:۶ص:۲۴۷، تقریب رقم :۳۷۱۵)**

البتہ محمد بن مخزومؒ کا پورا نام محمد بن احمد بن مخزومؒ (م بعد ۳۳۰؁ھ) ہے، جو کہ ضعیف ہیں، جیسا کہ امام ذہبیؒ نے **تاریخ الاسلام ج:۷ص:۴۸۷** پر صراحت کی ہے، نیز دیکھئے **تاریخ بغداد ج:۲ص:۲۳۰۔**

لیکن امام ابو عبدالرحمن المقریؒ (م ۲۱۳؁ھ) سے دوسری سند سے بھی امام ابو حنیفہؒ کی توثیق مروی ہے، چنانچہ ثقہ، ثبوت امام، حافظ ابو قاسم بن ابی عوامؒ (م ۳۳۵؁ھ) فرماتے ہیں کہ :

(حدثنی ابی قال: حدثنی ابی قال:) حدثنی محمد بن احمد بن حماد قال: حدثنی محمد بن شجاع قال: سمعت ابا عبدالرحمن المقری۔ وکان اذا حدثنا عن ابی حنیفة۔ یقول: حدثنی العالم الفقیه ابو حنیفة۔

امام ابو عبدالرحمن المقری ؒجب امام ابوحنیفہ ؒسے روایت کرتے تو کہتے کہ مجھ سے العالم الفقیہ ابوحنیفہ ؒنے بیان کیا ہے۔ **(فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام ص:۸۲،واسنادہ حسن)**[10]

---

[10] اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔تفصیل کیلئے دوماہی الاجماع مجلہ :شمارہ نمبر:۲ص:۲۔اور ابو عبدالرحمن المقریؒ**(م۲۱۳ھ)** کی توثیق پہلے گزر چکی۔البتہ محمد بن شجاع ؒ،ابو عبداللہ القاضی البغدادیؒ**(۲۸۱ھ)** پر کلام ہے۔لیکن محدثین نے خاص طور سے مناقب کے باب میں ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

دیکھئے !امام حاکمؒ نے اپنی **المستدرک للحاکم مع تلخیص للذہبی ج: ۳ص:۲۷۳،حدیث نمبر:۵۰۷۰** پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مناقب میں آپ کی روایت ذکر کی ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک ہر وہ روایت جو مستدرک میں موجود ہے ،وہ امام حاکمؒ کی شرط پر صحیح ہے۔ (اختصار علوم الحدیث:ص۱۹-۲۰،**مترجم زبیر علی زئی**) پھر امام ذہبیؒ جنہوں نے محمد بن شجاعؒ،ابو عبداللہ القاضی البغدادیؒ کی احکام والی روایت میں تو ان کی کمزوری کو ذکر کیا ہے۔ **(حدیث نمبر: ۳۴۰۸)** لیکن یہاں اس مناقب والی روایت پر خاموشی اختیار کی ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی امام ذہبیؒ کے نزدیک مناقب کے باب میں مقبول ہیں۔

اسی طرح حافظ المغرب ،امام ابن عبدالبرؒ**(م۴۶۳ھ)** نے اپنی مناقب والی کتاب **جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر** ج:۲ص:۹۴۸ میں آپ کی رویت کو ذکر کیا ہے ،نیز جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین کے نزدیک فضائل ومناقب کے باب میں ان کی روایت میں کوئی حرج نہیں ہے۔نیز

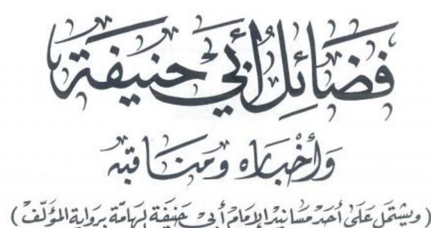
حافظ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد الاصبہانیؒ**(م۵۳۵ھ)** نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں۔**(الحجہ فی بیان المحجۃ ج:۲ص:۳۹۹)**،حافظ عبدالرحمن بن عساکر الدمشقیؒ**(م۶۲۰ھ)** نے حضرت صفیۃ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے مناقب میں **(مناقب امھات المؤمنین ص:۹۸)** اور حافظ عبدالغنی المقدسیؒ**(م۶۰۰ھ)** وغیرہ نے صحابیات کے مناقب میں آپ کی روایات کو ذکر کیا ہے۔**(من مناقب النساء الصحابیات ص:۵۷،۵۹)**

الغرض ان ساری تفصیلات سے معلوم ہوا کہ آپ کی روایت مناقب کے باب میں محدثین کے یہاں مقبول ہے ،اور یہاں بھی امام ابوحنیفہ ؒکے مناقب میں آپ کی روایت مروی ہے۔لہذا یہاں محمد بن شجاعؒ، ابوعبداللہ القاضی البغدادیؒ کی روایت مقبول ہے۔

پھر زبیر علی زئی صاحب نے ایک اصول کو مثال کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے ،کہتے ہیں کہ دس نے کہا کہ :جیم ضعیف ہے ،ایک نے کہا :لیکن دال میں ثقہ ہے ،تو نتیجہ (یہ ہوا کہ)جیم ضعیف ہے ،لیکن دال میں ثقہ ہے۔**(نورالعینین ص:۶۱)** تو زئی صاحب کے اصول سے بھی ثابت ہوا کہ محمد بن شجاعؒ ابوعبداللہ القاضی البغدادیؒ**(م۲۸۱ھ)** مناقب کے باب میں تو بہر حال ثقہ ہیں۔لہذا ان پر کلام مردود ہے۔

نوٹ:

اسکین:



(ويشتمل على أحد مسانيد الإمام أبي حنيفة لهامة برواية المؤلف)

تأليف

أبي القاسم عبد الله بن محمد بن أحمد بن يحيى بن الحارث السعدي
المعروف بابن أبي العوام
المتوفى ٣٣٥هـ

اعتناء

فضيلة العلامة المحدث المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجي القاسمي

المكتبة الإمدادية
مكة المكرمة

فضائل ابي حنيفة — واخباره ومناقبه

جعفر بن أعين قال : سمعت يعقوب بن شيبة بن الصلت قال : حدثني علي بن أبي الربيع قال : سمعت بشر بن الحارث يقول : سمعت عبد الله بن داود الخريبي ، قال يعقوب : وحدثنيه إبراهيم بن هاشم ، قال بشر بن الحارث : أردت عن ابن داود قال : إذا أردت الآثار فسفيان الثوري ، وإذا أردت تلك الدقائق فأبو حنيفة .

١٠٦ – حدثني أبي قال : حدثني أبي قال : حدثني محمد بن أحمد بن حماد قال : حدثني محمد بن شجاع قال : سمعت أبا عبدالرحمن المقرئ يقول : حدثني العالم الفقيه أبو حنيفة .

١٠٧ – حدثني أبي قال : حدثني أبي قال : حدثني محمد بن أحمد بن حماد قال : ثنا إبراهيم بن سعيد الجوهري قال : ثنا روح بن عبادة قال : كنت عند ابن جريج سنة خمسين ومائة فقيل له : مات أبو حنيفة ، فقال : رحمه الله لقد ذهب معه علم كثير .

١٠٨ – حدثني أبي قال : حدثني أبي قال : حدثني محمد بن أحمد بن حماد * قال : ثنا إبراهيم بن سعيد قال : ثنا المثنى بن رجاء قال : سمعت سعيد

١٠٧- أخرجه الخطيب في « التاريخ » ١٣/٣٣٨ من طريق محمد بن عيسى بن الطباع ، عن روح بن عبادة به ، وراجع « المناقب » ص ١٨ للذهبي .

١٠٨- أخرجه ابن عبدالبر في « الإنتقاء » ص ٢٠١ من طريق عبدالوهاب بن عطاء قال : سئل سعيد بن عروبة ...وراجع « المناقب » ص ١٨ للذهبي .

★ في هامش « ب » : كذا في أصل الرازي ، وقد وهم الرازي بشيخنا الحافظ ...وأكثره مصحح بخط شيخنا ، ومقروء على كثير منه ، وفي هذا الموضع وأظنه سقط منه : محمد بن ... حماد .

- ٨٢ -

اس روایت میں ثقہ،حافظ محمد بن احمد بن حمادؒ المعروف بہ حافظ ابو بشر الدولابیؒ **(م ۳۱۰ھ)** محمد بن مخزومؒ **(م بعد ۳۳۰ھ)** کے متابع میں موجود ہیں۔لہذا ثقہ متابع ہونے کی وجہ سے اس روایت میں محمد بن مخزومؒ پر کلام فضول اور بیکار ہے۔

متابع کی وجہ تاریخ بغداد والی سند حسن درجے کی ہے ،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ حدیث کے شہنشاہ ہیں۔

واللہ اعلم

یاد رہے کہ ان سب کے علاوہ محمد بن شجاعؒ **(م ۲۸۱ھ)** کے متابع میں تاریخ بغداد کی روایت میں موجود ثقہ راوی بشر بن موسیؒ **(م ۲۸۸ھ)** بھی ہیں جن سے ان کی روایت اور بھی مضبوط ہوجاتی ہے۔

سلسلہ توثیقات امام اعظم ؒ باسناد صحیح ۲

امام اعظم ابو حنیفہ ؒ (م ۱۵۰ھ) امام سفیان بن عیینہ ؒ (م ۱۹۸ھ) کی نظر میں

مفتی ابن اسماعیل المدنی

الاجماع کے پچھلے شمارے میں صحیح اسناد سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ امام اعظم ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) امام الجرح والتعدیل یحی بن معین ؒ (م ۲۳۳ھ) کے نزدیک ثقہ، صدوق ہیں۔

اب یہاں پر امام ابو حنیفہ ؒ (م ۱۵۰ھ) کے بارے میں معتبر اسناد کے ساتھ امام سفیان بن عیینہ ؒ (م ۱۹۸ھ) کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

۱) امام ابو المؤید موفق بن احمد المکی ؒ (م ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

اخبرنی الحافظ ابو الخیر عبد الرحیم بن محمد بن احمد فیما کتب الی من اصبھان انا ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیر فی باصبھان اذنا انا ابو الحسین محمد بن احمد الاسکاف انا ابو عبد اللہ محمد بن اسحق بن مندہ انا الامام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی انا سلیمان بن داؤد المھری سمعت ابا یعقوب المروزی سمعت ابن عیینہ یقول لم یکن فی زمان ابی حنیفۃ بالکوفۃ رجل افضل منہ و اورع ولا افقہ منہ۔

امام سفیان بن عیینہ ؒ (م ۱۹۸ھ) کہتے ہیں کہ کوفہ میں امام ابو حنیفہ ؒ کے زمانے میں ان سے افضل کوئی نہ تھا اور نہ ان سے زیادہ تقوی والا کوئی تھا اور نہ ان سے بڑا فقیہ کوئی تھا۔ (**مناقب امام اعظم ابو حنیفہ للمکی ص: ۱۸۸، و اسنادہ حسن**)[23]

---

[23] راویوں کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے:

۱) امام ابو المؤید موفق بن احمد المکی ؒ (م ۵۶۸ھ) صدوق ہیں جس کی تفصیل ص: ۷۰ پر موجود ہے۔

۲) حافظ ابو الخیر عبد الرحیم بن محمد بن احمد الاصبہانی ؒ (م ۵۶۸ھ) بھی صدوق ہیں۔

حافظ ذہبی ؒ کہتے ہیں کہ الامام، الحافظ، العالم الکبیر، اور الحافظ المتقن بھی کہتے ہیں۔ حافظ ابو محمد بن الاخضر ؒ (م ۶۱۱ھ) نے آپ کی تعریف کی ہے اور حافظ ابن نجار ؒ (م ۶۴۳ھ) نے کہا کہ آپ حفاظ حدیث میں سے ہیں اور فضل اور حدیث کی معرفت والے ہیں۔ (**سیر اعلام النبلاء ج: ۲۰ ص: ۵۷۳، تذکرۃ الحفاظ ج: ۴ ص: ۸۷، تاریخ الاسلام ج: ۱۲ ص: ۳۹۵**)

۳) ابو الفرج سعید بن ابی رجاء ؒ (م ۵۳۲ھ) بھی ثقہ اور نیک تھے۔ (**العبر ج: ۲ ص: ۴۴۲، تاریخ الاسلام ج: ۱۱ ص: ۵۷۰**)

۴) ابوالحسین احمد بن محمد الاسکافیؒ بھی صدوق درجے کے راوی ہیں۔ ان کو ابن قیسرانیؒ (**م۵۰۷ھ**) نے المقری المحدث کہا ہے۔ (**المؤتلف والمختلف لابن القیسرانی ص:۱۵۶**)

۵) امام ابو عبداللہ محمد بن اسحٰق بن مندہؒ (**م۳۹۵ھ**) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات ج:۸ ص:۱۷۷، تاریخ الاسلام ج:۸ ص:۷۵۵**)

۶) امام ابو محمد عبداللہ بن محمد الحارثیؒ (**م۳۴۰ھ**) کی توثیق **دوماہی مجلہ شمارہ نمبر:۲ ص:۸۹** پر موجود ہے۔

نیز امام ابو محمد الحارثیؒ اسمیں منفرد بھی نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے متابع میں امام حافظ ابو بکر ابن الجعابیؒ (**م۳۵۵ھ**) [**ثقہ**] موجود ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

معلوم ہوا کہ امام حارثیؒ صدوق اور ثقہ ہیں۔

۷) سلیمان بن داؤد الھرویؒ جو کہ امام حارثیؒ کے استاذ ہیں، ان کے بارے میں تفصیل یہ ہے:

ان کا پورا نام ابو سعید سلیمان بن داؤد الھرویؒ ہے۔ (**مسند امام ابو حنیفہؒ بروایت حارثی ص:۲۲**) اور خطیب البغدادیؒ نے ان کے لقب میں 'المھری' کا بھی ذکر کیا ہے، چنانچہ خطیب کے الفاظ یہ ہیں "ابو سعید المستملی سلیمان بن داؤد المھری"۔ (**الکفایہ للخطیب ص:۲۷۴، مشیخۃ قاضی المارستان ج:۳ ص:۱۳۲۹**)

ابو سعید سلیمان بن داؤد المھری الھروی کا تعین کرتے ہوئے، الکفایہ للخطیب، مطبوعہ المکتبہ العلمیہ المدینۃ المنورۃ کے دو محقق شیخ ابو عبداللہ السورقی اور شیخ ابراہیم حمدی المدنی کہتے ہیں کہ:

کذا فی الاصلین و ظاھرہ ان اباسعید المستملی ھو سلیمان بن داؤد المھری۔ و فی التھذیب سلیمان بن داؤد ابن حماد بن سعد المھوی ابو الربیع۔۔۔ و اللہ اعلم۔

اسی طرح دونوں اصل (مخطوطے) میں ہیں اور ظاہر ہے کہ ابو سعید المستملی سے مراد سلیمان بن داؤد المھری ہیں۔ (جیسا کہ خطیب البغدادیؒ نے اوپر ذکر کیا ہے) اور تہذیب میں (ایک راوی موجود) ہیں (جن کا نام) سلیمان بن داؤد بن حماد بن سعد المہری، ابو الربیع ہے۔۔۔۔ واللہ اعلم۔ (**ص:۲۷۶**)

نوٹ:

ایک راوی کے دو، دو کنیت ہونا کوئی بعید بات نہیں ہے، کیونکہ اسماء الرجال کے سیکڑوں رُوات ہیں، جن کی ایک سے زیادہ کنیت موجود ہے، تفصیل کے لئے تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب کا مطالعہ کریں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہاں اس (مناقب للموفق المکی) والی روایت میں ابو سعید سلیمان بن داؤد الھروی المھری سے مراد، سلیمان بن داؤد بن محمد الہروی ہی ہے جو کہ ثقہ راوی ہیں۔ (**تقریب رقم:۲۵۵۱**)

اسکین:



من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الجزء الاول

من

مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ واکرم

للعلامۃ صدر الائمۃ ابی المؤید الامام الموفق بن احمد المکی رحمہ اللہ ۔ قال الشیخ عبد القادر القرشی المصری فی الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ الموفق بن احمد بن محمد بن سعید المکی خطیب خوارزم استاذ ناصر بن عبد السید صاحب المغرب ابو المؤید مولدہ فی حدود سنۃ اربع وثمانین واربعمائۃ ۔ ذکرہ القفطی فی اخبار النحاۃ وقال ادیب فاضل لہ معرفۃ تامۃ بالفقہ والادب وروی مصنفات محمد ابن الحسن عن عمر بن محمد بن احمد النسفی ۔ مات سنۃ ثمان وستین وخمسمائۃ واخذ علم العربیۃ عن الزمخشری ۔ واخوہ الحافظ محمد بن احمد المکی ہو الملقب شمس الائمۃ وابن الموفق الحافظ المؤید منہ استند الخوارزمی فی مسندہ رحمہم اللہ تعالی ۔

الجزء الاول

من

مناقب الامام الاعظم رضی اللہ عنہ

قال فی کشف الظنون ہو الشیخ الامام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزار الکردری الحنفی صاحب الفتاوی البزازیۃ المتوفی سنۃ (۸۲۷) ہجریہ رحمہ اللہ تعالی

الطبعۃ الاولی

بمطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الہند ۔ حیدر آباد الدکن

عمرہا اللہ الی اقصی الزمن

سنۃ (۱۳۲۱) ہجریہ



ج (۱) المناقب للموفق (۱۹۵) المناقب للکردری

ابن عبد الملک سمعت یزید بن ہارون یقول ادرکت الناس فما رأیت احدا اعقل ولا افضل ولا اورع من ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ۔ قلت ۔ وفی روایۃ العسکری قال یزید بن ہارون کتبت عن الف شیخ حملت عنہم العلم فما رأیت واللہ فیہم اشد ورعا من ابی حنیفۃ ولا احفظ للسانہ ۔ واخبرنی الحافظ ابو الخیر عبد الرحیم ابن محمد بن احمد فیما کتب الی من اصبہان انا ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیرفی باصبہان اذنا انا ابو الحسین محمد ابن احمد الاسکاف انا ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندۃ انا الامام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی انا سلیمان بن داود المروزی سمعت ابا یعقوب المروزی سمعت ابن عیینۃ یقول لم یکن فی زمان ابی حنیفۃ بالکوفۃ رجل افضل منہ واورع ولا افقہ منہ ۔ قلت ۔ وفی روایۃ علی بن خشرم (۱) عن ابن عیینۃ ما رأیت احدا اورع من ابی حنیفۃ ۔ وبہ الی الحارثی ہذا انا احمد بن محمد الکوفی انا عبد اللہ بن احمد بن بہلول قال ہذا کتاب جدی اسمعیل بن حماد فقرأت فیہ حدثنی سعید بن سوید سمعت ابراہیم بن عکرمۃ المخزومی یقول ما رأیت احدا اورع ولا افقہ من ابی حنیفۃ ۔ وبہ الی الحارثی ہذا انا محمد بن سلام سمعت نصیر ابن یحیی سمعت محمد بن سماعۃ یقول سمعت ابا یوسف یقول کان عمر بن ذر یقول ابو حنیفۃ یتکلم بالعدل قال وسمعت ابا یوسف یقول کان عمر بن ذر یقول ما حضرنا موضعا من المواضع مع ابی حنیفۃ الا غلب الجمیع بفقہہ وعلمہ وورعہ ۔ وبہ قال اخبرنا محمد بن خزیمۃ القلاس انا زکریا بن یحیی انا مالک بن سلیمان المروی انہ

(۱) فی الخلاصۃ علی بن خشرم بمعجمتین الثانیۃ ساکنۃ ابو الحسن الحافظ روی عنہ مسلم والترمذی والنسائی ۱۲

الثالث ذہبت القطانیۃ اصحاب عبد اللہ بن سعید القطان ما نصہ صرح ان الاقرار رکن والتصدیق شرط وقال المنافق لیس بمؤمن کما قلنا لانتفاء الشرط وہو التصدیق وفسادہ واضح فان الاصل ہو الاعتقاد والاقرار دلیل علیہ والایمان فی اللغۃ موضوع للتصدیق لا للاقرار وشرطیۃ الاقرار لاجراء الاحکام یجعل التصدیق شرطا والاقرار رکنا قلب الموضوع ہو الثانی وہو الاقرار شرط اجراء الاحکام والتصدیق رکن ہو مذہب ...

دیکھئے!

امام سفیان بن عیینہؒ کہہ رہے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ سے افضل شہر کوفہ میں کوئی نہ تھا بالفاظ دیگر امام ابو حنیفہؒ جیسا کوفہ میں کوئی نہ تھا۔ اسی طرح ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور ان سے بڑا فقیہ بھی کوئی نہ تھا۔

---

۸) ابو یعقوب المروزیؒ جن کا نام اسحق بن ابی اسرائیلؒ **(م ۲۴۵ھ)** بھی ثقہ، حافظ ہیں۔ **(الکاشف رقم: ۲۸۳)**

۹) امام سفیان بن عیینہؒ **(م ۱۹۸ھ)** مشہور ثقہ، امام، فقیہ اور حجت ہیں۔ **(تقریب رقم: ۲۴۵۱)**

معلوم ہوا کہ یہ سند حسن درجے کی ہے۔

کسی راوی کے بارے میں کہنا کہ ان جیسا کوئی نہیں ہے یا اس کی کوئی مثال نہیں، یا اس سے بہتر اور افضل کوئی نہیں، یہ تمام الفاظ "افعل" کے صیغے اور "لا اعرف لہ نظیراً" (میں اس کا مثل نہیں جانتا ہوں) کہ ہم معنی ہونیکی وجہ سے، (محدثین کے نزدیک) توثیق کے اعلی درجے کے الفاظ ہیں۔ (**فتح المغیث ج:۲ ص:۱۱۴**)[24]

معلوم ہوا کہ امام سفیان بن عیینہؒ (**م۱۹۸ھ**) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (**م۱۵۰ھ**) ثقہ اور ثبت سے بھی اعلیٰ ہیں۔

(۲) حافظ المشرق، امام خطیب البغدادیؒ (**م۴۶۳ھ**) کہتے ہیں کہ:

انبأنا محمد بن احمد بن رزق، قال: حدثنا محمد بن عمر الجعابی قال: حدثنی ابو بکر ابراهیم بن محمد بن داؤد بن سلیمان القطان قال: حدثنا اسحق بن البهلول قال: سمعت ابن عیینة یقول: ما مقلت عینی مثل ابی حنیفة۔

امام سفیان بن عیینہؒ (جنہوں نے امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام لیث بن سعدؒ، امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کو دیکھا ہے لیکن وہ) کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے امام ابو حنیفہؒ جیسا نہیں دیکھا۔ (**تاریخ بغداد ج:۱۵ ص:۴۵۹، تحقیق بشار عواد معروف، مسند امام اعظم بروایت ابن خسرو ج:۱ ص:۱۶۳**)[25]

---

[24] حافظ سخاویؒ کے الفاظ یہ ہیں:

"ارفع مراتب (التعديل) ما أتى، كما قال شيخنا، بصيغة أفعل، كأن يقال: أوثق الناس، أو أثبت الناس، أو نحوهما، مثل قول هشام بن حسان، حدثنى أصدق من ادركت من البشر محمد بن سيرين، لما تدل عليه هذه الصيغة من الزيادة۔

والحق بها شيخنا: "اليه المنتهى فى التثبت" وهل يلتحق بها مثل قول الشافعي في ابن مهدي، لا أعرف له نظيراً في الدنيا؟ متحمل۔" (فتح المغیث: ج۲، ص۱۱۴)

نیز غیر مقلد ڈاکٹر اقبال احمد بسکوہری نے بھی یہی بات کہی ہے۔ (**الجرح والتعدیل: ص۲۲۳**)

[25] اس روایت کے راویوں کی تفصیل حاضر ہے:

۱) حافظ المغرب امام خطیب البغدادیؒ (**م۴۶۳ھ**) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم ج:۱ ص:۴۱۸**)

۲) ان کے استاذ محمد بن احمد بن رزق المعروف بن رزقاویؒ (**م۴۱۲ھ**) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم ج:۸ ص:۱۲۵**)

۳) حافظ ابو بکر محمد بن عمر الجعابیؒ (**م۳۵۵ھ**) بھی جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔ تفصیل کے دیکھئے **دوماہی مجلہ الاجماع ج:۲ ص:۲۱۔**

اسکین: تاریخ بغداد

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء
من غير أهلها ووارديها

تأليف
الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت
الخطيب البغدادي
٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

المجلد الخامس عشر
موسى - واصل
٦٩٣٣ - ٧٢٩٧

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه
الدكتور بشار عواد معروف



دار الغرب الإسلامي

قلت: وهو حديث موضوع تفرَّد بروايته البُورقي وقد شرحنا فيما تقدَّم أمره وبيَّنا حاله[١].

أخبرنا الخَلَّال، قال: أخبرنا الحَريري أنَّ النَّخَعي حدَّثهم، قال: أخبرنا سُليمان بن الربيع الخَزَّاز، قال: حدثنا محمد بن حَفْص عن الحسن بن سُليمان أنه قال في تفسير الحديث: «لا تقومُ الساعة حتى يَظْهر العلم». قال: هو علم أبي حنيفة وتفسيره الآثار.

أخبرنا الحسن بن أبي بكر، قال: أخبرنا القاضي أبو نَصْر أحمد بن نَصْر ابن محمد بن إشكاب البُخاري، قال: سمعتُ محمد بن خَلَف بن رجاء يقول: سمعتُ محمد بن سلمة يقول: قال خَلَف بن أيوب: صارَ العلمُ من الله تعالى إلى محمد ﷺ ثم صارَ إلى أصحابه، ثم صارَ إلى التَّابعين، ثم صارَ إلى أبي حنيفة وأصحابه فمن شاء فليَرضَ، ومن شاء فليَسخَط[٢].

أنبأنا محمد بن أحمد بن رزْق، قال: حدثنا محمد بن عُمر الجعابي، قال: حدثني أبو بكر إبراهيم بن محمد بن داود بن سُليمان القَطَّان، قال: حدثنا إسحاق بن البُهلول، قال: سمعتُ ابن عُيينة يقول: ما مَقَلَت عيني مثل أبي حنيفة[٣].

أخبرني محمد بن أحمد بن يعقوب، قال: أخبرنا محمد بن نُعيم الضَّبِّي، قال: سمعتُ أبا الفَضْل محمد بن الحُسين قاضي نَيْسابور، يقول:

---

(١) ٣/ الترجمة ٨٤٢، وهو كذاب أشر، وأخرجه ابن الجوزي في الموضوعات (٢/ ٤٨- ٤٩) من طريق المصنف، وقد حاول بعض المتأخرين تقوية هذا الحديث بحجة أن له طرقًا متعددة، منهم البدر العيني في تاريخه الكبير، فقد قام بجمع طرقه التالفة الواهية، واستصعب الحكم عليه بالوضع، وتابعه على ذلك الكوثري في تأنيب الخطيب، ومما لا يجهله أهل هذه الصنعة أن تعدد طرق الحديث الموضوع لا يزيده إلا وهنًا، فإن الكذابين والوضاعين يسرق بعضهم من بعض، ويختلقون أسانيد يغتر بها من لا دراية له بهذا الشأن فيحسبها متابعات يعضد بعضها بعضًا.

(٢) خلف بن أيوب هو أبو سعيد العامري البلخي صَدوق، وهذا رأيه الخاص.

(٣) إسناده صحيح، إسحاق بن البهلول ثقة، وقد تقدمت ترجمته في هذا الكتاب (٧/ الترجمة ٣٣٤٣). على أن الثابت والمحفوظ عن سفيان بن عيينة سوء القول في أبي حنيفة.

٤٦٠

اور پھر ان سے یہ روایت امام ابو نعیمؒ (م۴۳۰؁ھ) نے بھی بیان کیا ہے۔ (**مسند امام ابو حنیفہؒ بروایت ابو نعیم ص:۲۱**) نیز دیکھئے (مسند امام اعظم بروایت ابن خسروج:۱ص:۱۶۳)

۴) ابو بکر ابراہیم بن محمد بن داؤد القطانؒ کا ترجمہ **تاریخ بغداد ج:۷ ص:۹۹** پر موجود ہے، جن کو دیکھنے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ثقات کے موافق روایت والے تھے۔ اور غیر مقلد محدث، بشار عواد معروف نے انہیں ثقہ مانتے ہیں۔ (**تاریخ بغداد ج:۱۵ص:۵۹ ۴**) لہذا یہ بھی ثقہ ہیں۔

۵) اسحٰق بن بہلولؒ (**م۲۵۲؁ھ**) بھی ثقہ اور صدوق ہیں۔ (**تاریخ بغداد ج:۷ ص:۳۹۰**)

۶) اسحٰق بن ابی اسرائیلؒ (**م۲۴۵؁ھ**) اور

۷) امام سفیان بن عیینہؒ (**م۱۹۸؁ھ**) کی توثیق گزر چکی۔

اور غیر مقلدین کے محدث، ڈاکٹر بشار العواد معروف نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے۔(**تاریخ بغداد ج:۵ ۱ص:۴۵۹**)

نیز حافظ ابن حجرؒ اور ان کے شاگرد حافظ سخاویؒ اور غیر مقلد عالم وغیرہ کے حوالے سے گزر چکا کہ "**ما مقلت عینی مثل ابی حنیفة**" کے الفاظ کا تعلق تعدیل کے اعلی درجے سے ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔(**دیکھئے، ص:۶۵**)

تو معلوم ہوا کہ امام سفیان بن عیینہؒ کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ انتہائی ثقہ اور مضبوط راوی ہیں۔

۳) امام سفیان بن عیینہؒ (**م ۱۹۸ھ**) نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے۔(**مسند امام اعظم بروایت ابن خسروج:۱ص:۲۰۹،۲۰۸، جامع المسانید ج:۱ص:۴۷۱، مسند امام ابو حنیفہ بروایت حارثی ج:۱ص:۱۲۴، ص:۷۸۷**)

اور امام ابن عیینہؒ اپنے نزدیک صرف ثقات سے روایت کرتے ہیں، جیسا کہ غیر مقلد اہل حدیث عالم شیخ ابو الحسن مصطفی بن اسماعیل السلیمانی کا کہنا ہے، جو کہ شیخ البانی اور شیخ مقبل کے شاگرد ہیں۔(**اتحاف النبیل ج:۲ص:۹۶**)

اس لحاظ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) امام سفیان بن عیینہؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

نیز امام سفیان بن عیینہؒ سے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں اور بھی تعریف منقول ہے۔ مثلاً:

۴) حافظ المشرق، امام خطیب البغدادیؒ (**م ۴۶۳ھ**) کہتے ہیں کہ:

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق قال: سمعت ابا نصر و اخبرنا الحسن بن ابی بکر قال: اخبرنا ابو نصر احمد بن نصر بن محمد بن اسکاف البخاری، قال سمعت ابا اسحق ابراهیم بن محمد بن سفیان، یقول: سمعت علی بن سلمة یقول: سمعت سفیان بن عیینة یقول رحم الله ابا حنیفة، کان من المصلین اعنی: انه کان کثیر الصلاة۔

علی بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ اللہ ابو حنیفہؒ پر رحم کرے وہ کثرت سے نماز پڑھنے والے تھے۔ علی بن سلمہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ نماز پڑھا کرتے تھے۔(**تاریخ بغداد ج:۱۵ص:۴۸۲**، شیخ بشار عواد معروف اس کی سند کو صحیح کہتے ہیں)

اسکین:

تاريخ مدينة السلام
وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء
من غير أهلها ووارديها
تأليف
الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت
الخطيب البغدادي
٣٩٢ - ٤٦٣ هـ
المجلد الخامس عشر
موسى - واصل
٦٩٣٣ - ٧٢٩٧

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه
الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

قم يا أعرج[١].

ما ذُكِرَ من عبادة أبي حنيفة ووَرَعه

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزْق، قال: حدثنا أحمد بن عليّ بن عُمر بن حُبَيْش الرَّازي، قال: سمعتُ محمد بن أحمد بن عصام يقول: سمعتُ محمد ابن سعد العَوْفي يقول: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: سمعتُ يحيى القَطَّان يقول: جالَسْنا والله أبا حنيفة وسَمعنا منه، وكنتُ والله إذا نَظرتُ إليه عَرفتُ في وجهه أنه يَتَّقي الله عزَّ وجلَّ[٢].

أخبرنا الصَّيْمري، قال: قرأنا على الحُسين بن هارون، عن أبي العباس ابن سعيد، قال: حدثنا إبراهيم بن الوليد، قال: حدثنا محمد بن إسحاق البَلْخي، قال: سمعتُ الحسن بن محمد الليثي يقول: قدمتُ الكوفة فسألتُ عن أعبد أهلها فدُفعتُ إلى أبي حنيفة، ثم[٣] قدمتها وأنا شيخ، فسألت عن أفقه أهلها فدفعتُ إلى أبي حنيفة[٤].

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزْق، قال: سمعتُ أبا نَصْر. وأخبرنا[٥] الحسن بن أبي بكر، قال: أخبرنا أبو نَصْر أحمد بن نَصْر بن محمد بن إشكاب البُخاري، قال: سمعتُ أبا إسحاق إبراهيم بن محمد بن سُفيان يقول: سمعتُ عليّ بن سَلَمة يقول: سمعتُ سُفيان بن عُيينة يقول: رَحمَ الله أبا حنيفة كان من المُصَلِّين، أعني أنه كان كثيرَ الصَّلاة[٦].

(١) إسناده صحيح، سليمان بن سيف هو الحراني ثقة، وأبو عاصم هو الضحاك بن مخلد النبيل الثقة.

(٢) إسناده حسن، محمد بن سعد العوفي صدوق، كما في ترجمته من هذا الكتاب (٣/ الترجمة ٨٦٦).

(٣) من هنا إلى نهاية الفقرة سقط كله من م، وهو ثابت في النسخ.

(٤) إسناده جيد، الحسن بن محمد الليثي أبو محمد البلخي، كان على قضاء مرو، وكان عبدالله بن المبارك يميل إليه، ذكر ذلك ابن حبان في كتاب الثقات ٨/ ١٦٨.

(٥) في م: «وأباه»، وهو تحريف.

(٦) خبر صحيح، رجال إسناده كلهم ثقات، أحمد بن نصر بن محمد البخاري ثقة كما قال المصنف (٦/ الترجمة ٢٩٠١)، وشيخه أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن سفيان =

٤٨٢

۵) حافظ المشرق، امام خطیب البغدادیؒ (م ۴۶۳؁ھ) کہتے ہیں کہ:

اخبرنی ابراهیم بن مخلد المعدل قال: حدثنا القاضی ابو بکر احمد بن کامل املاء قال: حدثنا محمد بن اسمعیل السلمی قال: حدثنا عبداللہ بن الزبیر الحمیدی قال: سمعت سفیان بن عیینة یقول: شیئان ماظننت انهما یجاوزان قنطرة الکوفة وقد بلغا الافاق قراءة حمزة ورأی ابی حنیفة۔

سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ دو چیزوں کے بارے میں میرا گمان تھا کہ وہ کوفہ کے پل سے تجاوز نہیں کریں گی لیکن وہ پوری دنیا میں پھیل چکی ہیں ایک حمزہ کی قراءت اور دوسرے ابو حنیفہؒ کے اجتہادات۔ (**تاریخ بغداد ج:۱۵ ص:۴۷۵**، شیخ بشار عواد معروف اسکی سند کو بھی صحیح کہتے ہیں)

اسکین:

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء

من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت

الخطيب البغدادي

٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

المجلّد الخامس عشر

موسى - واصل

٦٩٣٣ - ٧٢٩٧

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

يَتَبَحَّر في النَّحْو فهو عيالٌ على الكسائي، ومن أراد أن يَتَبَحَّر في تفسير القُرآن فهو عيالٌ على مُقاتل بن سُليمان[١].

أخبرنا التَّنوخي، قال: حدثني أبي، قال: حدثنا محمد بن حَمْدان، قال: حدثنا أحمد بن الصَّلْت الحمَّاني، قال: سمعتُ أبا عُبيد يقول: سمعتُ الشافعي يقول: من أرادَ أن يَعرف الفقهَ فليلزم أبا حنيفة وأصحابَه، فإنَّ الناسَ كُلَّهم عيالٌ عليه في الفقه[٢].

أخبرني أبو الوليد الحسن بن محمد الدَّرْبَنْدي، قال: أخبرنا محمد بن أحمد بن سُليمان الحافظ بِبُخارى، قال: سمعتُ عليّ بن الحسن بن عبدالرحيم الكِنْدي يقول: سمعتُ أبا محمد عبدالله بن محمد بن عُمر الأديب يقول: سمعتُ يعقوب بن إبراهيم بن أبي خَيْران يقول: سمعتُ الحسن بن عُثمان القاضي يقول: وجدتُ العلمَ بالعراق والحجاز ثلاثة: علمُ أبي حنيفة، وتفسير الكَلْبي، ومغازي محمد بن إسحاق.

أخبرنا الصَّيْمري، قال: أخبرنا عُمر بن إبراهيم، قال: حدثنا مُكْرَم بن أحمد، قال: حدثنا أحمد بن عطية، قال: سمعتُ يحيى بن مَعين يقول: القراءة عندي قراءة حمزة، والفقه فقه أبي حنيفة، على هذا أدركتُ الناسَ[٣].

أخبرني إبراهيم بن مَخْلَد المُعَدَّل، قال: حدثنا القاضي أبو بكر أحمد ابن كامل إملاءً، قال: حدثنا محمد بن إسماعيل السُّلَمي، قال: حدثنا عبدالله ابن الزُّبير الحُميدي، قال: سمعتُ سُفيان بن عُيينة يقول: شيئان ما ظَنَنتُ أنهما يُجاوزان قَنْطرة الكوفة وقد بَلَغا الآفاق: قراءة حمزة، ورأي أبي حنيفة[٤].

أخبرني عبدالباقي بن عبدالكريم، قال: أخبرنا عبدالرحمن بن عُمر، قال: حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب، قال: حدثنا جدي، قال: سمعتُ عليّ

(١) إسناده حسن، حرملة بن يحيى صدوق.
(٢) إسناده تالف، ابن الصلت كذاب.
(٣) إسناده تالف، أحمد بن عطية هو ابن الصلت الكذاب.
(٤) إسناده صحيح.

٤٧٥

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

اول امام صاحبؒ کا اجتہاد پوری دنیا میں پھیل گیا اگر امام کی فقہ گندی تھی یا ان کی رائے دینے کے قابل نہ تھی یا اس سے اسلام کو نقصان پہنچا تھا تو اس کے پھیلنے سے تعجب ہے اور اسے تسلیم کرنے والوں پر بھی۔

ثانی یہاں پر لفظ اجتہاد استعمال ہوا ہے جو اشارہ کر رہا ہے کہ امام مجتہد تھے۔

الغرض اس پوری تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام سفیان بن عیینہؒ سے نزدیک امام ابو حنیفہؒ ثقہ مضبوط اور سچے مجتہد ہیں۔

شمارہ نمبر ۵

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

فروری/مارچ ۲۰۱۸ء



دوماہی مجلّہ

الاجماع

مؤمل ابن اسماعیل، سلفی اور عرب علماء کی نظر میں۔ ★ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ ہیں۔
حافظ ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام اعظم ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام شعبہ ابن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔

مولانا نذیر الدین قاسمی

امام اعظم ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام شعبہ ابن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں، تفصیل درج ذیل ہیں :

(۱) ثقہ ،حافظ [1] شبابہ بن سوارؒ (م ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ **"کان شعبۃ حسن الرأی فی أبی حنیفۃ"** امام شعبہؒ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں اچھی رکھتے تھے۔[2]

---

[1] **تقریب رقم :۲۷۳۳**

[2] یہ قول کئی کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے ،مثلاً:

۱- ثقہ ،حافظ ،استاذ الشیخین ،امام حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ) نے اپنے استاذ حافظ شبابہ بن سوارؒ سے یہ قول نقل کیا ہے۔**(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر ج:۲ص:۱۰۸۲،تقریب رقم :۱۲۶۲)**

نوٹ :

حافظ المغرب ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) نے امام حسن بن علی الحلوانیؒ کی کتاب "کتاب المعرفہ" کا ذکر کیا ہے۔ **(جامع بیان العلم وفضلہ ج:۱ص:۳۳۸،۳۶۵)** جو کہ باصول غیر مقلدین حافظ المغرب نے یہ قول ان کی کتاب سے لیا ہے۔**(انوار البدر ص:۱۸۸،طبع بیت السلام)**

اعتراض نمبر۱ :

غیر مقلدین کے وکیلِ سلفیت رئیس احمد ندوی سلفی شبابہ بن سوارؒ پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شبابہ کو امام احمدؒ نے مرجی کی طرف بلانے والا کہا ہے۔امام ابو حاتمؒ نے کہا کہ ان سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔امام احمدؒ نے خبیث کہا۔**(سلفی تحقیق جائزہ ص:۱۱۹)** اور پھر اس قول کو بلا سند ہونے کی وجہ سے جھوٹا قول کہتے ہیں۔

الجواب :

حافظ شبابہ بن سوارؒ (م ۲۰۶ھ) صحیحین کے راوی ہیں اور ثقہ ،حافظ ہیں۔**(تقریب رقم : ۲۷۳۳)** اور جمہور نے انہیں ثقہ کہا ہے اور ان پر کلام صرف مرجی ہونے کی وجہ سے ہوا ہے ،لیکن رئیس صاحب نے صرف مسلکی تعصب کے چکر میں صحیحین کے راوی پر جرح کردی ،جو کہ باطل ومردود ہے۔

نیز تعجب ہے کہ موصوف نے امام صاحب اور ان کے اصحاب پر الکامل لابن عدیؒ سے کئی جروحات نقل کیں۔ **(اللمعات ،سلفی تحقیق جائزہ ص:۸۹،وغیرہ)** لیکن اسی کتاب میں موصوف کو یہ قول سند کے ساتھ نظر نہیں آیا۔

اعتراض نمبر۲:

رئیس صاحب ایک اور جاہلانہ اعتراض یہ کرتے ہیں کہ "کان شعبة حسن الرأی فی ابی حنیفة" یہ قول توثیق نہیں۔ **(سلفی تحقیقی جائزہ ص:۱۱۹)**

الجواب :

جب لوگ مسلکی تعصب میں اندھی اور ہٹ دھرمی پر اتر آتے ہیں ،تو ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں ، کتبِ اسماء الرجال میں کئی مثالیں موجود ہیں ،جن سے ثابت ہوتا ہے کہ "حسن الرأی"الفاظ توثیق میں سے ہے۔فی الحال ایک مثال ملاحظہ فرمائے :

محمد بن حمید الرازیؒ کے بارے میں امام ابن معینؒ نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں ،ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔**(تہذیب التہذیب ج:۹ص:۱۳۱)**اسی بات کو محمد بن حمید الرازیؒ کے ترجمے میں حافظ ابن حجرؒ نے یوں کہا ہے "کان ابن معین حسن الرأی فیه"۔**(تقریب رقم : ۵۸۳۴)**

لہذا رئیس صاحب کا جاہلانہ اعتراض باطل ومردود ہے۔

۱۱- حافظ المغربؒ نے اس کی دوسری سند ذکر فرمائی ہے کہ:

قال أبو یعقوب حدثنا أبو مروان عبد الملک بن الحر الجلاب وابو العباس محمد بن الحسن الفارض قال نا محمد بن اسماعیل الصائغ قال سمعت شبابة بن سوار یقول کان شعبة حسن الرأی فی ابی حنیفة۔(الانتقاء ص:۱۲۶)

سند کے روات کی تحقیق درج ذیل ہے :

۱) حافظ المغرب امام ابوعمر بن عبدالبرؒ **(م ۴۶۳ھ)** اور

۲) ان کے شیخ محدث مکہ ابو یعقوب یوسف بن احمد المکی الصیدلانیؒ **(م ۳۸۵ھ)** بھی صدوق اور ثقہ ہیں۔

نیز یہ کتاب الانتقاء لابن عبدالبر بھی حافظ المغرب سے ثابت ہے ،جس کی تفصیل **"الاجماع شمارہ نمبر:۳ص:۲۸۴"** پر موجود ہے۔

نوٹ: حافظ شبابہ بن سوارؒ امام شعبہؒ کے شاگرد ہیں، جیسا کہ تہذیب الکمال سے ظاہر ہے۔

---

۳) ابو مروان عبدالملک بن بحرؒ (م ۳۳۴ھ) ثقہ، مکثر ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم ج:۶ص:۴۳۶**) اسی طرح ان کے متابع میں ابوالعباس محمد بن الحسن الفارسیؒ بھی موجود ہے، جن کے حالات نہیں مل سکے۔

۴) محمد بن اسماعیل الصائغؒ (م ۲۷۶ھ) سنن ابوداؤد کے راوی ہیں اور صدوق ہیں۔ (**تقریب رقم: ۵۷۳۱**)

۵) حافظ شبابہ بن سوارؒ (م ۲۰۶ھ) صحیحین کے راوی ہیں اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تقریب رقم: ۲۷۳۳**)

۶) امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ) ثقہ، مضبوط اور امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ (**تقریب رقم: ۲۷۹۰، الکاشف للذہبی**) معلوم ہوا کہ اس یہ سند حسن ہے۔

III- اس قول کی تیسری سند حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے یوں ذکر کی ہے کہ:

حدثنا ابن حماد قال و حدثنی ابو بکر الاعین، حدثنی یعقوب بن شیبة عن الحسن الحلوانی سمعت شبابة یقول کان شعبة حسن الرأی فی ابی حنیفة۔ (الکامل لابن عدی ج:۸ص:۲۴۱)

اس سند کے راویوں کی تفصیل یہ ہے۔

۱) حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ مشہور ثقہ ائمہ جرح و تعدیل میں سے ہیں۔

۲) ان کے استاذ حافظ ابن حماد ابوالبشر الدولابیؒ (م ۳۱۰ھ) بھی جمہور کے نزدیک ثقہ، حافظ ہیں۔ (**الاجماع شمارہ نمبر:۲ص:۴**) پھر ان کے متابع میں ابو بکر محمد بن جعفر بن اعینؒ (م ۲۹۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم ج:۸ص:۲۲۰، تاریخ الاسلام ج:۶ص:۱۰۱۸**)

۳) حافظ امام یعقوب بن شیبہؒ (م ۲۶۸ھ) ثقہ، امام ہیں۔ (**سیر اعلام النبلاء ج:۱۲ ص:۴۷۶، تاریخ الاسلام ج:۶ ص:۴۵۱**)

۴) امام حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ)

۵) حافظ شبابہ بن سوارؒ (م ۲۰۶ھ) اور

۶) امام شعبہؒ کی توثیق پہلے گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی صحیح ہے۔

ایک اور قول میں یحیی بن آدمؒ (م ۲۰۳ھ) کہتے ہیں کہ "**قال کان شعبة اذا سئل عن ابی حنیفة اطنب فی مدحه و کان یهدی الیه فی کل عام طرقه**"امام شعبہؒ سے جب امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں پوچھاجاتا ،تو وہ آپ کی بہت زیادہ تعریف کرتے اور ہر سال وہ آپ کی طرف کوئی تحفہ بھیجتے۔ (**مناقب امام اعظم للموفق ص:۳۱۹**)[3]

---

[3] اس قول کی ایک اور سند امام موفق بن احمد مکیؒ (م ۵۶۸ھ) نے یوں بیان کی ہے :

اخبرنی تاج الاسلام ابو سعد السمعانی فی کتابه الی، انا ابو الفرج الاصبهانی بها اجازة انا ابو الحسین قراءة انا الحافظ ابو عبدالله بن مندة نا الاستاذ ابو محمد الحارثی قال حدثنا العباس بن حمزة انبانا محمد بن المهاجر انبا یحی بن آدم قال کان شعبة اذا سئل عن ابی حنیفة اطنب فی مدحه و کان یهدی الیه فی کل عام طرقة۔(مناقب امام اعظم للموفق:ص:۳۱۹)

اس سند کے راویوں کی تفصیل یہ ہے :

۱)　امام موفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) صدوق ہیں۔(**الاجماع شمارہ :۴ص:۷۰**)

۲)　امام ابوسعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) مشہور ثقہ ،امام اور محدث مشرق ہیں۔(**تاریخ الاسلام ج: ۱۲ ص : ۲۷۴**)

۳)　ابوجعفر سعید بن ابی رجاء الاصبہانیؒ (م ۵۳۲ھ)

۴)　ابوالحسین احمد بن محمد الاسکافیؒ،

۵)　امام ابوعبداللہ بن مندہؒ (م ۳۹۵ھ) وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔(**دیکھئے الاجماع شمارہ:۴ص:۶۲ ، ۶۳**)

۶)　امام ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق "**الاجماع شمارہ :۲ص:۸۹**"پر موجود ہے نیز امام حارثیؒ کی تائید میں کئی ثقہ راوی موجود ہیں،جس کاذکر امام شعبہؒ کے پہلے قول کے تحت گزرچکا۔

۷)　عباس بن حمزہ نیساپوریؒ (م ۲۸۸ھ) بھی ثقہ ہیں۔(**التذییل علی کتب الجرح والتعدیل ص: ۱۵۳ ،مسند امام بو حنیفہ علیہ الرحمہ بروایت الحارثی ج: ۱ ص: ۱۷۴**)

۸)　محمد بن المہاجر البغدادیؒ (م ۲۶۴ھ) ضعیف ہے۔(**تاریخ بغداد ج:۴ص:۱۷**) لیکن امام شعبہؒ کے پچھلے قول سے اس قول کی تائید ہوتی ہے،اور محمد بن المہاجرؒ کے متابع میں امام حسن بن علی الحلوانیؒ اور محمد بن اسماعیل الصائغؒ جیسے ثقات موجود ہیں ،لہذا اس روایت میں آپ پر کلام مردود ہے۔

۹)　یحیی بن آدمؒ (م ۲۰۳ھ) ثقہ ،حافظ اور فاضل ہیں۔(**تقریب رقم : ۷۴۹۶**)

(۲)　امام شعبہ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰؁ھ) نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے۔**(ناسخ الحدیث ومنسوخہ لا ابن شاہین : ص:۴۷۴، مسند امام ابوحنیفہؒ بروایت ابن خسرو ج:۱ص:۳۰۶، جلد :۲ص:۸۹۳)**

اور غیر مقلدین کے نزدیک امام شعبہؒ صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے ہیں چنانچہ :غیر مقلد ین کے محدث ،زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ امام شعبہؒ عام طور پر اپنے نزدیک ثقہ ہی سے روایت کرتے تھے۔**(مقالات ج:۶ص:۱۵۷)** اہل حدیث عالم کفایت اللہ سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ امام شعبہؒ صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے تھے۔**(انوار البدر ص:۱۳۴)** ،شیخ ابو الحسن سلیمانیؒ جو کہ شیخ البانی اور شیخ مقبل کے شاگرد ہیں ،ان کے نزدیک امام شعبہؒ صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے تھے۔**(اتحاف النبیل ج:۲ص:۹۹)** شیخ البانیؒ ایک راوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "روایۃ شعبۃ عنہ توثیق لہ"امام شعبہؒ کا اس سے روایت لینا شعبہؒ کی طرف سے اس کی توثیق ہے۔**(ارواء الغلیل ج:۱ص:۲۸۰)**

ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ امام شعبہؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

نوٹ :

امام ابن معینؒ کے قول سے بھی امام شعبہؒ کا امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرنے کا ذکر ملتا ہے ،چنانچہ حافظ المغرب امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳؁ھ) کہتے ہیں :

قال ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف المکی الصیدلانی (ابن الدخیل) نا احمد بن الحسن الحافظ قال نا عبد اللہ بن احمد بن ابراھیم الدورقی قال سئل یحی بن معین وانا اسمع عن ابی حنیفۃ فقال ثقۃ ما سمعت احدا ضعفہ ،ھذا شعبۃ بن الحجاج یکتب الیہ ان یحدث ویامرہ وشعبۃ شعبۃ۔

عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم الدورقی سے روایت ہے کہ یحی بن معین نے ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ثقہ تھے ،میں نے سنا کہ کسی ایک نے بھی انہیں ضعیف کہا ہو ،یہ شعبہ بن الحجاج ،انہیں (خط) لکھتے ہیں کہ وہ حدیث بیان

---

۱۰)　امام شعبہؒ کی توثیق گزر چکی۔

لہذا متابعت کی وجہ سے اس قول کی سند حسن ہے۔

کریں اور انہیں حکم دیتے ہیں ،اور شعبہ تو آخر شعبہ تھے۔(**الانتقاء لابن عبد البر ص:۱۲۷،وسندہ حسن ،الجوھر المضیة ج:۱ص:۱۹۔مقام ابی حنیفہ ص:۱۳۰**)

یہ قول امام ابن معینؒ سے ثابت ہے جس کی تفصیل "**الاجماع شمارہ نمبر: ۳ص:۲۸۴**"پر موجود ہے۔

اس پوری تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ امام شعبہؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

آخری قول :

حافظ المغربؒ(**م ۴۶۳ھ**) ہی فرماتے ہیں کہ :

قال ابو یعقوب وحدثنا اسحاق بن احمد الحلبی قال، نا سلیمان بن سیف قال نا عبد الصمد بن عبد الوارث قال کنا عند شعبة بن الحجاج فقیل له مات ابو حنیفة فقال شعبة لقد ذھب معه فقه الکوفة تفضل اللہ علینا و علیه برحمته۔

حافظ عبدالصمد بن عبدالوارثؒ(**م ۲۰۷ھ**) کہتے ہیں کہ ہم امام شعبہؒ کی خدمت میں تھے،کسی نے ان سے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ فوت ہوچکے ہیں تو امام شعبہؒ نے کہا کہ یقیناامام ابوحنیفہؒ کے ساتھ کوفہ کی فقہ بھی چلی گئی اللہ اپنی رحمت سے ان پر اور ہم پر فضل فرمائے۔(**الانتقاء لابن عبد البر ص:۱۲۶،واسنادہ حسن**)[4]

---

[4] اس سند کے راویوں کا حال ملاحظہ فرمائیں :

۱)　حافظ المغرب امام ابوعمر بن العبد البرؒ(**م ۴۶۳ھ**) اور

۲)　ان کے شیخ محدثِ مکہ ابویعقوب یوسف بن احمد المکی الصیدلانیؒ(**م ۳۸۸ھ**) کی توثیق گزر چکی۔

۳)　اسحٰق بن محمد بن احمد الحلبیؒ(**م ۳۲۱ھ**) بھی ثقہ ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم ج:۲ص:۳۳۶،الدلیل المغنی ص:۱۴۸**)

۴)　حافظ سلیمان بن سیفؒ(**م ۲۷۲ھ**) سنن نسائی کے راوی ہے اور ثقہ ،حافظ ہیں۔(**تقریب رقم: ۲۵۷۱**)

۵)　حافظ عبدالصمد بن عبدالوارثؒ(**م ۲۰۷ھ**) صحیحین کے راوی ہیں اور صدوق ،حجت اور شعبہؒ کی روایت میں مضبوط ہیں۔(**تقریب رقم :۴۰۸۰**)

۶)　امام شعبہؒ کی توثیق گزر چکی۔　　لہذا یہ سند حسن ہے۔

رئیس سلفی اور مقبل بن ہادی کی پیش کردہ اعتراض کی حقیقت :

رئیس صاحب کہتے ہیں کہ امام شعبہؒ اور حماد بن سلمہ امام ابوحنیفہؒ کو ملعون کہا کرتے تھے۔(ضعفاء للعقیلی)(**سلفی تحقیقی جائزہ ص:۱۱۹**) اسی طرح مقبل بن ہادی صاحب بھی امام ابوحنیفہؒ کی تضعیف کا یہ قول بحوالہ کتاب السنہ پیش کیا ہے۔(نشر الصحیفہ **ص:۳۵۳**)

الجواب :

یہ حضرات ایک طرف کہتے ہیں کہ صحیح سند سے اقوال پیش کئے جائیں لیکن اپنے لیے ۱۰۰ خون بھی معاف ہے۔

بہر حال عرض یہ ہے کہ اس کی سند میں **"منصور بن سلمہ الخزاعی قال سمعت حماد بن سلمة"** حافظ منصور بن سلمہ الخزاعیؒ **(م ۲۱۰ھ)** امام حماد بن سلمہؒ **(م ۱۶۷ھ)** سے روایت کررہے ہیں۔**(کتاب الضعفاء للعقیلی ج:۴ ص:۲۸۱، نشر الصحیفہ ص:۳۵۳)**

اور امام حماد بن سلمہؒ **(م ۱۶۷ھ)** اگرچہ ثقہ ہیں لیکن خود غیر مقلدین کے نزدیک ان کا اخیر میں اختلاط ہوگیا تھا۔(**احادیث ہدایہ، فنی و تحقیقی حیثیت: ص۹۹، ایام قربانی اور آثار صحابہ: ص۳۷**، تقریب رقم: ۱۴۹۹، الکاشف رقم: ۱۲۲۰، الکواکب النیرات ص: ۴۶۰، الاغتباط بمن رمی من الرواۃ بالاختلاط: ۹۶)

اور کسی امام نے صراحت نہیں کی کہ حافظ منصور بن سلمہ الخزاعیؒ **(م ۲۱۰ھ)** امام حماد بن سلمہؒ **(م ۱۶۷ھ)** سے اختلاط سے پہلے سنا ہے۔

لہذا رئیس صاحب اور مقبل صاحب کا استدلال باطل و مردود ہے۔

نیز یہ روایت الانتقاء کی روایت کے بھی خلاف ہے ، جس میں امام شعبہؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی وفات ان کے لئے پر رحمت کی دعا کی ،اسی طرح یہ مردود روایت ان روایات کے بھی خلاف ہے جس میں امام شعبہؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی توثیق کی ہے۔

پھر امام شعبہؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت بھی کی ہے جو کہ باصول غیر مقلدین یہ ثابت کرتا ہے کہ امام شعبہؒ کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ ثقہ ہیں۔

ایک اور بات :

اخیر میں یہ بھی عرض ہے کہ ہمارا سلف اور متاخرین ائمہ جرح وتعدیل مثلاً امام نووی ؒ(**م ۶۷۱ھ**) ، امام مزی ؒ (**م ۷۴۲ھ**) اور ان کے اصحاب امام ذہبی ؒ(**م ۷۴۸ھ**) ، حافظ ابن کثیر ؒ(**م ۷۷۴ھ**)،حافظ مغلطائی ؒ(**م ۷۶۲ھ**) ،حافظ ابوالمحاسن ابن الحسینی ؒ(**م ۷۶۵ھ**) ،امام ابن الملقن ؒ(**م ۸۰۴ھ**)اور حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (**م ۸۵۲ھ**) وغیرہ نے امام صاحب کے بارےمیں وارد جروحات کو نظر انداز کرکے ان اقوال کو ترجیح دی ہے جن میں آپ کی توثیق وثناء مروی ہے ،اور اسی کو ان ائمہ نے اپنی اپنی اسماء الرجال کی کتابوں میں نقل کیا ہے ، جس کی تفصیل اگلی قسطوں میں آئے گی۔(ان شاء اللہ)

لہذا ہمارے اسلاف اور ائمہ جرح وتعدیل کے منہج کی وجہ سے امام ابوحنیفہ ؒ کے توثیقی اقوال کو ترجیح حاصل ہوگی ،اور ان پروارد جروحات کو نظر انداز کردیا جائیگا۔

ایک اہم وضاحت :

الاجماع شمارہ نمبر:۴،ص:۶۱،۶۲ پر" امام ابوحنیفہ ؒ (**م ۱۵۰ھ**) ،امام سفیان بن عیینہ ؒ(**م ۱۹۸ھ**) کی نظر میں " مضمون کے تحت مناقب امام اعظم للموفق کی سند پیش کی گئی ،جس میں سلیمان بن داؤدالھروی موجود تھے ،جس کے بارے میں پہلے عرض کیا گیا تھا کہ یہ دراصل سلیمان بن داؤدالمھری ہیں ،لیکن دوبارہ نظر ثانی کی تو معلوم ہوا کہ ابوسعید سلیمان بن داؤد الھروی اور سلیمان بن داؤد المھری دونوں الگ الگ راوی ہیں کیونکہ سلیمان بن داؤد المھری ؒ کی وفات **۲۵۳ھ** میں ہوئی۔(**تقریب رقم : ۲۵۵۱**) جبکہ حافظ حارثی ؒ کی پیدائش ۲۵۸ھ میں ہوئی۔(**تاریخ الاسلام ج:۷ ص: ۸۳۸**)

لہذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسے نوٹ کرلیں۔اور ابو سعید سلیمان بن داؤد الھروی المستملی حافظ خطیب البغدادی ؒ(م **۴۶۳ھ**)کے نزدیک ثقہ راوی ہیں ،کیونکہ خطیب البغدادی ؒ نے ان کی روایت سے الکفایہ فی علم الروایہ میں صاف طور سے احتجاج کیا ہے ،اور غیر مقلدین کے نزدیک جب کوئی فقیہ کسی حدیث سے استدلال کرتا ہے ،تو وہ حدیث اس کے نزیک صحیح ہوتی ہے ،(**فتاوی نذیریہ ج:۳،ص:۳۱۶**)اور جب کوئی حدیث ،کسی امام یا محدث کے نزدیک ہوتی ہے۔تو غیر مقلدین کے نزدیک یہ اس امام کی طرف سے اس حدیث کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔(**نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام:ص۱۷،انوار البدر:ص۲۷**) ثابت ہوا کہ حافظ خطیب البغدادی ؒ کے نزدیک ابوسعید سلیمان بن داؤد الھروی ثقہ ہیں۔الغرض سند اپنی جگہ حسن ہی ہوگی۔

واللہ اعلم

شمارہ نمبر ٦

وَقُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ ۚ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً

اپریل مئی ۲۰۱۸ء

دو ماہی مجلّہ

الاجماع



- احادیثِ قہقہۃ فی الصلاۃ پر غلام مصطفیٰ ظہیر صاحب کے اعتراضات کے جوابات
- نماز فجر وظہر کے مسنون اوقات
- امام ابوحنیفہؒ، امام علی بن المدینیؒ کے نزدیک ثقہ ہیں (ارشاد الحق اثری صاحب کو جواب)



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

سلسلہ توثیقات امام اعظمؒ باسناد صحیح ۴

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام علي بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔

مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام علي بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔ چنانچہ

حافظ المغرب، امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ:

وقال الحسن بن علي الحلواني:

قال لي شبابة بن سوار: كان شعبة حسن الرأي في أبي حنيفة

وكان يستنشدني أبيات مساور الوراق:

إذا ما الناس يوما قايسونا ... بآبدة من الفتيا طريفه

وذكر الأبيات،

وقال علي بن المديني: أبو حنيفة روى عنه الثوري، وابن المبارك، وحماد بن زيد، وهشيم، ووكيع بن الجراح، وعباد بن العوام، وجعفر بن عون، وهو ثقة لا بأس به،

(ثقہ، ثبت، حافظ، حجت، صاحب تصانیف) [31] امام حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ مجھ سے (ثقہ، حافظ) [32] شبابہ بن سوارؒ (م ۲۰۶ھ) نے کہا کہ: امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ) امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

پھر امام شعبہؒ نے امام ابو حنیفہؒ کی تعریف و مدح میں اشعار کہے، اس کے فوراً بعد حافظ حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ) ہی فرماتے ہیں کہ (میرے استاد) [33] امام علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) نے کہا کہ: امام ابو حنیفہؒ سے امام سفیان ثوریؒ، امام عبد اللہ بن المبارکؒ، حماد بن زیدؒ

---

[31] تقریب: رقم ۱۲۶۲، الکاشف وغیرہ۔

[32] تقریب: رقم ۲۷۳۳۔

[33] تہذیب الکمال: جلد ٦: صفحہ ۲٦۱۔

،ہشیم بن بشیرؒ، امام وکیع بن الجراحؒ، عباد بن العوامؒ، اور جعفر بن عونؒ نے روایت کیا ہے اور امام ابو حنیفہ ثقہ ہیں، ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ **(جامع بیان العلم وفضائلہ: جلد ۲: صفحہ ۱۰۸۳)**

معلوم ہوا کہ حافظ علی بن المدینیؒ کے نزدیک بھی امام ابو حنیفہؒ ثقہ ہیں۔

نوٹ:

امام علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) کا یہ قول دراصل ان کے شاگرد امام حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ) نے نقل کیا ہے، اور حسن بن علی الحلوانی کا قول حافظ المغربؒ نے ذکر کیا ہے، جیسا کہ ان کی کتاب جامع بیان العلم وفضائلہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔

اعتراض:

رئیس ندوی سلفی نے یہ قول کو بے سند بتایا ہے اور کہا کہ بے سند بات نصوصِ کتاب وسنت کے مطابق جھوٹی قرار دیئے جانے کے لائق ہے۔ **(سلفی تحقیقی جائزہ: صفحہ ۷۷)**

الجواب:

امام علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) کا یہ قول ان کے شاگرد امام حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ) نے نقل کیا ہے، جیسا کہ سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔

اور امام حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ) کا یہ قول، حافظ المغربؒ نے ان کی کتاب **'کتاب المعرفہ'** سے نقل کیا ہے۔

کیونکہ حافظ المغربؒ نے کئی مقامات پر امام حسن بن علی الحلوانیؒ کے اقوال ذکر کئے ہیں اور بعض جگہ پر انہوں نے ان کی کتاب کا بھی ذکر کیا، مثلاً:

وذكر الحسن بن علي الحلواني في كتاب المعرفة قال: سمعت عبد الرزاق يقول: سمعت معمرا يقول------ **(جامع بيان العلم وفضله: ج ١: ص ٣٣٨)**

وذكره الحسن الحلواني في كتاب المعرفة ثنا محمد بن عيسى قال: حدثنا أبو سلمة يوسف بن الماجشون قال------ **(جامع بيان العلم وفضله: ج ١: ص ٣٦٥)**

ثابت ہوا کہ یہ قول حافظ المغرب ؒ نے امام حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ) کی کتاب 'کتاب المعرفہ' سے نقل کیا ہے۔ غیر مقلدین، اہل حدیث حضرات بھی یہ اصول تسلیم مانتے ہیں: چناچہ

غیر مقلدین کے کفایت اللہ سنابلی صاحب نے بھی (بحوالہ **اکمال للمغلطائی**) سلیمان بن موسیٰ الدمشقیؒ کی توثیق میں ابن اکثم کا قول پیش کیا ہے اور کہا کہ (ایک دوسرے مقام پر) حافظ مغلطائیؒ نے ابن اکثم کی کتاب کا ذکر کیا ہے۔ **(انوار البدر: صفحہ ۱۸۸، طبعہ بیت السلام)**

یعنی موصوف یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ حافظ مغلطائیؒ نے یہ قول ابن اکثمؒ کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

الغرض جب غیر مقلدین کے نزدیک ابن اکثمؒ کا قول ان کی کتاب سے لیا گیا ہے، تو پھر انہیں کے اصول میں امام حسن بن علی الحلوانیؒ (م ۲۴۲ھ) کا قول بھی ان کی کتاب **'کتاب المعرفه'** سے نقل کیا گیا ہے۔

لہذا رئیس صاحب اعتراض باطل و مردود ہے، اور صحیح سند سے ثابت ہوا کہ امام علی بن المدینیؒ، امام ابو حنیفہؒ کو ثقہ مانتے ہیں، والحمدللہ۔

ارشاد الحق اثری صاحب کی پیش کردہ جرح اور اس کی حقیقت:

توضیح الکلام: صفحہ ۹۳۲ پر ارشاد الحق اثری صاحب نے بحوالہ تاریخ بغداد نقل کیا کہ علی بن المدینیؒ نے کہا کہ: امام ابو حنیفہؒ نے ۵۰ احادیث میں غلطی کی ہے۔

الجواب:

سند اور متن یہ ہیں:

أخبرني علي بن محمد المالكي، أخبرنا عبد الله بن عثمان الصفار، أخبرنا محمد بن عمران الصيرفي، حدثنا عبد الله بن علي بن عبد الله المديني قال: وسألته - يعني أباه - عن أبي حنيفة صاحب الرأي، فضعفه جدا، وقال: لو كان بين يدي ما سألته عن شيء، وروى خمسين حديثا أخطأ فيها. (تاريخ بغداد: ج ۱۳: ص ۴۲۲)

اسکی سند میں عبد اللہ بن علی بن المدینیؒ موجود ہیں، جس کے بارے میں خود اثری صاحب نے لکھا ہے کہ عبد اللہ بن علی کا ترجمہ تاریخ بغداد (**جلد ۱۰: صفحہ ۹**) میں موجود ہے مگر خطیب نے کوئی جرح یا توثیق نقل نہیں کی، البتہ حافظ ابن حجرؒ نے ابو جعفر الرازی پر کلام

کرتے ہوئے کہا کہ: عبد اللہ بن علی نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ وہ موسیٰ بن عبیدہ کی طرح ہے اور محمد بن عثمان نے ابن المدینی سے نقل کیا ہے وہ ثقہ ہیں، مگر محمد بن عثمان ضعیف ہے، پس عبد اللہ بن علی کی اپنے باپ سے روایت اولیٰ ہے۔ **(توضیح الکلام: صفحہ ۹۳۲)**

نوٹ:

حافظ ابن حجرؒ کے الفاظ یہ ہیں:

وقال عبد الله بن علي بن المديني عن أبيه هو نحو موسى بن عبيدة يخلط فيما يروي عن مغيرة ونحوه وقال محمد بن عثمان بن أبي شيبة عن علي بن المديني ثقة

قلت محمد بن عثمان ضعيف فرواية عبد الله بن علي عن أبيه أولى۔ (تلخیص الحبیر: جلد ۱: صفحہ ۴۴۳)

غور فرمایئے! حافظ ابن حجرؒ عبد اللہ بن علیؒ کی روایت کو صرف **ضعیف راوی** کی روایت پر ترجیح دی ہے، نہ کہ ثقہ راوی کی روایت پر۔

لہذا اثری صاحب کی نقل کردہ عبارت کی روشنی میں **عبد اللہ بن علیؒ کی روایت کو ترجیح حاصل ہوگی، جب تک وہ کسی ثقہ راوی کی مخالفت نہ کرے لیکن جب وہ ثقہ کی مخالفت کریگی، تو ان کی روایت غیر مقبول ہوگی، جیسا کہ ابن حجرؒ کی روایت سے ظاہر ہے۔**

اور یہاں امام ابو حنیفہؒ کے معاملہ میں عبد اللہ بن علیؒ کی روایت، (ثقہ، ثبت، حافظ، حجت، صاحب تصانیف) امام حسن بن علی الحلوانیؒ **(م ۲۴۲ھ)** کی روایت کے خلاف ہے، لہذا خود اثری صاحب کی نقل کردہ عبارت کی روح سے، عبد اللہ بن علیؒ کی روایت باطل اور مردود ہے۔

اور صحیح امام حسن بن علی الحلوانیؒ **(م ۲۴۲ھ)** کی روایت ہے، جس میں ابن مدینیؒ نے امام صاحبؒ کو ثقہ کہا ہے۔

شمارہ نمبر ۷

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

جون / جولائی ۲۰۱۸ء



دوماہی مجلّہ

الاجماع

- دوہری اقامت اور اذان میں ترجیع کا مسئلہ (غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری کو جواب)
- امام حسن بن صالحؒ (المتوفی ۱۶۹ھ) کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) ثبت (مضبوط) ہیں۔
- حافظ الحدیث قاسم بن قطلوبغاؒ (المتوفی ۸۷۹ھ) کی توثیق اور زبیر علی زئی کا دھوکا۔



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

سلسلہ توثیقات امام اعظم علیہ الرحمہ باسناد صحیح ۵

امام حسن بن صالح بن صالح بن حیؒ (م ۱۶۹؁ھ) کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) **ثبت** ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

حافظ المغرب، امام ابو عمر ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳؁ھ) فرماتے ہیں کہ

(حدثنا ابو یعقوب) حدثنا إسحاق بن أحمد الحلبي قال نا سليمان بن يوسف قال نا يحيى بن آدم قال سمعت الحسن بن صالح يقول كان النعمان بن ثابت فهما عالما متثبتا في علمه إذا صح عنده الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يعده إلى غيره

(ثقہ، امام) یحیی بن آدمؒ (م ۲۰۳؁ھ) کہتے ہیں کہ میں نے امام حسن بن صالحؒ (م ۱۶۹؁ھ) کو فرماتے ہوئے سنا: کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ عقلمند عالم تھے، اپنے علم میں ثبت [مضبوط] تھے۔ جب امام صاحبؒ کے نزدیک رسول ﷺ کی کوئی حدیث ثابت ہو جاتی، تو کسی اور کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ **(الانتقاء: ص ۱۲۸)**

اس روایت کے رواۃ کی تفصیل یہ ہیں:

۱- حافظ المغرب، امام ابو عمر ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳؁ھ) اور

۲- محدث مکہ، ابو یعقوب یوسف بن احمد الصیدلانی المکیؒ (م ۳۸۸؁ھ) وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔ دیکھئے، **(دوماہی مجلہ الاجماع: شمارہ ۳: ص ۲۸۴)**

۳- ابو یعقوب، اسحاق بن احمد الحلبیؒ (م ۳۲۱؁ھ) بھی ثقہ، صدوق راوی ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۳۳۶، الدلیل المغنی: ص ۱۴۸)**

۴- حافظ سلیمان بن سیف الحرانیؒ (م ۲۷۲؁ھ) سنن نسائی کے راوی ہے اور مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۵۷۱)**

۵- حافظ یحیی بن آدمؒ (م ۲۰۳؁ھ) صحیحین کے راوی ہے اور ثقہ، فاضل ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۴۹۶)**

۶- امام حسن بن صالحؒ (م ۱۶۹؁ھ) صحیح مسلم کے راوی ہے اور ثقہ، فقیہ اور عابد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۲۵۰)**

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس کی سند صحیح ہے اور امام حسن بن صالح بن حیؒ (م ۱۶۹ھ) کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثبت (یعنی مضبوط) ہیں۔ والحمدللہ

شمارہ نمبر ۸

وَقُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ ۚ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً

اگست رستمبر ۲۰۱۸ء



دو ماہی مجلّہ

الاجماع

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ (کفایت اللہ سنابلی کے التمہید کی روایت پر اعتراضات کے جواب)

امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یحییٰ الحمانی (المتوفی ۲۰۲ ہجری) کی نظر میں



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

سلسلہ توثیقات امام اعظم باسناد صحیح ٦

امام اعظم ابو حنیفہ ؒ (م ۱۵۰ھ) ابو یحییٰ الحمانی ؒ (م ۲۰۲ھ) کی نظر میں

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابو نعیم ؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

حدثنا علي بن أحمد بن أبي غسان الدقيقي البصري، ثنا جعفر بن محمد بن موسى النيسابوري الحافظ، قال: سمعت علي بن مسلم العامري يقول: سمعت أبا يحيى الحماني يقول: ما رأيت رجلا قط خيرا من أبي حنيفة۔

ابو یحییٰ الحمانی ؒ (م ۲۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ ؒ سے بہتر آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ **(مسند ابو حنیفہ بروایۃ ابو نعیم: صفحہ ۲۱)**

اس روایت کے رواۃ کی تحقیق درجِ ذیل ہے:

۱- **امام ابو نعیم ؒ (م ۴۳۰ھ)** مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۱: صفحہ ۳۶۵)**

۲ – علی بن احمد بن ابی غسان الدقیقی ؒ بھی ثقہ ہیں۔

امام ابو نعیم ؒ نے ان کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ **(المسند المستخرج لابی نعیم: جلد ۲: صفحہ ۳۹۱)** اور کسی حدیث کی تصحیح و تحسین اس حدیث کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی، لہٰذا یہ راوی ابو نعیم ؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

۳ – جعفر بن محمد بن موسیٰ النیسابوری (م ۳۰۷ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: صفحہ ۲۴۳)**

۴ – علی بن مسلم الطوسی ؒ (م ۲۵۳ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۷۹۹)**

۵ –ابو یحییٰ عبد الحمید الحمانی ؒ (م ۲۰۲ھ) صحیح بخاری و صحیح مسلم کے راوی اور صدوق و حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب التهذیب: ۲/ ۳۰۰)**

وضاحت:

ابو یحییٰ الحمانیؒ (م ۲۰۲ھ) نے سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) عبد اللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) اور سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) جیسے ثقہ مضبوط حفاظِ حدیث سے ملاقات کی ہے، لیکن پھر بھی کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) جیسی شخصیت کبھی نہیں دیکھی، اور ان کے الفاظ 'لا أعرف له نذير' کے ہم معنیٰ ہونے کی وجہ سے، اعلیٰ درجہ کی توثیق ہے۔ **(الاجماع شمارہ نمبر ۴: صفحہ ۶۵)**

شمارہ نمبر ۹

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً

اکتوبر، نومبر ۲۰۱۸ء

دوماہی مجلّہ

الاجماع



★ عصر کی نماز کا مسنون وقت ★ امام ابوحنیفہؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) امام ایوب سختیانیؒ (المتوفی ۱۳۱ھ) کی نظر میں

★ کیا امام ابوحنیفہؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) کو کفر سے دوبار توبہ کرائی گئی؟ ایک اعتراض کا جواب



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) پر کفر سے توبہ کرانے کے الزام کا تحقیقی جواب۔

تحقیق: طحاوی الحنفی

نظر ثانی و اضافہ: مولانا نذیر الدین قاسمی

امام اعظمؒ کے خلاف بہت سی روایات کذاب، حاسد اور کم فہم راویان کی مرہون منت ہیں، انہیں اعتراضات میں سے ایک اعتراض جسے فرقہ اہل حدیث کا صرف متعصب طبقہ پیش کرتا ہے، معتدل اور اہل علم اس قسم کے اعتراضات سے دامن پاک رکھتے ہیں، بلکہ ایسے الزامات پر اعتماد بھی نہیں کرتے؛ اس لیے یہاں مخاطب وہی طبقہ ہے جو تعصب میں انتہا درجے کو پہنچا ہوا ہے، قارئین کرام کے سامنے اس مسئلے کی اصل حقیقت اور وضاحت دی جائے گی۔

ہم اعتراض کی وہ روایات لکھ دیتے ہیں جو معترض مثلاً شیخ مقبل بن ھادی کے مطابق صحیح، حسن اور مقبول ہیں۔

قال الخطيب رحمه الله تعالى (ج13 ص393):

أخبرنا القاضي أبو بكر الحيري حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم قال سمعت الربيع بن سليمان يقول: سمعت أسد بن موسى قال: استتيب أبو حنيفة مرتين۔

قال عبد الله بن أحمد رحمه الله (ج1 ص210):

حدثنا أحمد بن محمد بن يحيى بن سعيد القطان حدثنا يحيى بن آدم حدثنا شريك وحسن بن صالح أنهما شهدا أبا حنيفة وقد استتيب من الزندقة مرتين۔

قال الإمام أحمد رحمه الله (ج3ص239):

كتب إليّ ابن خلاد قال: سمعت يحيى قال: حدثنا سفيان قال: استتاب أصحاب أبي حنيفة أبا حنيفة مرتين أو ثلاثاً۔

قال الإمام أحمد رحمه الله في «العلل» (ج2ص545):

سمعت سفيان بن عيينة يقول: استتيب أبو حنيفة مرتين. فقال له أبو زيد: يعني حماد بن دليل رجل من أصحاب سفيان لسفيان: في ماذا؟ فقال سفيان: تكلم بكلام فرأى أصحابه أن يستتيبوه فتاب۔

قال عبد الله بن أحمد رحمه الله في «السنة» (ج1ص219):
حدثني أبو موسى (3) الأنصاري قال سمعت أبا خالد الأحمر يقول: استتيب أبو حنيفة من الأمر العظيم مرتين۔

قال أبو زرعة الدمشقي في «تاريخه» (ج1ص505):
حدثنا أبو مسهر قال حدثني يحيى بن حمزة عن شريك قال: استتيب أبو حنيفة مرتين۔

قال العقيلي رحمه الله (ج4 ص282):
حدثنا محمد بن (2) عيسى قال حدثنا إبراهيم بن سعيد قال سمعت معاذ بن معاذ العنبري يقول: استتيب أبو حنيفة من الكفر مرتين۔

یہ تمام روایات سلفی شیخ مقبل بن ھادی کی کتاب **'نشر الصحیفة'** سے لی گئی ہیں۔

الجواب نمبر ا :

یہ تمام روایات جس کو شیخ مقبل نے ذکر کیا ہے، اسی طرح اور دوسری روایات جو کتب تاریخ اور اسماء الرجال میں موجود ہیں، ان میں سے کسی میں بھی صراحۃً یہ منقول نہیں کہ امام صاحبؒ کو کفر سے توبہ کرتے یا کراتے ہوئے راوی نے بالمشافہہ خود دیکھا ہو۔

لہذا ایسی روایت سے امام صاحبؒ پر کسی قسم کا بھی اعتراض نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ آدمی پر کفر کا الزام لگانا، زنا سے بھی بڑی تہمت ہے، اور زنا عینی گواہوں سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ ناقلین سے۔

اب چاہے ۴ کے بجائے ۱۰ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی نے زنا کیا، لیکن ان میں سے کوئی بھی عینی شاہد نہیں ہے، تو کیا مذہب اسلام اس آدمی پر زنا کی سزا مقرر کرے گا؟

ہر گز نہیں، بس یہی معاملہ امام صاحبؒ کے تعلق سے مروی ان روایات کا ہے جن میں کفر سے ان کی توبہ کرنے یا کروانے کا ذکر ہے۔

ہم یہی کہتے ہیں کہ جتنی روایتیں ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے کسی میں بھی صراحت نہیں کہ راوی نے بالمشافہہ اور بالمشاہدۃ اپنی آنکھوں سے امام صاحبؒ کو کفر سے توبہ کرتے یا کراتے ہوئے دیکھا ہو۔

لہذا اس طرح کی روایات چاہے ۶ ہوں یا ۱۰، ان سے امام صاحبؒ کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا، اور ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اس طرح کی روایات صرف افواہوں کی بنیاد پر ہو سکتی ہے، کہیں بھی کسی صحیح روایت میں کوئی ثقہ راوی یا شاگرد بالمشافہہ امام صاحبؒ سے اس طرح کی بات نقل نہیں کر سکتا۔[10]

الغرض اس طرح کی روایات سے امام صاحبؒ پر اعتراض کرنا باطل و مردود ہے۔

الجواب نمبر ۲ :

امام لالکائیؒ (م ۴۱۸ھ) کہتے ہیں:

"أنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: نا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: نا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: نا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ كَثِيرٍ، يَقُولُ: " اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ "

---

[10] اس سے امام صاحبؒ پر ہونے والے ایک اعتراض کا جواب ہو گیا، وہ یہ کہ غیر مقلدین اعتراض کرتے ہیں کہ امام صاحبؒ کے نزدیک جوتے کی عبادت جائز ہے، اور دلیل میں یہ روایت ذکر کرتے ہیں کہ امام یعقوب بن سفیان (م ۲۷۷ھ) کہتے ہیں کہ:

حدثني علي بن عثمان بن نفيل حدثنا ابو مسهر حدثنا يحي بن حمزة وسعيد يسمع: أن أبا حنيفة قال: لو أن رجلا عبد هذه النعل يتقرب بها إلى الله لم أر بذلك بأسا. فقال سعيد: هذا الكفر صراحا۔(المعرفة والتاريخ : ج۲: ص ۷۸۴)

اس روایت میں بھی یحییٰ بن حمزہ نے صراحت نہیں کی کہ انہوں نے یہ بات خود امام صاحبؒ سے سنی ہے یا نہیں۔

لہذا ایسی فضول روایت سے امام صاحبؒ پر اعتراض باطل و مردود ہے۔

عباد بن کثیرؒ **(ضعیف راوی)** کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی۔(**شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة رقم ۱۸۳۰)**

معلوم ہوا سفیانؒ نے یہ روایت عباد بن کثیرؒ سے سنی تھی اور عباد مشہور ضعیف راوی ہیں۔ **(تقریب: ۳۱۳۹)**

لہذا سفیانؒ کی یہ روایت باطل و مردود ہے، نیز اس بات کا قوی احتمال ہے کہ یہ بات سفیان ثوریؒ **(م ۱۶۱ھ)** سے سننے کے بعد، انکے معاصر [11] اور شاگرد مثلاً ابو خالد احمرؒ، شریک بن عبد اللہ نخعیؒ، ابن عیینہؒ، معاذ بن معاذ عنبریؒ وغیرہ نے نقل کر دی ہو۔ **(تہذیب الکمال : ج ۱۱: ص ۱۵۴، تفسیر قرطبی : ج ۱۰: ص ۱۳۰، المعجم الاوسط للطبرانی : ج ۴ : ص ۲۴۲، حدیث نمبر ۴۰۸۸)**

اور پھر سفیان کے شاگرد ابن عیینہؒ سے ان شاگرد امام احمدؒ اور اسد بن موسیٰؒ وغیرہ نے اس بات کو آگے بڑھادیا ہو۔ مگر کسی نے بھی امام ابو حنیفہؒ سے سماع یا خود دیکھنے کی تصریح کے ساتھ یہ واقعہ نقل نہیں کیا۔ واللہ اعلم [12]

الجواب نمبر ۳ :

---

[11] یعنی حسن بن صالح بن حیؒ۔

[12] غالباً یہی وجہ ہے کہ ثقہ، ثبت امام عبد اللہ بن داود الخریبیؒ **(م ۲۱۳ھ)** نے اس سفیان ثوریؒ کی اس روایت کو جھوٹی قرار دیا ہے۔

حافظ المغرب امام ابن عبد البرؒ **(م ۴۶۳ھ)** نے اس کی سند یوں بیان فرمائی ہے:

قال أبو يعقوب ونا أبو قتيبة سلم ابن الفضل قال نا محمد بن يونس الكديمي قال سمعت عبد الله بن داود الخريبي يوما وقيل له يا أبا عبد الرحمن إن معاذا يروي عن سفيان الثوري أنه قال استتيب أبو حنيفة مرتين فقال عبد الله بن داود هذه والله كذب۔(الانتقاء لابن عبد البر: ص ۱۵۰)

حافظ المغرب امام ابن عبد البرؒ **(م ۴۶۳ھ)** اور ابو یعقوب یوسف ابن احمدؒ **(م ۳۸۸ھ)** کی توثیق **مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۳: ص ۲۸۴** پر موجود ہے، سلم بن الفضل ابو قتیبہؒ **(م ۳۵۰ھ)** صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام : ج ۷: ص ۸۹۰)**، البتہ محمد بن یونس کدیمیؒ **(م ۲۸۶ھ)** ضعیف ہیں، جیسا کہ حافظؒ نے تقریب میں تحریر فرمایا ہے۔ **(رقم ۶۴۱۹)** لیکن چونکہ دلائل سے ثابت ہوا کہ ثوریؒ کی روایت باطل ہے۔ لہذا یہاں پر محمد بن یونس الکدیمیؒ **(م ۲۸۶ھ)** پر جرح فضول اور بیکار ہے۔

ان تمام روایات میں اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ آخر ایسی کونسی بات تھی جس سے توبہ کروائی گئی، چنانچہ آگے کے اقوال میں یہ بات واضح کی جائے گی کہ آخر کونسا ایسا مسئلہ تھا جس سے امام صاحب سے ان کے اصحاب کی طرف سے گزارش کی گئی۔

امام ابن عبد البرؒ (م۴۶۳ھ) کہتے ہیں:

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ فِي كِتَابِ الْعِلَلِ لَهُ فى بَاب أَبى حنيفَة أَنه استتيب فى خَلْقِ الْقُرْآنِ فَتَابَ وَالسَّاجِيُّ مِمَّنْ كَانَ يُنَافِسُ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ"۔

ساجیؒ نے اپنی کتاب العلل میں باب ابی حنیفہ میں ذکر کیا ہے کہ ابو حنیفہ سے خلق قرآن کے مسئلے میں توبہ کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے توبہ کرلی اور ساجی ان لوگوں میں سے تھے جو ابو حنیفہ کے اصحاب کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔**(الانتقاء: ص۱۵۰)**

ساجی کے قول کے تحت وہ مسئلہ جس سے امام صاحب سے رجوع کرایا گیا وہ خلق قرآن کا ہے جسے سفیان اور شریک نے کفر کہا ہے۔

اسی طرح امام احمدؒ (م۲۴۱ھ) سے بھی انکے بیٹے نقل کرتے ہیں:

"استتابوه أظن في هذه الآية: {سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ} قال: هو مخلوق."

"ان کو توبہ کرائی گئی میرے خیال میں اس آیت کے متعلق تھی ﴿**سبحن ربك رب العزة عما يصفون**﴾ آپ نے کہا کہ یہ مخلوق ہے۔" **(العلل ج۲ ص۵۴۶)**

حافظ ابن جوزیؒ (م۵۹۷ھ) کہتے ہیں:

"أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن علي الحافظ قَالَ:المشهور عَنْ أبي حنيفة أنه كَانَ يَقُول بخلق القرآن ثُمَّ استتيب منه "

احمد بن علی الحافظؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں "ابو حنیفہ کے حوالے سے مشہور ہے کہ وہ خلق قرآن کے قائل تھے مگر ان سے رجوع کرایا گیا۔" **(المنتظم ج ۸ ص ۱۳۳)**[13]

اُن تمام اقوال سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ امام صاحب سے توبہ کرائی گئی، خلق قرآن کے مسئلے میں۔

توجہ فرمائیں:

ان ائمہ کی روایت عقل اور شواہد کے بھی خلاف ہے، امامؒ خلق قرآن کے مسئلے میں اہل سنت کی ہی رائے رکھتے ہیں، امام کے شاگردوں میں سے کوئی بھی ایسا ثقہ راوی نہیں ہے جس نے یہ گواہی دی ہو کہ میں نے خود امام صاحبؒ کو قرآن کو مخلوق کہتے ہوئے سنا، بلکہ امام کے ثقہ اصحاب سے تو اس بات کی نفی ملتی ہے تو پھر یہی اصحاب امام سے قرآن کے مسئلے میں کیسے توبہ لے سکتے ہیں؟

۱- امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں:

"وقرأت في كتاب أبي عبد الله محمد بن محمد بن يوسف بن إبراهيم الدقاق بروايته عن القاسم بن أبي صالح الهمذاني , عن محمد بن أيوب الرازي , قال: سمعت محمد بن سابق , يقول: سألت أبا يوسف , فقلت: أكان أبو حنيفة يقول القرآن مخلوق؟ , قال: معاذ الله , ولا أنا أقوله , فقلت: أكان يرى رأي جهم؟ فقال: معاذ الله ولا أنا أقوله " رواته ثقات

محمد بن سابق کہتے ہیں میں نے ابو یوسف سے پوچھا:

" کیا ابو حنیفہ قرآن کو مخلوق کہتے تھے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! میں بھی ایسا نہیں کہتا، میں نے کہا: کیا وہ جہم والے خیالات رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا اللہ کی پناہ! میں بھی ایسا نہیں کہتا "۔ **(الأسماء والصفات للبیہقی: ۱/ ۲۱۱ رقم ۵۵۰**، اسنادہ صحیح)

---

[13] اس عبارت میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ خطیب بغدادیؒ نے مشہور کا لفظ استعمال کیا ہے، نہ کہ ثابت کا۔

اس روایت کے رواۃ کی تحقیق یہ ہے:

i – محمد بن محمد بن یوسف بن ابراھیم الدقاقؒ صدوق ہیں۔ **(الرّوض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم: ۲ / ۱۲۸۷)**

ii – ان کے شیخ **القاسم بن أبي صالح الهمذاني** (م ۳۳۸؁ھ) بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۷: ص ۷۲۰)**

iii– محدث محمد بن ایوب الرازیؒ (م ۲۹۴؁ھ) متفقہ طور پر ثقہ ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص۱۹۷)**

iv – ابو سعید محمد بن سعید بن سابق الرازیؒ (م ۲۱۶؁ھ) سنن ابو داود اور نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۵۹۱۰)**

v– امام قاضی ابو یوسفؒ (م ۱۸۲؁ھ) بھی مشہور ثقہ، ثبت، فقیہ اور حافظ الحدیث ہیں۔ **(تلامذہ امام ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام** از حافظ ظہور احمد الحسینی**: ص ۱۳۸)**

معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند حسن ہے۔

اسی طرح امام صاحبؒ کے دیگر اصحاب کی بھی یہی گواہی ہے کہ امام صاحبؒ قرآن کو مخلوق نہیں کہتے تھے، چنانچہ:

۲– حافظ المشرق خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳؁ھ) کہتے ہیں کہ:

" (أخبرنا الخلال قال: أخبرنا علي بن عمرو الحريري، أن علي بن محمد بن كاس النخعي، حدثهم) وقال النخعي: حدثنا محمد بن شاذان الجوهري قال: سمعت أبا سليمان الجوزجاني، ومعلى بن منصور الرازي يقولان: ما تكلم أبو حنيفة ولا أبو يوسف، ولا زفر، ولا محمد، ولا أحد من أصحابهم في القرآن، وإنما تكلم في القرآن بشر المريسي، وابن أبي دؤاد، فهؤلاء شانوا أصحاب أبي حنيفة."

محمد بن شاذان جوہریؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان الجوزجانی (ثقہ امام) اور معلی بن منصور رازی (ثقہ فقیہ) کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر نے قرآن کے بارے میں لب کشائی نہیں کی، بشر مریسی اور ابن ابی دُوَاد نے اس بارے میں لب کشائی (قرآن کو مخلوق کہنا) کی اور امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کی شان کو مجروح کیا۔ **(تاریخ بغداد و ذیولہ ط العلمیة : ج ۱۳ ص ۳۷۴)**

سند کی تحقیق:

i- خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور امام، ثقہ، متقن، حافظ المشرق ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۴۱۸، سیر اعلام النبلاء: ج ۱۸: ص ۱۵۹)**

ii- الحسن بن محمد الخلالؒ (م ۴۳۹ھ) بھی ثقہ، امام، حافظ ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء: ج ۱۷: ص ۵۹۳)**

iii- علی بن عمر والحریریؒ (م ۳۸۰ھ) ثقہ ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۴۸۲)**

iv- ابو القاسم علی بن محمد بن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) ثقہ، قاضی ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۳۹)**

v- محمد بن شاذان الجوھری البغدادیؒ (م ۲۸۶ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۵۹۵۰)**

vi- معلی بن منصور الرازیؒ (م ۲۱۱ھ) صحیحین کے راوی ہے اور ثقہ، سنی، فقیہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۸۰۶)**

اسی طرح ان کے متابع امام ابو سلیمان الجوزجانی بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱۵: ص ۲۶، تحقیق بشار)**

معلوم ہوا کہ یہ سند صحیح ہے۔

وضاحت:

امام ابو سلیمان جوزجانیؒ اور امام معلی بن منصورؒ (م ۲۱۱ھ) دونوں، امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) اور امام محمد بن الحسنؒ (م ۱۸۹ھ) کے شاگرد ہیں، اور دونوں نے اس معاملے میں امام صاحبؒ کی طرف اس نسبت کا انکار کیا ہے جو دلیل ہے کہ امامؒ سے خلق قرآن کے مسئلے میں ایسا کچھ بھی مروی نہیں جو قابل گرفت ہو بلکہ امام ابو سلیمان الجوزجانی کے

متعلق ابن ابی حاتم نے یہاں تک کہا ہے کہ وہ خلق قرآن کے قائل کی تکفیر کرتے تھے۔۔۔۔۔**(تاریخ بغداد: ج ۱۵: ص ۲۶، تحقیق بشار)**

۳- حافظ المشرق خطیب بغدادیؒ (م **۴۶۳ھ**) کہتے ہیں کہ:

"(أخبرنا الخلال قال: أخبرنا علي بن عمرو الحريري، أن علي بن محمد بن كاس النخعي، حدثهم)قال النخعي: حدثنا أبو بكر المروزي قال: سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل يقول: لم يصح عندنا أن أبا حنيفة كان يقول القرآن مخلوق"۔

امام احمد بن حنبلؒ (م **۲۴۱ھ**) کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے تعلق سے یہ بات صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے کہا: "قرآن مخلوق ہے"۔ **(تاریخ بغداد و ذیوله، ط العلمية ج ۱۳ ص ۳۷٤)**

سند کی تحقیق:

i- خطیب بغدادیؒ (م **۴۶۳ھ**)

ii- الحسن بن محمد الخلالؒ (م **۴۳۹ھ**)

iii- علی بن عمرو الحریریؒ (م **۳۸۰ھ**)

iv- ابو القاسم علی بن محمد بن کاس النخعیؒ (م **۳۲۴ھ**) وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

v- ابو بکر احمد بن علی القرشی المروزی القاضیؒ (م **۲۹۲ھ**) ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۸۱)**

vi- امام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م **۲۴۱ھ**) مشہور ثقہ، امام، حافظ الحدیث اور حجت ہیں۔ **(تقریب)**

معلوم ہوا کہ یہ سند صحیح ہے۔[14]

---

[14] اس روایت سے ۲ باتیں ممکن ہو سکتی ہیں:

۱- پہلے قول کی، امام احمد کی طرف راوی نے غلط نسبت کی ہے۔

۴- امام ابو عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازیؒ (م ۳۲۷ھ) اپنے کتاب میں کہا:

حدثنا أحمد بن محمد بن مسلم حدثنا علي بن الحسن الكراعي قال قال أبو يوسف ناظرت أبا حنيفة ستة أشهر فاتفق رأينا على أن من قال القرآن مخلوق فهو كافر۔

امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کہتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہؒ سے ۶ مہینے مناظرہ کیا اور پھر ہم اس بات پر متفق ہو گئے کہ جو کوئی کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے۔(**بحوالہ العلو للعلي الغفار للذہبی: ص ۱۵۲، ص ۱۴۳، ۱۷۴**)

سند کی تحقیق:

i- امام عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازیؒ (م ۳۲۷ھ) مشہور ثقہ، امام جرح و تعدیل اور امام بن امام ہیں۔ (**الثقات للقاسم**)

ii- احمد بن محمد بن یزید بن مسلم الانصاریؒ (م ۲۷۴ھ) صدوق راوی ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۸۷**)

iii- علی بن الحسن التمیمیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۷۱۰**)

iv- ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کی توثیق گزر چکی۔

معلوم ہوا کہ اس کی سند حسن ہے۔ اور شیخ البانیؒ نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔ (**العلو بتحقیق الالبانی: ص ۱۵۵**)

اور وہ قول یہ ہے کہ امام احمد سے ان کے بیٹے نقل کرتے ہیں کہ:

"استتابوه أظن في هذه الآية: {سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ} قال: هو مخلوق."

"ان سے جو توبہ کرائی گئی، میرے خیال میں وہ اس آیت کے متعلق تھی ﴿**سبحن ربك رب العزة عما يصفون**﴾ آپ نے کہا کہ یہ مخلوق ہے۔" (**العلل ج ۲ ص ۵۴۶**)

۲- امام احمدؒ کا پہلا کا قول تحقیق پر مبنی نہیں تھا بعد میں آپ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔ واللہ اعلم

۵- امام عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازیؒ (م ۳۲۷ھ) نے اپنی کتاب میں کہا:

قال أحمد بن القاسم بن عطية سمعت أبا سليمان الجوزجاني يقول سمعت محمد بن الحسن يقول والله لا أصلي خلف من يقول القرآن مخلوق ولا استفتاني ألا أمرت بالإعادة۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں: کہ قسم بخدا، میں اس شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، جو قرآن کو مخلوق کہے، اور اگر وہ مجھ سے فتویٰ پوچھے گا تو میں اسے نماز کے اعادہ کا حکم دوں گا۔ **(بحوالہ العلو للعلي الغفار للذھبی: ص ۱۵۲، ص ۱۴۳، ۱۷۴)**

سند کی تحقیق:

i- امام عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازیؒ (م ۳۲۷ھ) کی توثیق گزر چکی۔

ii- حافظ احمد بن قاسم بن عطیہؒ بھی ثقہ ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۴۶۲)**

iii- امام ابو سلیمان الجوزجانیؒ کی توثیق گزر چکی۔

iv- امام حافظ فقیہ محمد بن الحسن شیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) مشہور امام ربانی، اور ثقہ مجتہد ہیں۔ **(تلامذہ امام ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام،** از حافظ ظہور احمد الحسینی: **ص ۳۲۳)**

ملاحظہ فرمائیں! امام صاحبؒ کے خاص شاگرد امام محمدؒ بھی نہ قرآن کو مخلوق مانتے ہیں اور نہ ہی اس شخص کی اقتداء میں نماز پڑتے ہیں، جو قرآن کو مخلوق کہے۔

۶- حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا:

(أخبرنا الخلال قال: أخبرنا علي بن عمرو الحريري، أن علي بن محمد بن كاس النخعي، حدثهم) وقال النخعي حدثنا نجيح بن إبراهيم، حدثني ابن كرامة - وراق أبي بكر ابن أبي شيبة- قال: قدم ابن مبارك على أبي حنيفة. فقال له أبو حنيفة: ما هذا الذي دب فيكم؟

قال له : رجل يقال له جهم، قال: وما يقول؟ قال: يقول القرآن مخلوق، فقال أبو حنيفة: ﴿كبرت كلمة تخرج من أفواههم إن يقولون إلا كذبا﴾.

ابن کرامہؒ کہتے ہیں کہ امام ابن مبارکؒ، امام ابو حنیفہؒ کے پاس آئے، تو امام ابو حنیفہؒ نے ان سے کہا: تمہارے یہاں یہ کیا باتیں چل رہی ہیں؟ انہوں نے کہا: ایک آدمی ہے جسے جہم کہا جاتا ہے، امام صاحب نے کہا: اس کا کیا کہنا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے، تو امام ابو حنیفہؒ فرمایا: بڑی سنگین بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے، جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ **(تاریخ بغداد و ذیولہ، ط العلمیۃ ج۱۳ ص ۳۷٤)**

سند کی تحقیق:

i- خطیب بغدادیؒ (م **۴۶۳ھ**)

ii- الحسن بن محمد الخلالؒ (م **۴۳۹ھ**)

iii- علی بن عمرو الحریریؒ (م **۳۸۰ھ**)

iv- ابو القاسم علی بن محمد بن کاس النخعیؒ (م **۳۲۴ھ**) وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

v- فقیہ نجیح بن ابراہیم الکوفیؒ (م **۲۷۸ھ**) صدوق ہیں۔[15]

vi- محمد بن عثمان بن کرامہؒ (م **۲۵٦ھ**) بھی ثقہ، صاحب حدیث ہیں۔ **(تقریب: رقم ٦۱۳۴، الکاشف)**

لہذا اس روایت کی سند بھی حسن ہے۔

---

[15] ان کو امام ابن حبان نے کتاب الثقات میں شمار کیا ہے، اور امام ابن عدیؒ نے باجود ان کا علم ہونے کے، ان کا ترجمہ الکامل میں ذکر نہیں کیا۔ یعنی یہ راوی، امام ابو احمد ابن عدیؒ کے نزدیک صدوق یا ثقہ ہیں، جیسا کہ غیر مقلدین کا اصول ہے۔ **(کتاب الثقات لابن حبان: ج۹: ص ۲۲۰، الکامل: ج ۲: ص ۲۵۴، انوار البدر: ص ۲۲۵)**، لہذا یہ راوی صدوق ہیں۔

۷- ثقہ ثبت حافظ الحدیث فقیہ جرح وتعدیل کے ماہر، امام طحاویؒ (م۳۲۱ھ) اپنی مشہور کتاب **'العقیدة الطحاویة'** میں فرماتے ہیں کہ :

' إن القرآن كلام الله منه بدا بلا كيفية قولا وأنزله على رسوله وحيا وصدقه المؤمنون على ذلك حقا وأيقنوا أنه كلام الله تعالى بالحقيقة ليس بمخلوق'۔

یقیناً قرآن، اللہ کا کلام ہے، جو بلا کسی کیفیت کے، بطور قول کے اسی سے ظاہر ہوا، جسے اللہ نے وحی کے ذریعہ اپنے رسول ﷺ پر اتارا، اور ایمان والوں نے اسی طرح اس کے حق ہونے کی تصدیق کی، اور انہوں نے یقین کیا کہ وہ حقیقت میں اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

اوراس کتاب کے شروع میں کہتے ہیں کہ " **هذا ذكر بيان عقيدة أهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي وأبي يوسف يعقوب بن إبراهيم الأنصاري وأبي عبد الله محمد بن الحسن الشيباني رضوان الله عليهم أجمعين** "۔

یہ فقہاء ملت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے مذہب پر اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کا بیان ہے۔ **(عقیدۃ الطحاوی: ص ۳۱، ۴۰)**

اہل سنت کے عقیدے کی اس بنیادی کتاب میں بھی صراحت ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحابؒ، قرآن کو مخلوق نہیں، بلکہ کلام اللہ مانتے تھے۔

۸- حافظ الحدیث، امام مجد الدین ابن الاثیر الجزریؒ (م۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ:

لو ذهبنا إلى شرح مناقبه وفضائله لأطلْنا الخُطب، ولم نصلْ إلى الغرض منها، فإنه كان عالماً عاملاً، زاهداً، عابداً، ورعاً، تقياً، إماماً في علوم الشريعة مرضياً، وقد نسب إليه وقيل عنه من الأقاويل المختلفة التي نجلُّ قدره عنها ويتنزه منها: من القول بخلقِ القرآن، والقول بالقدر، والقول بالإرجاء، وغير ذلك مما نُسب إليه.

ولا حاجة إلى ذكرها ولا إلى ذكر قائليها، والظاهر أنه كان منزهاً عنها، ويدل على صحة نزاهته عنها، ما نشر الله تعالى له من الذِّكْر المنتشر في الآفاق، والعلم الذي طبق الأرض،

والأَخْذ بمذهبه وفقهه والرجوع إلى قوله وفعله، وإن ذلك لو لم يكن لله فيه سرّ خفي، ورضى إلهيّ، وفقه الله له لما اجتمع شطرُ الإسلامِ أو ما يقاربهُ على تقليده، والعمل برأيه ومذهبه حتى قد عُبِدَ اللهُ ودِيْنَ بفقهه، وعُمل برأيه، ومذهبه، وأُخذَ بقوله إلى يومنا هذا ما يقارب أربعمائة وخمسين سنة،

وفي هذا أدل دليل على صحة مذهبه، وعقيدته، وأنما قيل عنه هو منزَّه منه، وقد جمع أبو جعفر الطحاوي - وهو من أكبر الآخذين بمذهبه - كتاباً سماه «عقيدةُ أبي حنيفةَ - رحمه الله-» وهي عقيدةُ أهل السُّنَّة والجماعة، وليس فيها شيء مما نُسبَ إليه وقيل عنه، وأصحابه أخبرُ بحاله وبقوله من غيرهم، فالرجوعُ إلى ما نقلوه عنه أوْلى مما نقله غيرُهم عنه، وقد ذُكِر أيضاً سبب قول من قال عنه ما قال والحامل له على ما نسب إليه، ولا حاجة بنا إلى ذكر ما قالوه، فإن مثل أبي حنيفة ومحلُه في الإسلام لا يحتاجُ إلى دليل يُعْتَذَرُ به مما نُسب إليه. والله أعلم

اگر ہم آپکے مناقب وفضائل کی تفصیل میں جائیں گے تو بات طویل ہو جائیگی، اور ہم مقصد تک نہیں پہنچ پائیں گے ، یقیناً آپ عالمِ باعمل، عابد وزاہد، متقی پرہیز گار، اور علوم شریعت کے پسندیدہ امام ہیں، اور آپ کی طرف منسوب کرکے یا آپ کے بارے میں جو باتیں کہی گئی ہیں، ہم آپ کی شان کو اس سے بلند سمجھتے ہیں، آپ ان چیزوں سے بری ہیں، یعنی قرآن کو مخلوق کہنا، تقدیر کے بارے میں کلام کرنا، یا ارجاء کا عقیدہ رکھنا، وغیرہ چیزیں جو آپ کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔

نہ ان باتوں کو بیان کرنے کی نہ انکے قائلین کا تذکرہ کرنے کی ضرورت ہے، واضح طور پر آپ ان باتوں سے بری ہیں، ''ان باتوں سے آپ بری ہیں'' اس بات کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے عالم میں آپ کا شہرہ فرمادیا، اور آپ کا علم جس نے روئے زمین کو بھر دیا، اور آپ کے مذہب وفقہ کو اختیار کیا گیا، اور آپ کے قول وفعل کی طرف رجوع کیا گیا، اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی رازِ سربستہ اور رضاءِ الٰہی جس (کے حصول) کی اللہ نے آپ کو توفیق دی، شامل نہ ہوتی تو تمام مسلمانوں میں سے تقریباً آدھی تعداد آپ کی تقلید اور آپ کی رائے ومذہب کے مطابق عمل کرنے پر

مجتمع نہ ہوتی، یہاں تک کہ آج تقریباً ساڑھے چار سو سال سے آپ کی فقہ اور آپ کی رائے ومذہب پر عمل کر کے نیز آپ کے قول کو اختیار کر کے، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے دین کے پر عمل کیا جارہا ہے۔

یہ آپ کے مذہب وعقیدہ کے صحیح ہونے اور جو کچھ آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اس سے آپ کے بری ہونے کی بہت مضبوط دلیل ہے، ابو جعفر طحاویؒ جو آپ کے مذہب کے سب سے بڑے اختیار کرنے والوں میں سے ہیں، انہوں نے 'عقیدۃ ابی حنیفۃ' نامی ایک کتاب تالیف فرمائی ہے، وہ اہل سنت وجماعت ہی کے عقائد ہیں، ان میں آپ کی طرف منسوب کردہ اور آپ کے بارے میں کہی گئی باتوں میں سے کچھ بھی موجود نہیں، دوسروں کے مقابلہ میں آپ کے اصحاب، آپ کے حال و قال سے زیادہ واقف ہیں، اس لئے جو کچھ انہوں نے آپ سے نقل کیا اس کی طرف رجوع کرنا زیادہ بہتر ہے بنسبت دوسروں کی نقل کردہ چیزوں کے، کہنے والے نے کس سبب سے آپ کے بارے میں کہا، اور آپ کی طرف باتیں منسوب کرنے کیلئے کیا چیز باعث بنی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے، لیکن لوگوں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب ذکر کرنے کی ہمیں کوئی حاجت نہیں، اس لئے کہ ابو حنیفہؒ جیسی شخصیت اور اسلام میں آپ کا مقام ومرتبہ کسی دلیل کا محتاج نہیں، نہ آپ کی طرف منسوب کردہ باتوں کے بارے میں کوئی عذر پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم۔ **(جامع الاصول : ج۱۲: ص۹۵۳-۹۵۴)**

امام حافظ مجد الدین ابن الاثیر الجزریؒ **(م۶۰۶ھ)** کے اس جامع کلام کے بعد، مزید کچھ اور عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۹- امام ابو حنیفہؒ **(م۱۵۰ھ)** اپنی کتاب **'الفقہ الاکبر'**[16] میں فرماتے ہیں **"الْقُرْآن غير مَخْلُوق"** قرآن مخلوق نہیں ہے۔ **(الفقہ الاکبر: ص۲۰)**

لہذا جب امام صاحبؒ قرآن کو مخلوق مانتے ہی نہیں تھے، تو پھر رجوع کس مسئلے سے کرایا گیا؟

[16] **(اتحاف السادۃ المتقین بشرح إحیاء علوم الدین: ج۲: ص۱۲)**

یہ یاد رکھا جائے کہ بسند صحیح اور سماع کی تصریح کے ساتھ یہ بات ثابت نہیں ہے کہ امام سے توبہ، خلق قرآن کے مسئلے میں کرائی گئی تھی۔

الجواب نمبر ۴ :

دوسری روایت میں اس واقعہ کی صحیح تشریح موجود ہے، چنانچہ:

محدث عبد القادر القرشیؒ (م **۷۷۵ھ**) کہتے ہیں:

"وَقَالَ أَبُو الْفضل الْكرْمَانِي لما دخل الْخَوَارِج الْكُوفَة ورأيهم تَكْفِير كل من أذْنب وتكفير كل من لم يكفر قيل لَهُم هَذَا شيخ هَؤُلَاءِ فَأخذُوا الإِمَام وَقَالُوا تب من الْكفْر فَقَالَ أَنا تائب من كل كفر فَقيل لَهُم أَنه قَالَ أَنا تائب من كفركم فَأَخَذُوهُ فَقَالَ لَهُم أبعلم قُلْتُمْ أم بِظَنّ قَالُوا بظَنّ قَالَ إِن بعض الظَّن إِثْم وَالْإِثْم ذَنْب فتوبوا من الْكفْر قَالُوا تب أَيْضا من الْكفْر فَقَالَ أَنا تائب من كل كفر فَهَذَا الذى قَالَه الْخُصُوم أَن الإِمَام استتيب من الْكفْر فى طَرِيق الْحجاز... "

صدوق، امام، فقیہ ابو الفضل کرمانیؒ (م **۵۴۳ھ**) کہتے ہیں کہ :

"جب خوارج کوفہ میں داخل ہوئے، اور ان کا مذہب یہ تھا کہ وہ ہر گناہ گار کو کافر قرار دیتے تھے، اور (جو عاصی کو کافر نہ کہے) اس کی بھی تکفیر کرتے تھے، تو کسی نے ان سے کہا کہ یہ (امام ابو حنیفہؒ) سب کے استاد ہیں، تو انہوں نے امام کو پکڑ لیا اور کہا کفر سے توبہ کرو تو امام ابو حنیفہ نے کہا: کہ **میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں۔**

مگر خوارج سے پھر کسی نے کہہ دیا کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ میں تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں۔

تو خوارج نے امام کو پکڑ لیا، تو امام صاحب نے کہا کہ: ایسا تم نے کسی یقین کی بنیاد پر کہا ہے یا پھر تمہارا گمان ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ ظن کی بنیاد پر، امام صاحب نے کہا کہ: ﴿**ان بعض الظن إثم**﴾۔ (بعض گمان گناہ ہیں) اور اِثم گناہ ہے پس تم کفر سے توبہ کرو، پھر وہ خوارج اُمام سے کہنے لگے کہ: کفر سے تم بھی توبہ کرو تو امام نے کہا کہ کہ **میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں۔**

یہ وہ بات جس کو خصم یعنی مخالف نے ذکر کیا ہے کہ امام نے حجاز کے راستے میں توبہ کی..."

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج ١ ص ٤٨٧،٤٨٨)

اسی طرح ثبت، امام قاضی ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵ھ) کہتے ہیں کہ :

"وجدت في كتابي من حديث الحسن بن حماد سجادة، وقد حدثت به عنه قال: ثنا أبو قطن عمرو بن الهيثم قال: أردت الخروج إلى الكوفة فقلت لشعبة: من تكاتب بالكوفة؟ قال: أبو حنيفة وسفيان الثوري، فقلت: أكتب لي إليهما، فكتب، وصرت إلى الكوفة، فسألت عن أسن الرجلين؟ فقيل: أبو حنيفة، فدفعت إليه الكتاب، فقال: كيف أخي أبو بسطام؟ قلت بخير، فلما قرأ الكتاب قال: ما عندنا فلك مبذول، وما عند غيرنا فاستعن بنا نعينك، ومضيت إلى الثوري فدفعت إليه كتابه، فقال لي مثل ما قال أبو حنيفة، فقلت له، شيء يروى عنك تقول: إن أبا حنيفة استتيب من الكفر مرتين، أهو الكفر الذي هو ضد الإيمان؟ فقال: ما سألني عن هذه المسألة أحد غيرك منذ كلمت بها، وطأطأ رأسه ثم قال: لا، ولكن دخل واصل الشاري إلى الكوفة فجاء إليه جماعة فقالوا له: إن هاهنا رجلاً لا يكفر أهل المعاصي يعنون أبا حنيفة، فبعث فأحضره وقال: يا شيخ بلغني أنك لا تكفر أهل المعاصي؟ قال: هو مذهبي، قال: إن هذا كفر، فإن تبت قبلناك وإن أبيت قتلناك، قال: مم أتوب؟ قال: من هذا، قال: أنا تائب من الكفر، ثم خرج، فجاءت جماعة من أصحاب المنصور فأخرجت واصلاً عن الكوفة، فلما كان بعد مدة وجد من المنصور خلوة فدخلها، فجاءت تلك الجماعة فقالت: إن الرجل الذي كان تاب قد راجع قوله، فبعث فأحضره فقال: يا شيخ بلغني أنك راجعت ما كنت تقول، فقال: وما هو؟ فقال: إنك لا تكفر أهل المعاصي، فقال: هو مذهبي، قال: فإن هذا عندنا كفر، فإن تبت منه قبلناك وإن أبيت قتلناك، قال: والشراة لا يقتلون حتى يستتاب ثلاث مرات، فقال: مم أتوب؟ قال: من الكفر، قال: فإني تائب من الكفر، قال: فهذا هو الكفر الذي استتيب منه."

ابو قطن نے کہا کہ "میں نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو شعبہؒ سے کہا آپ کوفہ میں کسی کی طرف رقعہ لکھنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کی طرف لکھنا چاہتا ہوں۔

تو میں نے کہا آپ مجھے ان دونوں کی طرف لکھ دیں، تو انہوں نے لکھ دیا اور میں کوفہ چلا گیا اور میں نے وہاں لوگوں سے پوچھا کہ ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ سے زیادہ عمر والے کون ہیں تا کہ میں ان کو رقعہ پہلے پہنچاؤں تو مجھے بتایا گیا کہ ابو حنیفہؒ عمر رسیدہ ہیں تو میں نے ان کو رقعہ دیا، انہوں نے کہا میرے بھائی ابو بسطام کیا حال؟ میں نے کہا: وہ خیریت سے تھے، جب انہوں نے رقعہ پڑھا تو کہا: جو چیز ہمارے پاس ہے وہ پیش خدمت ہے اور جو ہمارے پاس نہیں کسی اور کے پاس ہے، اس کیلئے ہم مدد کریں گے، پھر میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس گیا اور ان کو وہ رقعہ پہنچایا تو انہوں نے بھی مجھے وہی کہا جو ابو حنیفہ نے کہا تھا۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے حوالہ سے ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ آپ کہتے ہیں بیشک ابو حنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ طلب کی گئی تھی؟ کیا وہ ایسا کفر تھا جو ایمان کی ضد ہے؟ تو انہوں نے کہا: جب سے میں نے یہ بیان کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک اس مسلے کے بارے میں تمہارے سوا کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا اور اپنا سر جھکا لیا پھر کہا: نہیں ایسا نہیں تھا، لیکن واصل البخاری کوفہ میں داخل ہوا تو اس کے پاس ایک جماعت آئی تو انہوں نے اس سے کہا بیشک یہاں ایک ایسا آدمی جو گنہگاروں کو کافر نہیں کہتا اور ان کی مراد اس شخص سے ابو حنیفہ تھے۔

تو اس نے پیغام بھیجا تو وہ اس کے پاس حاضر ہوئے، اس نے کہا: اے شخص مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اہل معاصی (گناہ گار) کو کافر نہیں کہتے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو میرا مذہب ہے، اس نے کہا: یہ یقیناً کفر ہے، پس اگر تو نے توبہ کرلی تو ہم تیری توبہ قبول کرلیں گے، اور اگر تو نے انکار کیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے، انہوں نے کہا: کس بات سے توبہ کروں؟ اس نے کہا: اسی سے، انہوں نے کہا: میں کفر سے توبہ کرتا ہوں، پھر وہ چلے گئے، پھر منصور کے ساتھیوں کی ایک جماعت آئی جنہوں نے واصل کو کوفہ سے نکال دیا، کچھ مدت کے بعد پھر واصل نے موقع پایا تو وہ کوفہ میں داخل ہو گیا تو وہی جماعت اس کے پاس آکر کہنے لگی بیشک وہ آدمی جس نے توبہ کی تھی اس نے رجوع کرلیا ہے، اس نے بلانے کے لیے پیغام بھیجا تو آپ اس کے پاس حاضر ہوئے، اس نے کہا: اے شیخ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بیشک آپ اپنے اسی نظریہ کی طرف لوٹ گئے ہیں جو پہلے تھا تو انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا بے شک آپ گناہ گاروں کو کافر نہیں کہتے تو انہوں نے کہا: وہ تو میرا مذہب ہے، تو اس نے کہا: ہمارے نزدیک کفر ہے پس اگر آپ نے توبہ کرلی تو ہم تمہاری قبول کرلیں گے

اگر آپ نے انکار کیا تو ہم آپ کو قتل کر دیں گے، سفیان ثوری کہتے ہیں کہ: خوارج اس وقت تک قتل نہیں کرتے تھے جب تک کہ تین مرتبہ توبہ نہ کروالیں، تو انہوں نے کہا: میں کس چیز سے توبہ کروں؟، اس نے کہا: کفر سے، امام صاحب نے کہا: بیشک میں کفر سے توبہ کرتا ہوں، پس یہی وہ کفر ہے جس سے ابو حنیفہؒ سے توبہ طلب کی گئی تھی۔" **(فضائل أبي حنيفة وأخبار ص ۷۵، ۷۶، رقم ۸۴)**

سند کی تحقیق:

i- امام قاضی ابن ابی العوامؒ **(م ۳۳۵ھ)** مشہور ثقہ، ثبت امام ہیں۔ **(دوماہی مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۲: ص ۳)**

ii- محدث حسن بن حماد سجادہؒ **(م ۲۴۱ھ)** سنن ابو داود اور سنن نسائی کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۲۳۰)**

iii- عمرو بن الھیثم ابوالقطن علیہ الرحمہ **(م ۲۰۰ھ)** صحیح مسلم اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۵۱۳۰)**

معلوم ہوا کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب سے جس بات سے توبہ کرائی گئی تھی دراصل وہ قابلِ اعتراض بات ہی نہ تھی، جسے صرف تعصب کی بنا پر پھیلایا گیا۔

یہ روایت ان تمام تر اعتراضات کا شافی جواب ہے، اگر توبہ کی وجہ کوئی اور ہے تو اس دعوے پر صریح دلائل پیش کرنا ہوں گے، ورنہ یہ تمام روایات کسی کام کی نہیں، جب کہ تک مدعی اپنے دلائل میں صراحت نہ دکھادے۔

سلسلة توثيقات امام اعظم ﷺ باسناد صحيح ٦

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام ایوب سختیانیؒ (م ۱۳۱ھ) کی نظر میں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

أخبرنا القاضي أبو جعفر محمد بن أحمد بن محمد السمناني، أخبرنا اسماعيل بن الحسين بن علي البخاري الزاهد، حدثنا أبو بكر أحمد بن سعد بن نصر، حدثنا علي ابن موسى القمي، حدثني محمد بن سعدان قال: سمعت أبا سليمان الجوزجاني يقول: سمعت حماد بن زيد يقول: أردت الحج، فأتيت أيوب أودعه، فقال: بلغني أن الرجل الصالح فقيه أهل الكوفة- يعني أبا حنيفة- يحج العام، فإذا لقيته فأقرئه مني السلام۔

ابو سلیمان جوز جانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن زیدؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حج کا ارادہ کیا، تو میں ایوبؒ کو الوداع کہنے آیا، انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ بندہ نیک، اہل کوفہ کے فقیہ یعنی ابو حنیفہؒ اس سال سے حج کرنے والے ہیں، تو جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو انہیں میرا سلام کہنا۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۱۳: صفحہ ۳۴۱)**

اس روایت کے رواۃ کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

۱ – امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم)**

۲ – قاضی ابو جعفر محمد بن احمد السمنانیؒ (م ۴۴۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۸: صفحہ ۱۴۶)**

۳ – امام اسماعیل بن حسین بن علی بخاریؒ (م ۴۰۲ھ) مشہور زاہد، فقیہ اور فقہ میں اپنے وقت کے امام اور بہت ہی پرہیز گار تھے۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۱۳: صفحہ ۳۴۱، جلد ۱۹: صفحہ ۱۷۰، المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور: صفحہ ۱۳۵)** جو کہ ان کے صدوق اور حسن الحدیث ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ **(اضواء المصابیح: صفحہ ۲۵۱)**

۴ – امام ابو بکر احمد بن سعد بن نصر البخاریؒ (م ۳۵۷ھ) بھی صدوق، فقیہ اور زاہد ہیں۔ **(الروض الباسم: صفحہ ۲۱۸)**

۵ – امام علی بن موسیٰ قمی (م ۳۰۵ھ) صدوق راوی ہیں، امام ذہبیؒ نے ان کی تعریف، اور امام حاکمؒ نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ **(سیر اعلام النبلاء: جلد ۱۴: صفحہ ۲۳۶)**

۶ – **محمد** بن سعدؒ کو امام ابو بکر محمد بن جعفر **المطیری**ؒ (م ۳۳۵ھ) نے فقیہ کہا ہے۔ **(مسند امام اعظم لابن خسرو: جلد ۲: صفحہ ۶۵۹)**، اور سلفی شیخ بشار عواد معروف نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۱۵: صفحہ ۴۶۷، بتحقیق بشار)** لہذا وہ بھی مقبول ہیں۔ **(اضواء المصابیح: صفحہ ۲۵۱)**

۷ – ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان الجوزجانیؒ بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ بغداد: جلد ۱۳: صفحہ ۳۸)**

۸ – حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ مضبوط ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۴۹۸)**

۹ – امام ایوب سختیانیؒ (م ۱۳۱ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، مضبوط اور حجت ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۰۵)**

معلوم ہوا کہ یہ سند حسن ہے۔

نیز، دیکھئے **(الانتقاء لابن عبد البر: صفحہ ۱۲۵، اخبار ابی حنیفة وأصحابه: صفحہ ۷۹، فضائل أبی حنیفة أصحابه: صفحہ ۱۰۴)**

شمارہ نمبر ۱۲ ستمبر ۲۰۱۹

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا



دوماہی مجلّہ

الاجماع

* مرسل معتضد کی بحث اور اہل حدیث علماء کے اعتراضات کے جوابات * امام حماد بن زید (م ۱۷۹ھ) کی نظر میں امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں * قاضی اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ (م ۲۱۲ھ) ائمہ کی نظر میں۔



ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

سلسلۃ توثیقات امام اعظم علیہ الرحمہ باسناد صحیح ۷

امام حماد بن زید (م ۱۷۹ھ) کی نظر میں امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

حافظ المغرب، امام ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

قال (أبو يعقوب يوسف بن أحمد) ونا الحسن بن الخضر الأسيوطي قال نا أبو بشر الدولابي قال نا محمد بن سعدان قال نا سليمان بن حرب قال سمعت حماد بن زيد يقول والله إني لأحب أبا حنيفة لحبه لأيوب وروى حماد بن زيد عن أبي حنيفة أحاديث كثيرة

امام حماد کہتے ہیں: قسم بخدا! میں ابو حنیفہ سے محبت کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ ایوب سے محبت کرتے ہیں، اور حماد ابن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ **(الانتقاء لابن عبد البر: صفحہ ۱۳۰)**

اس روایت کے راویوں کی تحقیق یہ ہے:

۱ – حافظ ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور حافظ المغرب ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء)**

۲ – ابو یعقوب یوسف بن احمد الصیدلانی (م ۳۸۸ھ) بھی صدوق اور حسن الحدیث ہیں **(الاجماع: شمارہ ۳: ص ۲۸۴)**

۳ – حسن بن الخضر الاسیوطی (م ۳۶۱ھ) ثقہ ہیں۔ **(الدلیل المغنی: صفحہ ۱۷۷)**

۴ – حافظ الحدیث، امام ابو بشر الدولابی (م ۳۱۰ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۸: صفحہ ۱۲۳، مجلہ الإجماع: شمارہ نمبر ۲: صفحہ ۴)**

۵ – محمد بن سعدان بھی صدوق ہیں۔ **(الاجماع: شمارہ نمبر ۹: صفحہ ۵۰)**

۶ – حافظ الحدیث، سلیمان بن حرب صحیحین کے راوی ہیں، اور ثقہ، مضبوط اور فقیہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۴۹۸)**

معلوم ہوا کہ یہ سند حسن ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ:

۱ – امام اَیوب سختیانیؒ (م ۱۳۱؁ھ) امام ابو حنیفہؒ سے محبت کرتے تھے، انہیں پسند کرتے تھے۔

۲ – امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹؁ھ) بھی امام صاحبؒ کو پسند کرتے تھے۔

۳ – حماد بن زیدؒ امام ابو حنیفہؒ سے روایت بھی کرتے تھے۔

اور امام حماد بن زیدؒ اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے، جیسا کہ غیر مقلدین نے واضح کیا ہے۔ **(دراسات حدیثیة متعلقة بمن لا یروی الا عن ثقة للشیخ ابی عمرو الوصابی : صفحہ ۲۳۲)**

ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ امام حماد بن زیدؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

نوٹ:

بعض روایات میں ہے کہ امام ایوب سختیانیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں غیر مناسب الفاظ کہے۔

لیکن ان کا جواب دیا جاچکا کہ متأخرین ائمہ جرح وتعدیل نے ان روایات پر اعتماد نہیں کیا اور نہ ہی ان کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے، دیکھئے، **الاجماع: شمارہ نمبر ۵: صفحہ ۱۰۴**۔

نیز، امام ایوبؒ کی وفات کے بعد امام حمادؒ یہ روایت اپنے شاگرد حافظ الحدیث، سلیمان بن حربؒ کو بیان کررہے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ایوبؒ، امام ابو حنیفہ اور امام حماد بن زیدؒ کے درمیان حالات خوشگوار تھے۔

پھر امام ابو عبد اللہ **الصیمری**ؒ (م۴۳۶ھ) نے ایک روایت ذکر کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام حماد بن زیدؒ کے درمیان خوشگوار تعلقات تھے۔ [3]

خلاصہ یہ کہ امام حماد بن زیدؒ (م۱۷۹ھ) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔ اور امام أیوب سختیانیؒ (م۱۳۱ھ) کے امام صاحبؒ سے خوشگوار تعلقات تھے اور وہ ان کی تعریف کرتے تھے، جیسا کہ گزر چکا۔ **(الاجماع: ش۹ : ص۴۹)**

---

[3] امام ابو عبد اللہ الصمیریؒ (م۴۳۶ھ) کہتے ہیں:

أخبرنا أحمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا ابن كأس النخعي قال ثنا محمد بن سعدان قال ثنا أبو سليمان قال ثنا حماد بن زيد قال كنا نأتي عمرو بن دينار فيحدثنا فإذا جاء أبو حنيفة اقبل عليه وتركنا حتى نسأل ابا حنيفة ان يكلمه وكان يقول يا أبا محمد حدثهم فيحدثنا۔

ابو سلیمانؒ کہتے ہیں کہ ہم سے حماد بن زیدؒ نے بیان کیا کہ ہم عمرو بن دینارؒ کے پاس آتے تو وہ ہمیں حدیث بیان کرتے، پھر جب ابو حنیفہؒ آتے تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ ہم ابو حنیفہؒ سے درخواست کرتے کہ ان سے عرض کریں تو وہ کہتے ابو محمد! انہیں حدیث بیان کیجئے پس وہ ہمیں حدیث بیان کرتے۔ **(اخبار احنیفۃ و اصحابہ: ص ۸۰)**

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔

شمارہ نمبر ۱۴

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

مارچ / ۲۰۲۰



دوماہی مجلّہ

الاجماع



- امام کے پیچھے قراءت کا مسئلہ (قسط ۱)
- امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔
- ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے ثقہ، امام حماد بن ابی سلیمانؒ (م ۱۲۰ھ) سے ان کے اختلاط پہلے روایت لی ہے۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) ثقہ راوی سے ہی روایت کرتے ہیں، چنانچہ:

امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) کہتے ہیں کہ: "کل من روی عنہ مالک فھو ثقۃ" ہر وہ راوی جس سے امام مالکؒ روایت کریں، وہ ثقہ ہے۔ **(سوالات ابن ہانی للامام احمد: رقم ۲۳۶۷)**

امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کہتے ہیں کہ امام مالکؒ ثقہ یا صدوق سے ہی روایت کرتے ہیں **(الکامل: ج ۶: ص ۲۰۷)**
امام یحیٰی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ ابو امیہ عبد الکریم کے علاوہ، ہر وہ راوی جس سے امام مالکؒ روایت کریں، وہ ثقہ ہے۔

حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) نے بھی تہذیب التہذیب کے مقدمہ میں یہی بات کہی ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ البانیؒ اور شیخ ابو الحسن السلیمانی کا بھی یہی موقف ہے۔ **(سلسلہ احادیث صحیحہ: جلد ۱: صفحہ ۶۳۹، اتحاف النبیل: جلد ۲: صفحہ ۱۰۹)**

معلوم ہوا کہ امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) ثقہ راوی سے ہی روایت کرتے تھے۔ اور امام مالکؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت لی ہے۔

چنانچہ:

۱ – صدوق[17] امام ابو المؤید محمد بن محمود الخوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) نے امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) کو امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے شاگردوں میں شمار کیا ہے۔ **(جامع المسانید: جلد ۲: صفحہ ۵۵۹)**

---

[17] دیکھئے: الاجماع شمارہ نمبر ۴: صفحہ ۳۰۔

۲ – ثقہ[18]، ثبت امام ابو محمد عبد القادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) نے بھی امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) کو امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے شاگردوں میں شمار کیا ہے۔ (**الجواہر المضیہ: جلد ۱: صفحہ ۵۴۶**) اور کہا کہ: "کان یسألہ و یأخذ بقولہ سرا، ویسمع منہ متنکراً"۔ (آپ ان سے پوچھتے بھی تھے، اور غیر اعلانیہ طور پر آپ کا قول اختیار کرتے تھے اور بھیس بدل کر آپ سے سنتے بھی تھے)۔

۳ – ثقہ[19]، حافظ الحدیث امام محمد بن یوسف الصالحی الدمشقیؒ (م ۹۴۳ھ) بھی امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) کو امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کا شاگرد بتایا ہے، اور کہتے ہیں کہ "**أنہ روی عن الإمام أبی حنیفۃ وروی الإمام أبو حنیفۃ عنہ**" امام مالکؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے امام مالکؒ۔ (**عقود الجمان: صفحہ ۱۵۱**)

۴ – امام ابراہیم بن محمد بن دقماقؒ (م ۸۰۷ھ) کہتے ہیں کہ "**مالک بن انس کان یأخذ بقولہ ویسمع منہ**" امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ کے قول اختیار کرتے تھے اور ان سے روایت سنتے تھے۔ (**نظم الجمان** مخطوطہ پیرس [فرانس]: **جلد ۱ : فولیو نمبر: ۲۸**)

۵ – حجت، امام ابن حجر ہیثمیؒ (م ۹۷۴ھ) نے تسلیم کیا ہے کہ امام مالکؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے اور کہا "**ھذان الإمامان من جملۃ الآخذان عنہ**" یہ دونوں ائمہ (امام لیث بن سعدؒ اور امام مالکؒ) ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت لی ہے۔ (**الخیرات الحسان: صفحہ ۲۶**)

اور بطور مثال **مالک عن ابی حنیفۃ** کی سند سے ایک روایت پیش خدمت ہے۔

امام، حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

عن أحمد بن محمد (عن عبد الله بن أحمد بن بهلول قال هذا كتاب جدي إسماعيل بن حماد فقرأت فيه) عن سفيان عن مالك عن أبي حنيفة عن أبان بن أبي عياش عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال لم يقنت رسول الله صلى الله عليه

---

[18] دیکھئے: **عقود الجمان: ص ۴۰**۔

[19] دیکھئے: **فهرس الفهارس: ج ۲: ص ۱۰۶۲**۔

وآله وسلم في الفجر قط إلا شهراً واحداً لأنه حارب حياً من المشركين فقنت يدعو عليهم۔
(مسندِ امام ابو حنیفۃ لطلحۃ بن محمد بحوالہ **جامع المسانید: جلد ۱ : صفحہ ۳۲۴)**

اس روایت کے رواۃ کی تحقیق درجِ ذیل ہیں:

۱ ـ امام حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ **(م ۳۸۰ھ)** صدوق اور عادل ہیں۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: **"الشيخ، العالم، الأخباري، المؤرخ"** حافظ طلحہ بن محمدؒ شیخ، عالم، اخباری اور مؤرخ ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء: جلد ۱۶: صفحہ ۳۹۶)**

ابو طاہر محمد بن حسین بن سعودؒ **(م ۴۴۸ھ)** **قاضی ابو القاسم علی بن ابی علی محسنؒ (م ۴۴۷ھ)** امام خطیب البغدادیؒ **(م ۴۶۳ھ)** امام ابو نصر ابن ماکولاؒ **(م ۴۷۵ھ)** اور امام ابو سعد السمعانیؒ **(م ۵۶۲ھ)** وغیرہ نے آپ کو "معدل" قرار دیا ہے۔ **(المتفق والمفترق: جلد ۳ : صفحہ ۱۵۰۱، تاریخ ابن عساکر: جلد ۶: صفحہ ۲۶۰، تاریخ بغداد: جلد ۳: صفحہ ۲۹۸، تہذیب المستمر لابن ماکولا: صفحہ ۲۱۳، الانساب للسمعانی: جلد ۵: صفحہ ۳۸۷)**

"معدل" کے بارے میں نامور غیر مقلد عالم مولانا ارشاد الحق اثری نے بحوالہ امام سمعانیؒ **(م ۵۶۲ھ)** لکھا ہے: المعدل اس راوی کا نام ہے جس کی تعدیل اور تزکیہ بیان ہوا ہو اور اس کی شہادت مقبول ہو۔ **(مقالات: ج ۲ : ص ۲۶۹، ۲۶۸)** نیز مولانا اثری نے زبیر علی زئی (جنہوں نے اسی طرح کے ایک اور راوی پر بھی یہی اعتراض کیا تھا) کے رد میں لکھا ہے: المعدل کسی ضعیف کا لقب نہیں بلکہ اس کا لقب ہے جو عادل اور قابل قبول ہو، تو اس کی عدالت اور توثیق کا انکار محض مجادلہ ہے۔ **(ایضاً)**

معلوم ہوا کہ یہ لقب خود غیر مقلدین کے نزدیک راوی کی توثیق اور اس کے قابل و قبول ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

امام ابو مؤید محمد بن محمود الخوارزمیؒ **(م ۶۶۵ھ)** نے ان کو امام، حافظ، ثقہ، ثبت اور عادل قرار دیا ہے۔ **(جامع المسانید: جلد ۲ : صفحہ ۴۸۷، جلد ۱: صفحہ ۴)**

علامہ زرکلیؒ فرماتے ہیں کہ:

طلحة بن محمَّد بن جعفر الشاهد، أبو القاسم: مؤرخ، من أهل بغداد له (أخبار القضاة)

وهو من رجال الحديث، صحيح السماع، إلا أنه كان معتزليا داعية، فترك أهل الحديث الرواية عنه.

طلحہ بن محمدؒ اہل بغداد میں سے ایک مؤرخ ہیں، اور ان کی کتاب اخبار القضاۃ کے نام سے ہے اور وہ رجالِ حدیث میں سے ہیں، اور ان کا سماع صحیح ہے، مگر وہ اعتزال کی طرف بلانے والے تھے، اسلئے محدثین نے ان کی روایت کو ترک کر دیا۔ **(الاعلام للزرکلی: جلد ۳ : صفحہ ۲۲۹)**

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ حافظ طلحہؒ **(م ۳۸۰ھ)** عادل مؤرخ اور صدوق راوی ہیں اور ان پر ان کے اعتزال کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے۔

۲ – امام ابو العباس احمد بن محمد بن سعید ابن عقدہؒ **(م ۳۳۲ھ)** مشہور حافظ الحدیث اور ارکان الحدیث میں سے ہیں۔

ان کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے:

بعض ائمہ نے ان کے بارے میں جرح بلکہ ان پر جھوٹ اور حدیث گھڑنے کی تہمت لگائی ہے۔ لیکن کئی ائمہ ان پر کئے گئے جروحات کے جوابات دئے ہیں۔

چنانچہ:

حافظ حمزہ سہمیؒ **(م ۴۲۷ھ)** کہتے ہیں کہ:

"مايتهم مثل أبي العباس بالوضع إلا طبل "

ابو العباس جیسے شخص پر وہی حدیث گھڑنے کا الزام لگا سکتا ہے، جس کو کچھ آتا جاتا نہ ہو، امام دار قطنیؒ **(م ۳۸۵ھ)** نے یہاں تک کہدیا کہ:

" أشهد أن من اتهمه بالوضع فقد كذب "

میں شہادت دیتا ہوں کہ جو کوئی ابو العباس ابن عقدہؒ پر وضع حدیث کی تہمت لگائے، وہ جھوٹا ہے۔

اسی طرح، حافظ ذہبیؒ نے کہا:

" ماعلمت ابن عقدة اتهم بوضع حديث أما الإسناد فلا أدرى "

میں نہیں جانتا کہ ابن عقدہؒ پر حدیث کا متن گھڑنے کا الزام لگایا گیا ہے، جہاں تک سند کی بات ہے، تو میں نہیں جانتا۔ تقریباً یہی بات حافظ ابن عبد الہادیؒ (م ۷۴۴ھ) نے بھی کہی ہے۔ **(طبقات علماء حدیث: جلد ۳: صفحہ ۳۱)**

حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) ان کے رد میں کہتے ہیں کہ:

قلت أنا: وَلا أظنه كان يصنع في الإسناد إلا الذي حكاه ابن عَدِي وهي الوجادات التي أشار إليها الدارقطني

میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے کوئی سند گھڑی ہے، البتہ ابن عدیؒ نے پائے گئے نسخوں کی بات کہی ہے، جس کی طرف دار قطنیؒ نے اشارہ کیا ہے۔ (ان کی وجہ سے ان پر کلام ہے)

معلوم ہوا کہ ابن عقدہؒ پر نہ حدیث کے متن گھڑنے کا الزام صحیح ہے اور نہ ہی سند گھڑنے کا۔ اور ان پر کلام دراصل ان " وجادات " [نسخوں] کی وجہ سے ہوا۔

نوٹ:

ابن عدیؒ نے وجادات والی بات ابو بکر ابن ابی غالبؒ سے نقل کی ہے اور حافظ الحدیث، امام قاسم بن قطلوبغاؒ نے ابو بکر ابن ابی غالبؒ کی بات کا رد کیا اور ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۲: صفحہ ۳۰)**[20]

---

[20] امام صاحب کے الفاظ ہیں:

وقال ابن عدي: صاحب معرفة، وحفظ، وتقدُّم في الصنعة، رأيت مشايخ بغداد يسيئون الثناء عليه، ولولا أني شرطت أن أذكر كلَّ من تُكُلِّمَ فيه لم أذكره للفضل الذي كان فيه والمعرفة ثم لم يسق له شيئاً منكراً أو ذكر في ترجمة العطاردي أن ابن عقدة سمع منه ولم يحدث عنه لضعفه عنده.

ابن عقدہؒ کے بارے میں شیخ ابو الطیب المنصوری بھی کہتے ہیں کہ:

" حافظ عجیب، إلّا أنّه لا يحتج به لكثرة المناكير في حديثه للوجادات "۔

عجیب حافظ الحدیث ہیں، مگر یہ کہ ان سے احتجاج درست نہیں ہے، اس لئے کہ وجادات کی وجہ سے ان کی روایتوں میں کثرت سے منکر حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ **(الدلیل المغنی: صفحہ ۱۲۸)**

امام خلیلیؒ (م ۴۴۶ھ) نے ان پر موجود کلام اور وضاحت سے پیش کیا کہ:

" في حديثه نظر، فإنه يروي نسخاً عن شيوخ لا يُعْرَفُوْن، ولا يتابع عليها "

ان کی حدیث قابل غور ہے، اس لئے کہ وہ نسخے ایسے شیوخ سے روایت کرتے ہیں جو مجہول ہوتے ہیں اور نہ ہی ان میں ان کی متابعت ہوتی ہے۔ **(الارشاد: جلد ۲: صفحہ ۵۷۹)**

غالباً انہیں نامعلوم شیوخ کی وجہ سے ہی ان کی روایت کو امام دار قطنیؒ نے منکر کہا ہے۔ **(لسان المیزان: جلد ۱: صفحہ ۶۰۳)**

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) ایک اور کتاب میں کہتے ہیں کہ:

أبو العباس الهمداني هو ابن عقدة حافظ كبير، إنما تكلموا فيه بسبب المذهب، ولأمور أخرى ولم يُضَعَّف بسبب المتون أصلا. فالإسناد حسن۔

ابو العباس الہمدانیؒ، وہ ابن عقدہؒ ہیں، بڑے حافظ الحدیث ہیں، ان پر (ان کے) مذہب اور دیگر امور کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے، جبکہ متون حدیث کی وجہ سے ان کی تضعیف ہرگز نہیں کی گئی، پس یہ سند حسن ہے۔ **(التلخیص الحبیر: جلد ۱: صفحہ ۲۳۹)**

ایک جگہ مزید وضاحت سے فرماتے ہیں کہ:

قلت: وهذا يرد ما حكي عن ابن أبي غالب من أنه يُسَوِّي النسخ.

" وأما أبو العباس بن عقدة فكان من كبار الحفاظ، حتى قال الدارقطني: أجمع أهل الكوفة أنه لم يكن بها من زمن ابن مسعود أحفظ منه، ولم يتهم بالكذب، وإنما كان يعاب بالتشيع، وكثرة رواية المناكير، لكن الذنب فيها لغيره. "

جہاں تک ابو العباس ابن عقدہؒ کی بات ہے، تو وہ بڑے حفاظ حدیث میں ہیں، یہاں تک کہ امام دار قطنیؒ نے کہا کہ : اہل کوفہ کا اجماع ہے کہ ابن مسعودؓ کے زمانہ سے (ان کے زمانہ تک) ابن عقدہؒ سے زیادہ حافظہ والا کوئی نہیں ہوا، ان پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی، البتہ ان کے شیعہ ہونے اور کثرت سے منکر روایتیں بیان کرنے کا عیب ان پر لگایا گیا، لیکن اس میں خطا اور غلطی دوسرے کی وجہ سے ہے۔ **(موافقۃ الخبر الخبر: جلد ۲: صفحہ ۱۱۱)**

حافظؒ کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ ان کی روایات میں مناکیر کا ذمہ دار اوپر کا راوی ہے، نہ کہ ابن عقدہؒ۔

امام ابو محمد عبد الغنی المصریؒ **(م ۴۰۹ھ)** کہتے ہیں کہ :

" كان حمزة الكناني يحدث عنه ويحسن القول فيه "

حافظ حمزہ الکنانیؒ **(م ۳۵۷ھ)** ان سے روایت کرتے اور ان کے بارے میں اچھی بات کہتے تھے۔ **(اطراف الغرائب الدارقطنی للإمام القیسرانی: جلد ۱: صفحہ ۴۶)**

خلاصہ کلام یہ ہے کہ:

۱ – امام ابن عقدہؒ **(م ۳۳۲ھ)** پر نہ حدیث کے متن گھڑنے کا الزام صحیح ہے اور نہیں سند گھڑنے کا۔

۲ – ان پر کلام وجادات [نسخوں] کی وجہ سے ہوا ہے۔

۳ – کیوں کہ وہ وجادات کو مجہول شیوخ سے بیان کرتے تھے، جن کی وجہ سے ان کی روایات کو مناکیر میں شمار کیا جانے لگا۔

۴ – نیز، ان وجادات سے بیان کرنے میں ابن عقدہؒ منفرد تھے، یعنی ان وجادات [نسخوں] کا ذکر ابن عقدہؒ ہی کرتے تھے، ان کے علاوہ کوئی اور ان وجادات کا ذکر نہیں کرتا تھا۔

جامع المسانید کی روایت میں ابن عقدہؒ کا کیا مقام؟

لیکن اس جامع المسانید للخوارزمی کی روایت میں ابن عقدہؒ صدوق ہیں، کیونکہ :

۱ – ابن عقدہؒ نے یہاں اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ کی کتاب کا ذکر اپنے صدوق شیخ، عبد اللہ بن احمد بن بہلول الکوفی الأزدیؒ [21] سے نقل کیا ہے، لہذا یہاں اس نسخے کو ذکر کرنے میں ان کے شیخ صدوق اور مقبول ہیں۔

۲ – اس نسخے (یعنی اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ کی کتاب) کا ذکر امام ابن عقدہؒ کے علاوہ احمد بن یحییٰؒ اور صدوق قاضی عمر الاشنانیؒ **(م۳۳۹ھ)** نے بھی کیا ہے۔**(مسند ابی حنیفہ بروایۃ الحارثی [22]: جلد ۱ : صفحہ ۲۹۱، جامع المسانید: جلد ۱ : صفحہ ۳۰۶، مسند ابی حنیفہ لابن خسرو: جلد ۱ : صفحہ ۱۹۷)**

یعنی اس کتاب کو ذکر کرنے میں امام ابن عقدہؒ **(م۳۳۲ھ)** کے متابع امام احمد بن یحییٰؒ **(م۳۳۸ھ)** [23] موجود ہیں۔

لہذا اس روایت ابن عقدہؒ پر وجادات کے سلسلہ میں اعتراضات باطل اور مردود ہیں اور وہ اس روایت میں صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

۳ – عبد اللہ بن احمد بن بہلولؒ بھی صدوق ہیں۔ [24]

---

[21] ان کی توثیق آگے آرہی ہے۔

[22] امام ابو محمد الحارثیؒ **(م۳۴۰ھ)** کی توثیق کے لئے **الاجماع: شمارہ نمبر ۲ : صفحہ ۱۰۹۔**

[23] احمد بن یحییٰؒ سے مراد راجح قول میں ثقہ، امام ابو نصر احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ النیساپوریؒ **(م۳۳۸ھ)** ہیں جو کہ کثیر السماع اور نیساپوری کے فقیہ ہیں۔ **(الروض الباسم: جلد ۱ : صفحہ ۲۷۳)**، کیونکہ حافظ حارثیؒ نے عامۃ اپنے مسلک کے ائمہ سے سماع کیا ہے، جیسا کہ ان کی کتاب سے ظاہر ہے۔

[24] تمام مسانید ابی حنیفہ میں ابن عقدہؒ نے جہاں کہیں اسماعیل بن حمادؒ کی کتاب سے امام صاحب کی روایت ذکر کی، وہاں پر ابن عقدہؒ کے شیخ، عبد اللہ بن احمد بن بہلولؒ ہی ہیں۔ دیکھئے: **مسند ابی حنیفۃ لابن ابی نعیم: صفحہ ۷۵، مسند ابی حنیفہ للحارثی: جلد ۱ : صفحہ ۱۲۵، مسند ابی حنیفہ لابن**

عبد اللہ بن احمد بن بہلول الکوفی الأزدیؒ سے امام ابن عقدہؒ (م ۳۳۲ھ)، امام ابو نصر احمد بن یحییؒ (م ۳۳۸ھ) قاضی عمر اشانیؒ (م ۳۳۹ھ) اور امام ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) وغیرہ نے روایت کی ہے۔ **(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ: صفحہ ۵۸،۵۷، تاریخ بغداد: جلد ۱۳ : صفحہ ۳۵۹، طبعہ علمیہ، مسند امام ابی حنیفہ بروایت حارثی: جلد ۱ : صفحہ ۲۹۱، جامع المسانید: جلد ۱ : صفحہ ۳۰۶، مسند ابی حنیفہ لابن خسرو: جلد ۱ : صفحہ ۱۹۷)**

اور امام ابن عقدہؒ (م ۳۳۲ھ) نے ایک روایت میں ان کو "قاضی" قرار دیا ہے۔ **(مسند امام ابی حنیفہ بروایۃ حارثی: جلد ۲ : صفحہ ۸۹۰)**، معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن بہلولؒ کی بحیثیتِ قاضی دینی شہرت تھی، جو کہ ان کے عادل اور صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ **(اضواء المصابیح: صفحہ ۲۵۱، التمہید لابن عبد البر: ج ۱: ص ۲۸)**

لہذا ابن بہلولؒ بھی صدوق ہیں۔

۴ – اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۲۱۲ھ) مشہور فقیہ، قاضی اور ثقہ راوی ہیں۔ [25]

خسرو: جلد ۲ : صفحہ ۴۹۶، مسند ابی حنیفہ للحافظ طلحہ، بحوالہ جامع المسانید: جلد ۲ : صفحہ ۱۲۴) اور بعض جگہ ابن بہلولؒ اور ان کے "جد" اسماعیل بن حمادؒ کی کتاب کے ذکر کی تکرار کی وجہ سے، ان حضرات کا ذکر ساقط کر دیا ہے، جیسا کہ محدثین کی عادت ہوتی ہے۔

لہذا قارئین سے گزارش ہے کہ وہ نوٹ کر لیں کہ یہاں اس روایت کی سند میں ابن بہلولؒ اور ان کے "جد" اسماعیل بن حمادؒ کی کتاب کا ذکر موجود ہے اور محض تکرار کی وجہ سے ان کا ذکر حذف کر دیا گیا۔ واللہ اعلم

نیز، اسی کتاب جامع المسانید میں امام خوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) نے کئی جگہ حافظ طلحہؒ کی مسند سے ابن عقدہؒ کے طریق سے ابن بہلول اور ان کے "جد" کا ذکر کیا ہے، مثلاً دیکھئے:

(أخرجه) الحافظ طلحة بن محمد في مسنده (عن) أبي العباس بن عقدة (عن) عبد الله بن أحمد بن بهلول (عن) جده إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة (عن) أبيه (عن) أبي حنيفة رضي الله عنه۔ (جامع المسانید: جلد ۱ : صفحہ ۴۰۷، ۴۱۰، ۵۲۵) وغیرہ۔

لہذا اس روایت میں بھی ابن بہلول اور ان کے "جد" کی کتاب کا ذکر موجود ہے۔ واللہ اعلم

[25] سند میں چونکہ اسماعیل بن حمادؒ (م ۲۱۲ھ) کی کتاب کا ذکر ہے، اس لئے ان کی توثیق بھی ذکر کر دی گئی۔

تفصیل کیلئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۱۲: صفحہ ۲۳**،

لہذا اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ **(م ۲۱۲ھ)** بھی ثقہ ہیں۔

۵ – سفیان بن عیینہؒ **(م ۱۹۸ھ)** صحیحین کے راوی اور مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور حجت ہیں۔ **(تقریب: ۲۴۵۱) (میزان الاعتدال: جلد ۲: صفحہ ۱۷۱، المختلطین للعلائی: صفحہ ۴۵)**

۶ – امام مالک بن انسؒ **(م ۱۷۹ھ)** مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور امام دار الہجرہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۴۲۵)**

۷ – امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، فقیہ ہیں۔ **(ان کی توثیق آنے والے شماروں میں آئے گی، انشاء اللہ)**

الغرض ثابت ہوا کہ امام مالکؒ **(م ۱۷۹ھ)** نے امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** سے روایت لی ہے۔

ایک دوسری روایت سے تائید:

ایک دوسری روایت بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ امام مالکؒ **(م ۱۷۹ھ)** نے امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** سے روایت لی ہے، چنانچہ:

امام ابو القاسم عبد اللہ بن احمد ابن ابی عوامؒ **(م ۳۳۵ھ)** فرماتے ہیں کہ:

حدثني يوسف بن أحمد المكي قال: حدثنا محمد بن حازم الفقيه قال: حدثنا محمد بن علي الصائغ بمكة قال: حدثنا إبراهيم بن محمد الشافعي: أنه قال: أخبرني عبد العزيز بن محمد الدراوردي قال: كان مالك بن أنس ينظر في كتب أبي حنيفة وينتفع بها۔

عبد العزیز بن محمد الدراوردیؒ کہتے ہیں کہ امام مالک بن انسؒ، امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں میں غور کرتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ **(فضائل ابی حنیفہ واخبارہ ومناقبہ لابن ابی عوام: صفحہ ۲۳۵)**

سند کے روات کی تحقیق:

۱ – امام ابو القاسم عبد اللہ بن احمد ابن ابی عوام (م۳۳۵ھ) ثقہ و ثبت، امام ہیں۔ **(الاجماع: شمارہ نمبر ۲: صفحہ ۳)**

۲ – محدث یوسف بن احمد بن یوسف المکیؒ (م۳۸۸ھ) بھی صدوق ہیں۔ **(الاجماع: شمارہ نمبر ۳: صفحہ ۲۸۴)**

۳ – محمد بن حازمؒ کو خود محدث یوسف بن احمد المکیؒ (م۳۸۸ھ) نے فقیہ قرار دیا ہے، جو کہ ان کی دینی شہرت ہے، جس سے ان کا صدوق ہونا ظاہر ہے، دیکھئے **(صفحہ: ۵۷)**

۴ – محمد بن علی الصائغی المکیؒ (م۲۹۱ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: صفحہ ۵۹۴)**

۵ – ابراہیم بن محمد الشافعیؒ (م۲۳۸ھ) سنن نسائی اور ابن ماجہ کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۳۵)**

۶ – عبد العزیز بن محمد الدراوردیؒ (م۱۸۷ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۱۱۹)**

۷ – امام مالک بن انسؒ (م۱۷۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔

معلوم ہوا کہ اس کی سند حسن ہے۔

اور اس روایت میں ہے کہ امام مالکؒ (م۱۷۹ھ) امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کی کتابوں سے فائدہ اٹھاتے تھے، یہ بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ امام مالکؒ نے، امام صاحبؒ سے روایت لی ہے، کیونکہ عامۃً شاگرد ہی استاد کی کتابوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ واللہ اعلم

تصویر کا دوسرا رخ:

امام مالک بن نسؒ (م۱۷۹ھ) سے مروی بعض روایت کا حکم:

امام مالک بن انسؒ (م۱۷۹ھ) سے بعض دیگر روایات مروی ہیں، جن کو خطیبؒ اور شیخ مقبل بن ہادیؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے، جس میں امام صاحبؒ کے بارے میں امام مالکؒ کی دوسری رائے نظر آتی ہے، مگر وہ تمام روایات قابل قبول نہیں ہیں، کیونکہ:

۱ – متأخرین ائمہ جرح وتعدیل نے ان روایات پر اعتماد نہیں کیا اور نہ ہی ان کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے، دیکھئے: **مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۵: صفحہ ۱۰۴۔**

۲ – یہ روایات ان روایات سے بھی خلاف ہیں، جن میں امام مالکؒ نے امام صاحبؒ کی تعریف فرمائی ہے، جیسا کہ گزر چکا۔

۳ – ائمہ عظام نے ان روایات کو مجروح قرار دیا ہے، چنانچہ:

ا: صدوق[26]، فقیہ، عالم مجاہد، ادیب، فاضل معزز اور عادل بادشاہ عیسیٰ بن ابی بکرؒ (م ۶۲۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

هذا لا يصلح أن يصدر عن مالك، لأن مالكا رضي الله عنه كان يثني على أبي حنيفة وهو ما رواه الخطيب. قال: أنبأنا البرقاني أنبأنا أبو العباس بن حمدان لفظا حدثنا محمد بن أيوب حدثنا أحمد بن الصباح قال سمعت الشافعي محمد بن إدريس قال قيل لمالك بن أنس: هل رأيت أبا حنيفة؟ قال نعم رأيت رجلا لو كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته۔

یہ اس لائق نہیں کہ امام مالکؒ سے صادر ہو، اس لئے کہ امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی تعریف کرتے تھے، اور تعریف کی روایت وہ ہے، جس کو خطیبؒ[27] نے روایت کیا ہے کہ:

امام مالکؒ سے کہا گیا کہ: کیا آپ نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا ہے؟

تو امام مالکؒ نے جواب دیا کہ: ہاں! میں ایک ایسے آدمی کو دیکھا ہے کہ جو اگر تم سے اس ستون کے بارے میں بحث کرے، کہ وہ اس کو سونے کا ثابت کر دے گا، تو وہ دلیل سے اسے سونے کا ثابت کرے گا۔ (**السهم المصيب: صفحہ ۷۰**، طبعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، مع تاریخ بغداد)[28]

---

[26] **مرآۃ الزمان لسبط ابن الجوزی: جلد ۲۲: صفحہ ۲۸۵، تاج التراجم: صفحہ ۲۲۵، تاریخ الاسلام: جلد ۱۳: صفحہ ۷۷۷۔**

[27] خطیب کی روایت کے تمام رواۃ ثقہ اور سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

[28] **امام ابن ابی حاتمؒ (م ۳۲۷ھ) کی تاویل اور اس کا رد:**

امام مالکؒ کے قول:

"**رأيت رجلا لو كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته**" کی تاویل کرتے ہوئے، امام ابن ابی حاتمؒ (**۳۲۷ھ**) کہتے ہیں کہ "**أنه كان يثبت على الخطأ ويحتج دونه ولا يرجع إلى الصواب إذا بان له**" وہ خطا پر اڑے رہتے ، اس کے دفاع میں حجت کرتے ، اور صحیح بات معلوم ہوجانے کے بعد بھی اس کی طرف رجوع نہ کرتے تھے۔(**تاریخ بغداد**)

لیکن ابن ابی حاتمؒ کی یہ تاویل صحیح نہیں ہے، کیونکہ :

۱ – اصول ہے کہ ایک روایت دوسری روایت کی وضاحت کرتی ہے، جس کا اقرار خود غیر مقلدین کرچکے ہیں۔(**نور العینین: صفحہ ۱۲۰، دین الحق: جلد ۱ : صفحہ ۳۶۲**)

اور امام ابن کاس النخعی (**م ۳۲۴ھ**) کی روایت میں الفاظ ہے کہ "میں نے امام ابو حنیفہؒ جیسا نہیں دیکھا"۔(**عقود الجمان: ص ۱۹۰**)، اور یہ الفاظ راوی کے اعلی درجہ کی ثقات پر دلالت کرتے ہیں، دیکھئے **مجلہ الاجماع: شمارہ ۴: ص ۶۵**۔

۲ – امام ذہبیؒ (**۷۴۸ھ**) اور یحییٰ بن ابراہیم السلماسیؒ (**م ۵۵۰ھ**) نے امام مالکؒ کی اس روایت کو امام ابو حنیفہؒ کی تعریف میں ذکر کیا ہے ۔ (**مناقب الامام ابو حنیفہ للذہبی : صفحہ ۳۱، منازل ائمہ اربعہ : صفحہ ۱۷۳**) ، بلکہ یحییٰ بن ابراہیم السلماسیؒ (**م ۵۵۰ھ**) نے باب باندھا: "**في ثناء الأئمه عليه و مدح الناس له**" اور سب سے پہلے امام مالکؒ کے اسی قول کو ذکر کیا ہے۔

۳- صدوق فقیہ ، مجاہد، ادیب فاضلِ معزز اور عادل بادشاہ عیسیٰ بن ابی بکرؒ (**م ۶۲۴ھ**) ابن ابی حاتمؒ کی تاویل کے رد میں فرماتے ہیں کہ: "**وهذا القول من مالك في حق أبى حنيفة أقرب إلى المدح منه إلى الذم وأظهر**" ۔(امام مالکؒ کا یہ قول ،امام ابو حنیفہؒ کے حق میں، بنسبت مذمت کہ، مدح کے زیادہ قریب اور ظاہر ہے۔(**السهم المصيب: صفحہ ۱۷**، طبعہ دار الکتب **العلمية**، بیروت مع تاریخ بغداد)

لہذا ابن ابی حاتمؒ کی تاویل غیر صحیح ہے۔

ب: امام، قاضی، محدث ابو الولید الباجیؒ (م ۴۷۹ھ) نے بھی امام مالکؒ سے مروی ان روایات کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ **(المنتقیٰ: جلد ۷: صفحہ ۳۰۰)** [29]

---

[29] امام ابو الولید الباجیؒ (م ۴۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

وعندي أن هذه الرواية غير صحيحة عن مالك؛ لأن مالكا - رضي الله عنه - على ما يعرف من عقله وعلمه وفضله ودينه وإمساكه عن القول في الناس إلا بما يصح عنده وثبت لم يكن ليطلق على أحد من المسلمين ما لم يتحققه ومن أصحاب أبي حنيفة عبد الله بن المبارك، وقد شهر إكرام مالك له وتفضيله إياه، وقد علم أن مالكا ذكر أبا حنيفة بالعلم بالمسائل وأخذ أبو حنيفة عنه أحاديث وأخذ عنه محمد بن الحسن الموطأ وهو مما أرويه عن أبي ذر عبد بن أحمد - رضي الله عنه -، وقد شهر تناهي أبي حنيفة في العبادة وزهده في الدنيا، وقد امتحن وضرب بالسوط على أن يلي القضاء فامتنع،

وما كان مالك ليتكلم في مثله إلا بما يليق بفضله ولا نعلم أن مالكا تكلم في أحد من أهل الرأي وإنما تكلم في قوم من أصحاب الحديث من جهة النقل، وقد روي عنه أنه قال: أدركت بالمدينة قوما لم تكن لهم عيوب فبحثوا عن عيوب الناس فذكر الناس لهم عيوبا وأدركت بها قوما كانت لهم عيوب سكتوا عن عيوب الناس فسكت الناس عن عيوبهم فمالك يزهد الناس عن العيوب ومن أين يبحث في عيوب الناس وكيف يذكر الأئمة بما لا يليق بفضله، وقد ذكرت في كتاب فرق الفقهاء ما نقل عنه من ذلك وبينت وجوهه، والله أعلم وأحكم۔

اور میرے نزدیک یہ روایت امام مالکؒ سے صحیح (ثابت) نہیں، اس لئے کہ امام مالکؒ جو اپنی عقل مندی، علم، فضیلت، دینداری اپنے نزدیک صحیح اور ثابت چیز کے علاوہ کسی کے بارے میں کوئی بات کہنے سے احتیاط کرنے میں معروف ہیں، وہ کسی مسلمان کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنے والے نہیں تھے جو ان کے نزدیک متحقق نہ ہو، امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں سے عبد اللہ بن المبارکؒ بھی ہیں، اور یہ مشہور ہے کہ امام مالکؒ ان کا اکرام واحترام کرتے تھے، اور یہ بات معلوم ہے کہ امام مالکؒ نے امام ابو حنیفہ کا تذکرہ مسائل کے علم کے ساتھ کیا ہے، اور امام ابو حنیفہؒ نے ان سے حدیثیں لی ہیں، نیز امام محمد بن الحسنؒ نے بھی ان سے مؤطا اخذ کی ہے، جسے میں ابوذر عبد بن احمدؒ کے واسطے سے رویت کرتا ہوں، امام ابو حنیفہؒ انتہائی عبادت گزاری اور دنیا سے زہد میں مشہور تھے، آپ حکومت کے عتاب کا شکار ہوئے، عہدہ قضاء قبول کرنے کیلئے آپ کو کوڑے لگائے گئے مگر آپ نے انکار کیا۔

امام مالکؒ آپ جیسے شخص کے بارے میں وہی بات کہہ سکتے ہیں جو آپ کے فضل کے لائق ہو، ہمیں نہیں معلوم کہ امام مالکؒ نے فقہاء میں سے کسی کے بارے میں کلام کیا ہو، ہاں البتہ بعض محدثین کے بارے میں نقل حدیث کے اعتبار سے کلام کیا ہے، آپؒ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: میں نے مدینہ میں ایسے لوگوں کو دیکھا جن میں کوئی عیب نہیں تھا، انہوں نے لوگوں کے عیب تلاش کئے تو لوگوں نے (خود) ان کے عیوب بیان کئے، اور ایسے لوگوں کو بھی پایا جن میں عیوب تھے، مگر انہوں نے لوگوں کے عیوب بیان نہیں کئے تو لوگوں نے

ج: حافظ المغرب امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳؁ھ) نے بھی ان روایات کے مرجوح ہونے کی طرح اشارہ کیا ہے، چنانچہ، حافظ المغربؒ کہتے ہیں کہ "**وروی ذَلِكَ كُلَّهُ عَنْ مَالِكٍ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَأَمَّا اصحاب مَالك من أهل الرأى فَلَا يروون من ذَلِكَ شَيْئا عَنْ مَالِكٍ**" وہ تمام کی تمام روایات امام مالکؒ سے محدثین نے بیان کی ہیں اور جہاں تک امام مالکؒ کے فقہاء شاگردوں کی بات ہے، تو انہوں ان روایات میں کوئی روایت بھی امام مالکؒ سے نقل نہیں کی۔ **(الانتقاء: صفحہ ۱۵۰-۱۵۱)**

لہذا امام مالکؒ سے مروی وہ روایات جس میں امام صاحب کے بارے میں ان کی دوسری رائے نظر آتی ہے، غیر صحیح اور غیر مقبول ہے۔

اور صحیح یہی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰؁ھ)** امام مالکؒ **(م ۱۷۹؁ھ)** کے نزدیک ثقہ ہیں۔ واللہ اعلم

بھی ان کے عیبوں کا تذکرہ نہ کیا، تو امام مالکؒ تو لوگوں کو دوسروں کے عیوب دیکھنے سے روک رہے ہیں، وہ خود کیسے لوگوں کے عیوب تلاش کریں گے، اور ائمہ کیسے آپ کے بارے میں ایسا تذکرہ کرسکتے ہیں جو آپ کے شایان شان نہ ہو، "فرق الفقہاء" نامی کتاب میں، میں نے آپ کے بارے میں ائمہ کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی وضاحت بھی کی ہے۔ **(المنتقیٰ: جلد ۷: صفحہ ۳۰۰)**

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے

ثقہ، امام حماد بن ابی سلیمان الفقیہؒ (م ۱۲۰ھ) سے

ان کے اختلاط پہلے روایت لی ہے۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابو حنیفہ عن امام حماد بن ابی سلیمان الفقیہ کی سند پر بعض کم علم حضرات نے اعتراض کیا ہے کہ حمادؒ (م ۱۲۰ھ) کا آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا اور امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے بارے میں صراحت نہیں کہ انہوں حمادؒ سے کب روایت لی ہے۔

الجواب:

یہ اعتراض قطعاً باطل و مردود ہے۔ کیونکہ خود امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے صراحت کی ہے کہ " **فصحبته عشر سنين** " میں حمادؒ کے ساتھ "**۱۰**" سال رہا۔ (**مناقب ابی حنیفہ للذہبی: ص ۱۹، تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۳۳، طبع بیروت**)،[30]

---

[30] حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا:

أخبرنا الخلال، أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال: حدثني جعفر بن محمد بن حازم، حدثنا الوليد بن حماد عن الحسن بن زياد عن زفر بن الهذيل قال: سمعت أبا حنيفة يقول۔۔۔۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۳۳، طبع بیروت)،

حافظ المشرقؒ، الخلالؒ، الحریریؒ، النخعیؒ مشہور ائمہ ثقات ہیں۔ جعفر بن محمد بن حازمؒ میں حافظ مزیؒ (م ۷۴۲ھ) اور حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔ (**تہذیب الکمال: ج ۲۶: ص ۴۲۵، ج ۱: ص ۱۵۳، تذھیب التہذیب: ج ۹: ص ۲۱۹، ج ۱: ص ۱۱۰، الجرح والتعدیل للشیخ ابراھیم بن عبد اللہ اللاحم طبع مکتبۃ الرشد: ص ۳۱۲**)، لہذا وہ بھی صدوق ہیں۔

حافظ عجلیؒ (م۲۶۱؁ھ) نے تو امام صاحبؒ سے نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ " **صحبته ثَمَاني عشرَة سنة** " میں حمادؒ کے ساتھ " ۱۸ " سال رہا یہاں تک کہ وہ وفات پاگئے۔(**معرفة الثقات للعجلی: ص۳۲۱**)،

ایک روایت میں امام صاحبؒ (م۱۵۰؁ھ) کہتے ہیں کہ "**لقد لزمت حمادا لزوماً ما اعلم ان احدا لزم مثل ما لزمته**" میں نے حمادؒ کی شاگردی میں اتنا طویل عرصہ گزارا، کہ میں نہیں جانتا کہ میرے علاوہ کسی نے اتنا عرصہ ان کے ساتھ گزارا ہو۔(**مناقب ابی حنیفة للمکی: ج ۱ : ص ۵۸ ،و فی نسخة بیروت: ج ۱ : ص ۵۳**)،[31]

ولید بن حمادؒ **اللؤلؤي** بھی ثقہ ہیں۔(**التذییل علی الکتب الجرح والتعدیل: ص۳۴۱**)، حسن بن زیاد **اللؤلؤيؒ** (م۲۰۴؁ھ)، امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰؁ھ) سے مروی روایات میں صدوق ہیں۔ کیونکہ وہ امام صاحبؒ کی روایات میں مکثر اور حافظ تھے۔(**تاریخ بغداد: ج۷: ص ۳۲۵،۳۲۸، کتاب الانساب للسمعانی: ج۴: ص۱۹۶**)، امام زفر بن ہذیلؒ (م۱۵۸؁ھ) بھی ثقہ ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج۴: ص۳۱۳**)، لہذا یہ سند حسن ہے۔

[31] خطیب خوارزم، صدوق امام ابو المؤید احمد بن الموفق المکیؒ (م۵۶۸؁ھ) فرماتے ہیں کہ

اخبرنی الحافظ ابو منصور شهدار بن شیرویة فیما کتب الی من همدان ، انا ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیرفی اجازة باصبهان ، انا ابو الحسین احمد بن محمد الاسکاف ، انا ابو عبد الله محمد بن اسحاق بن مندة ، انا الامام ابو محمد عبد الله بن محمد الحارثی قال حدثنا العباس بن حمزة النیسابوری ، انبا ابو سعید الاشج ، انبا ابراهیم بن محمد بن مالک عن ابی حنیفة قال لقد لمزت حمادا لزوماً ما اعلم ان احدا لزم مثل ما لزمته و کنت اکثر السوال فربما تبرم منی و یقول یا ابا حنیفة قد انتفخ جنبی و ضاق صدری۔ (مناقب ابی حنیفة للمکی: ج ۱ : ص ۵۸ ، نسخة بیروت: ج ۱ : ص ۵۳)

امام ابو المؤید احمد بن الموفق المکیؒ (م۵۶۸؁ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۴: ص ۷۰**، حافظ ابو منصور شہدار بن شیرویہؒ (م۵۵۸؁ھ) بھی ثقہ ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج۵: ص ۲۷۰**)، ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیرفیؒ (م۵۳۲؁ھ)، ابو الحسین احمد بن محمد الاسکافؒ، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندہؒ (م۳۹۵؁ھ)، ابو محمد الحارثیؒ (م۳۴۰؁ھ) وغیرہ کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۴: ص ۶۲**، عباس بن حمزہ النیساپوریؒ (م۲۸۸؁ھ) بھی ثقہ ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج۵: ص ۴۵۱، التذییل علی کتب الجرح والتعدیل: ص**

ایک اور روایت میں امام صاحبؒ کہتے ہیں کہ "**کنت فی معدن العلم و الفقه مجالست اهله و لزمت فقیها من فقهائهم یقال له حماد فانتفعت به**" میں علم اور فقہ کے معدن (مرکز یعنی کوفہ) میں موجود تھا، تو میں اہل علم و اہل فقہ کے ساتھ بیٹھنے لگا اور فقہاء میں سے ایک فقیہ جن کو حماد کہا جاتا تھا، ان کو لازم پکڑا، تو میں نے حمادؒ (کے علم) سے فائدہ اٹھایا۔ **(مناقب ابی حنیفة للمکی: ج ۱: ص ۵۶، و فی نسخة بیروت: ج ۱: ص ۵۲)**۔[32]

---

۱۵۳)، حافظ ابو سعید الاشجؒ (م۲۵۷ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۳۵۴**)، ابراہیم بن محمد بن مالک الخیوانیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۲۳۷**)، امام صاحبؒ کی توثیق انشاء اللہ اگلے شماروں میں آئے گی۔ لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

[32] خطیب خوارزم، صدوق امام ابو المؤید احمد بن الموفق المکیؒ (م۵۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ

اخبرنی الحافظ ابو منصور شهدار بن شیرویة فیما کتب الی من همدان، انا ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیرفی اجازة باصبهان، انا ابو الحسین احمد بن محمد الاسکاف، انا ابو عبد الله محمد بن اسحاق بن مندة، انا الامام ابو محمد عبد الله بن محمد الحارثی انا محمد بن الحسن البلخی، انبا نصر بن علی، انبا الاصمعی قال قال عمر بن قیس قلت لابی حنیفة: من این لک هذا القفه قال لی کنت فی معدن العلم و الفقه مجالست اهله و لزمت فقیها من فقهائهم یقال له حماد فانتفعت به۔ (مناقب ابی حنیفة للمکی: ج ۱: ص ۵۶، نسخة بیروت: ج ۱: ص ۵۲)

امام ابو المؤید احمد بن الموفق المکیؒ (م۵۶۸ھ)، ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیرفیؒ (م۵۳۲ھ)، ابو الحسین احمد بن محمد الاسکافؒ، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندہؒ (م۳۹۵ھ)، ابو محمد الحارثیؒ (م۳۴۰ھ) وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔ (**دیکھئے ص: ۶۵**)۔

محمد بن الحسن البلخی سے مراد محمد بن الحسن بن الخلیل، ابو عبد اللہ النسویؒ ہے۔ کیونکہ محمد بن الحسن البلخیؒ کو صاحب الامالی بھی کہا گیا ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۶۵۲، ۳۴۸**) اور یہ ابو ہشام الرفاعیؒ، ابو کریبؒ کے شاگرد ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۲: ص ۸۸۹، مناقب ابی حنیفۃ للمکی: ۲۱۸، طبع بیروت**) اور حافظ حارثیؒ (م۳۴۰ھ) کی ایک اور کتاب "**کشف الاثار الشریفة فی مناقب ابی حنیفة**" میں ان کا نام ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن الخلیل الکرمانی النسوی آیا ہے۔ (**کشف الاثار الشریفة فی مناقب ابی حنیفة مخطوطة: رقم [folio] نمبر ۶۶-۶۷، مکتبة معهد البیرونی للدراسات الشرقیه. رقم الحفظ: ۳۱۰۵، طشقند، اوزباکستان)**

نوٹ:

یہ تمام روایات دلالت کرتی ہے کہ امام صاحبؒ(م ۱۵۰ھ) نے حماد بن ابی سلیمانؒ(م ۱۲۰ھ) سے ان کے اختلاط پہلے سماع کیا ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ(م ۱۵۰ھ) نے امام حماد بن ابی سلیمانؒ(م ۱۲۰ھ) کے ساتھ ایک عرصہ گزارا ہے اور حمادؒ کا اختلاط "آخری عمر" میں ہوا ہے۔ **(طبقات ابن سعد: ج٦: ص۳۲۵)**

لہذا "**ابو حنیفۃ عن حماد**" کی سند پر اختلاط کا اعتراض باطل و مردود ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن الخلیل النسویؒ بھی ابو ہشام الرفاعیؒ، ابو کریبؒ کے شاگرد ہے۔ **(تاریخ الاسلام: ج۷: ص ۱۹۴، تاریخ ابن عساکر: ج۵۲: ص۲۹۹، کشف الاثار الشریفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ مخطوطۃ: رقم [folio] نمبر ٦٦-٦٧)**

لہذا یہاں محمد بن الحسن البلخی سے مراد محمد بن الحسن بن الخلیل، ابو عبداللہ النسویؒ ہے جو کہ ابن حبانؒ(م ۳۵۴ھ) وغیرہ کے شاگرد ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ محمد بن الحسن بن الخلیل، ابو عبداللہ النسویؒ صدوق ہیں۔ **(مقدمۃ صحیح ابن حبان: ج۱: ص ۱۵۱، نیز دیکھئے: ج۸: ص۱۳، ت شیخ شعیب الارنووط، صحیح ابن حبان: ج۱: ص۳۸۸، ت شیخ حسین اسد سلیم الدارانی)**

حافظ نصر بن علی البصریؒ(م ۲۵۰ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۱۲۰)**، الاصمعی سے مراد عبد الملک بن قریب الاصمعیؒ(م ۲۱٦ھ) ہے اور وہ بھی صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۲۰۵)**، البتہ قیس بن عمر المکی پر کلام ہے۔ **(تقریب: رقم ۴۹۵۹)**، لیکن چونکہ ان کے متابع موجود ہے۔ لہذا متابع کی وجہ سے یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

شمارہ نمبر ۱۵

مئی / ۲۰۲۰

وَقُلۡ جَاۤءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا



دو ماہی مجلّہ

الاجماع



- امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت۔ (قسط ۲) [رسول ﷺ کے کلام مبارک سے]
- معافی بن عمران الموصلیؒ (م ۱۸۶ھ)، کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) صدوق ہیں۔
- ”قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان“ کی ایک عبارت اور ائمہ احناف کی توثیق۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

سلسلۂ توثیقات امام اعظم علیہ الرحمہ باسناد صحیح ۹

معافی بن عمران الموصلیؒ (م ۱۸۶ھ)، کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) صدوق ہیں۔

- مولانا نذیر الدین قاسمی

صدوق خطیب، ابو المؤید الموفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

واخبرنی الامام الاجل رکن الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن محمد الکرمانی انا فخر القضاۃ ابو بکر محمد بن الحسین الارسابندی انا ابو الحسن علی بن الحسین السغدی انبا الشیخ ابو اسحاق ابراھیم بن محمد بن خلف الکرابیسی انبا ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن یزداد الرازی انبا ابو الفضل البغدادی انبا ابو حفص المحرمی انبا بشر بن الحارث سمعت المعافی بن عمران الموصلی یقول کان فی ابی حنیفۃ رحمہ اللہ عشر خصال ما کانت واحدۃ منہا قط فی احد الا صار رئیسا فی قومہ و ساد قبیلتہ الورع و الصدق و السخاء و الفقہ و مداراۃ الناس و المروۃ الصادقۃ و الاقبال علی ماینفع و طول الصمت و الاصابۃ بالقول و معونۃ اللھفان عدوا کان او ولیا۔

معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ) کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ میں "۱۰" عادتیں ایسی تھیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی کسی میں ہو تو وہ اپنی قوم کا رئیس ہو جائے اور اپنے قبیلے کی سرداری کرے، انتہائی پرہیزگاری، صدق، سخاوت، فقاہت، لوگوں سے اچھا برتاؤ، سچی مروت، مفید کاموں میں مشغول رہنا، طویل خاموشی، بات کی صحت، پریشان حال کی مدد کرنا چاہے دشمن ہو کہ دوست۔ **(مناقب ابی حنیفۃ للمکی: ص ۱۸۵-۱۸۶، طبع بیروت)**

سند کی تحقیق:

(۱) خطیب، ابو المؤید الموفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص ۷۰۔**

(۲) عبد الرحمٰن بن محمد، ابو الفضل الکرمانیؒ (م ۵۴۳ھ) بھی اپنے زمانے مشہور فقیہ اور اصحاب ابو حنیفہ کے امام ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۱۱: ص ۸۲۹، الجواہر المضیہ: ج ۱: ص ۳۰۴)**

(۳) محمد بن الحسین الارسابندی، ابو بکر المروزیؒ (م ۵۱۲؁ھ) بھی مشہور امام، فقیہ، مناظر اور کبار ائمہ احناف ہیں۔ **(الجواہر: ج۲: ص۵۱، تاریخ الاسلام: ج۱۱: ص۱۹۷)**

(۴) ابو الحسن، علی بن الحسین السغدیؒ (م ۴۶۱؁ھ) بھی مشہور امام، فقیہ اور فاضل ہیں۔ **(تاج التراجم: ص۲۰۹، الجواہر: ج۱: ص۳۶۱)**

(۵) ابو اسحاق، ابراہیم بن محمد بن خلف الکرابیسیؒ کو امام ابو الحسن، علی بن الحسین السغدیؒ (م ۴۶۱؁ھ) نے "الشیخ" قرار دیا ہے، جیسا کہ اس روایت کی سند میں موجود ہے، لہذا یہ توثیق ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔

(۶) ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن یزداد الرازیؒ (م ۳۵۳؁ھ) سے ایک جماعت ابو اسحاق، ابراہیم بن محمد بن خلف الکرابیسیؒ، ابو سہل، محمد بن محمد بن احمد العا صمیؒ، اسماعیل بن الحسین بن علی، ابو محمد بخاریؒ (م ۴۰۲؁ھ)، محمد بن نصرویہ، ابو سہل المروزیؒ، ابو الخیر، محمد بن علی بن الحسنؒ، علی بن احمد بن محمد بن سلیمان، ابو الحسن بخاریؒ، ابو بکر محمد بن ابی اسحاق الکلاباذی بخاریؒ (م ۳۸۰؁ھ) وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔ **(تاریخ ابن عساکر: ج۵۴: ص۵۶، شعب الایمان: ج۱۲: ص۴۰۳، جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر: ج۲: ص۱۱۵۹، السنن الکبری: ج۵: ص۵۵۴، بحر الفوائد للکلاباذی: ص۴۲۵، التدوین: ج۱: ص۴۳۵)**، اور ان پر کوئی جرح ثابت نہیں ہے۔

اور وہ "ري" کے مفسر تھے۔ **(الانساب للسمعانی: ج۱۳: ص۴۹۲)**

لہذا وہ صدوق ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش۱۴: ص۵۷)**

(۷) ابو فضل بغدادیؒ سے مراد ثقہ، زاہد جعفر بن محمد بن یعقوب، ابو الفضل الصندلی بغدادیؒ (م ۳۱۸؁ھ) ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۷: ص۳۳۷-۳۳۸)**

(۸) عمر بن منصور، ابو حفص الکاتبؒ سے امام عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ (م ۲۹۰؁ھ) اور دیگر نے روایت لی ہے۔ **(تاریخ بغداد: ج۱۱: ص۲۱۰، طبع بیروت)**، اور امام عبد اللہؒ (م ۲۹۰؁ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت لیتے تھے۔

(اتحاف النبیل: ج۲: ص۱۰۳، دراسات حدیثیة متعلقة بمن لا یروی الا عن ثقة للشیخ ابو عمرو الوصابی: ص۲۷۷)،

لہذا عمر بن منصور، ابو حفص الکاتبؒ صدوق ہیں۔

(۹) بشر بن الحارثؒ (**م۲۲۷ھ**) سنن ابو داود اور سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۸۰)**

(۱۰) معافی بن عمران الموصلیؒ (**م۱۸۶ھ**) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ، عابد، فقیہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۷۴۵)**

لہذا یہ سند حسن ہے۔

معلوم ہوا کہ معافی بن عمران الموصلیؒ (**م۱۸۶ھ**) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (**م۱۵۰ھ**) صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

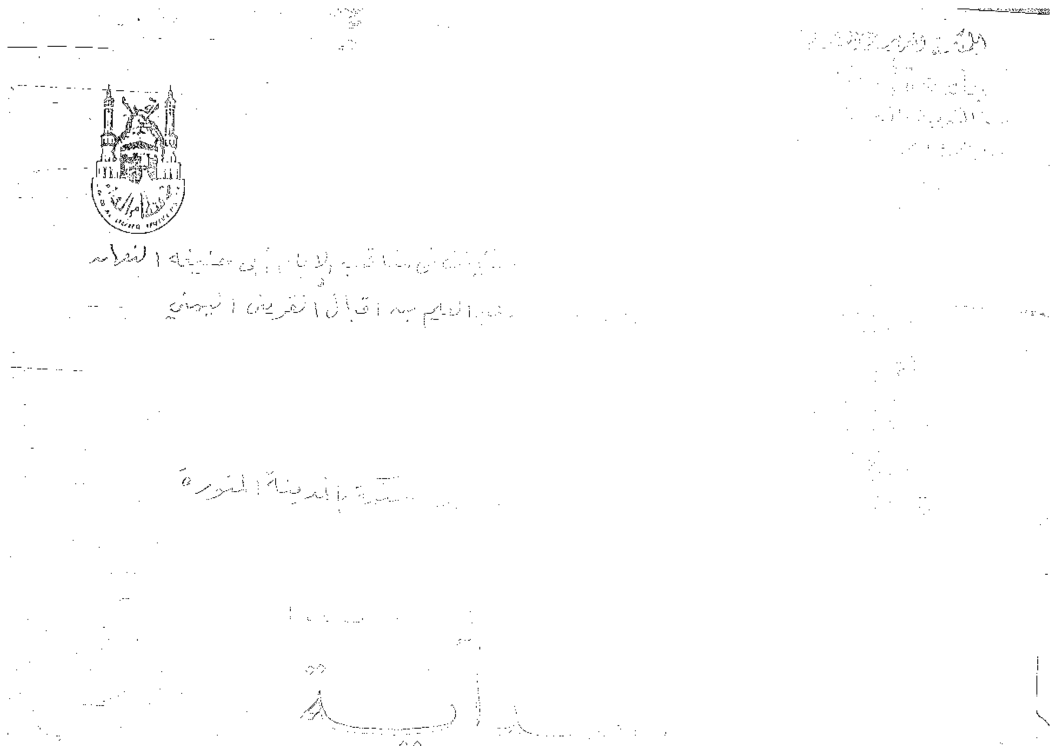
”قلائد عقود الدرر و العقیان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان“

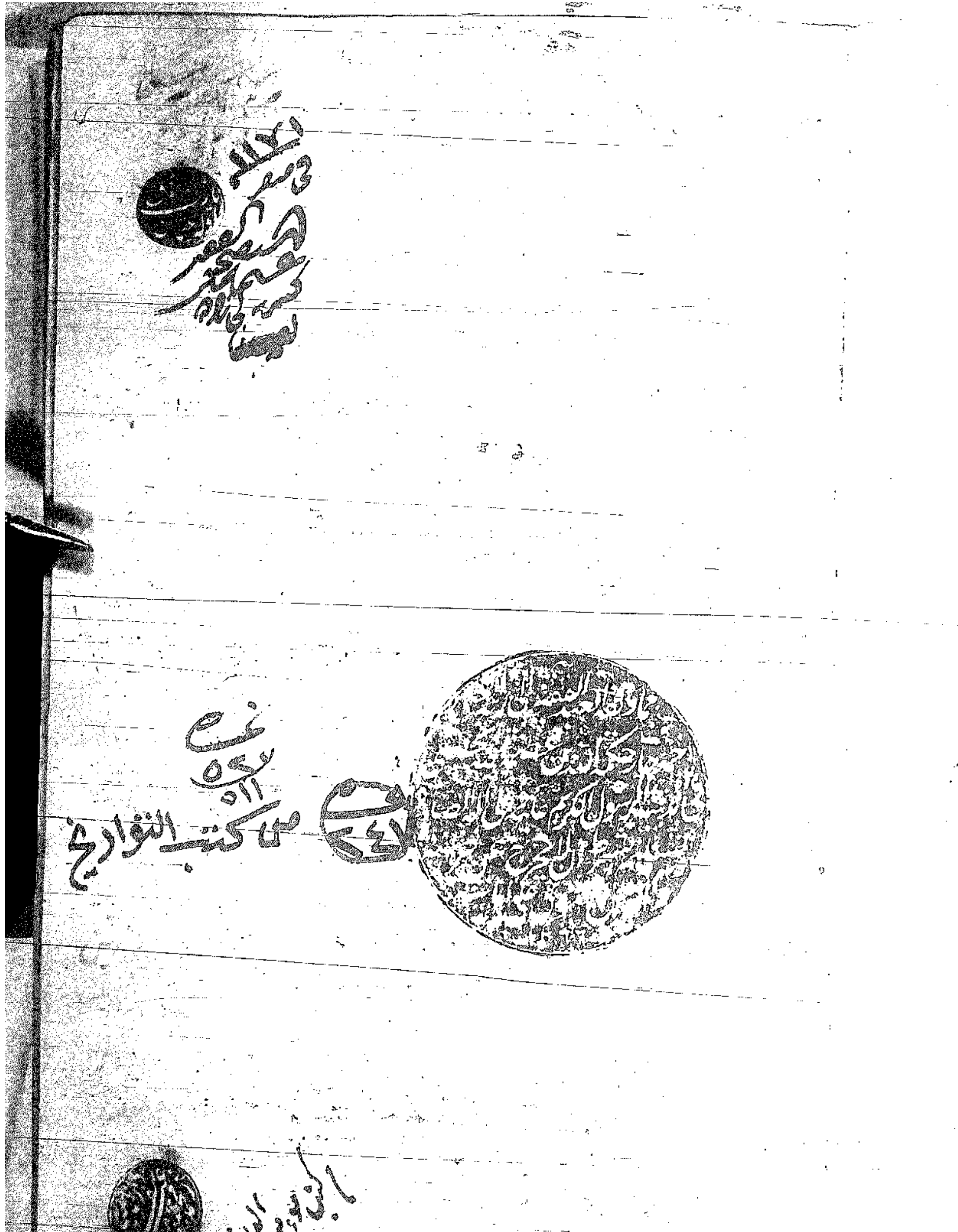
کی ایک عبارت اور ائمہ احناف کی توثیق

- مولانا نذیر الدین صاحب قاسمی

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے مناقب و فضائل میں ائمہ کی ایک بڑی جماعت نے کتابیں تحریر فرمائی ہیں، ان ہی میں ”**قلائد عقود الدرر و العقیان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان**“ بھی ہے، جس کے مصنف شیخ امام ابو القاسم شرف الدین بن عبد العلیم قربتی یمنیؒ (م بعد ۷۴۹ھ) ہیں۔ (**کشف الظنون: ج ۲: ص ۱۸۳۸**)

”**قلائد عقود الدرر و العقیان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان**“ معتمد ذرائع کے مطابق طبع نہیں ہوئی، اس کا ایک مخطوطہ [رقم ۱۸۰ / ۹۰۰] مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ میں ہے، جس کی نقل جامعہ ام القراء میں موجود ہے۔




من كتب التواريخ

٢

كما وصفهم في كتابه المبين فقال إنما يخشى الله من عباده العلماء، ثم أكرمهم
بالتبجيل في مواضع من التنزيل، وجعلهم لبيان نبيه صلى الله عليه وسلم كأنبياء
أهل التوراة والإنجيل، فقال عليه السلام علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل، وكان
أسبقهم اجتهادا وأطيبهم عرقا وأثبتهم رشادا وأقومهم طريقة وأسدهم

وسراج هذه الأمة

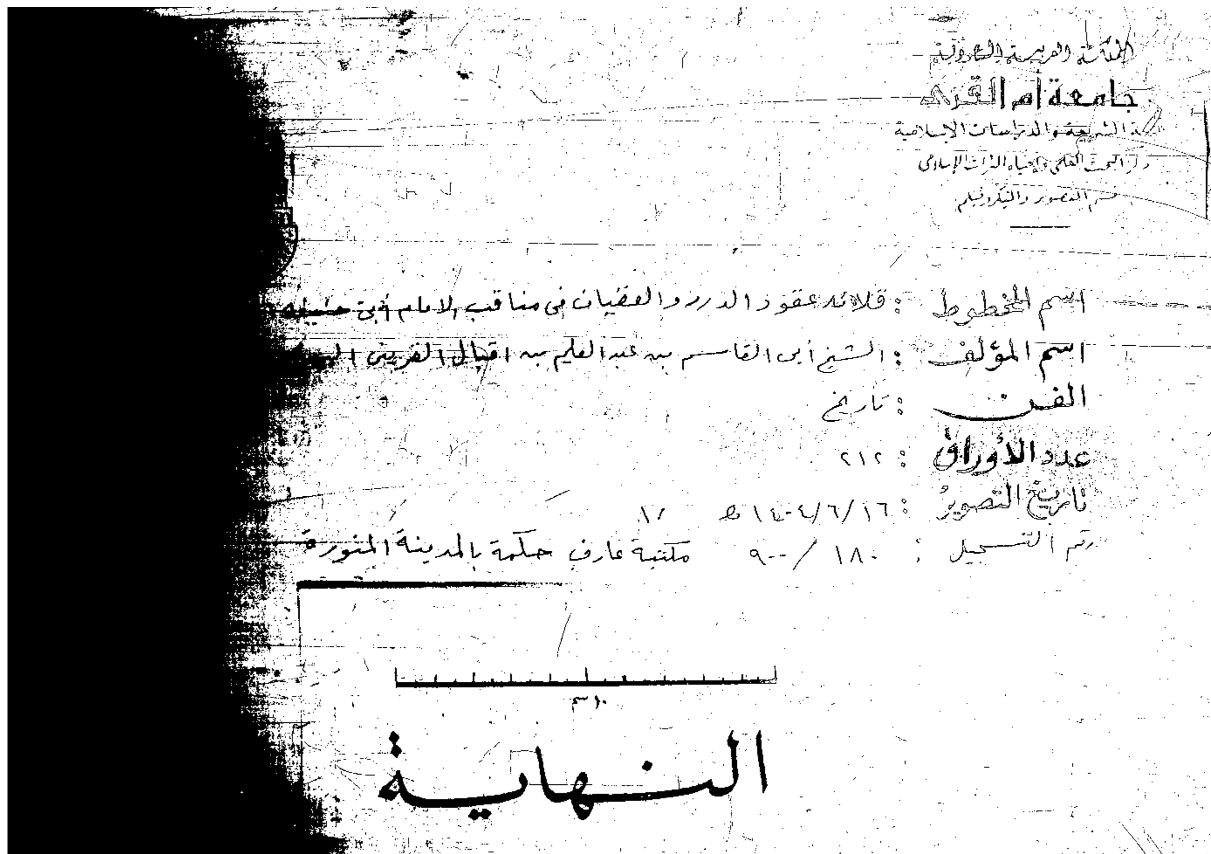
إمام الأئمة أبو حنيفة النعمان بن ثابت الذي أماط عن وجه الشريعة لثام
الأحكام، وكشف عن جبين الفقه غمام الظلام، وفتق غلوق علماء عصره بقدام
الأفهام، وأرسى قدمه في مزالق الأقدام، وبذل جهده في أحكام الأحكام، فكل
من جاء بعده فهم يغوصون في عمان النعمان، ويستخرجون منه بدر فوائده، و
يترصعون درر فرائده، ويتجلون أبكار أفكاره، ويستضيئون بمصابيح
أنواره، ويتناولون أشهى أغذية الرقائق من موائده، ويشرعون في مشارع
شرائع موارده، فمن استعطفه واستقطفه فقد تناول حلالا، وشرب عذبا
زلالا، وجعل الناس له في الفقه عيالا كأبي عبد الله محمد بن إدريس الشافعي
رحمه الله تعالى، ومن طعن فيه أو انتقصه فقد خسر خسرانا مبينا، وسيصلى
عذابا مهينا يليق وبالا ونكالا، وأقول له بيتا لأبي الطيب: وإذا أتتك مذمتي
من ناقص، فهي الشهادة لي بأني كامل، ولقد كان رحمه الله من أعظم الناس منة
على هذه الأمة، فمن أراد معرفة ذلك وتحقيق ما هنالك فليتلقف ذلك من
الآثار والأخبار الواردة في فضائله بروايات العلماء الثقات الأخيار المبشرة
بظهوره الدالة على كمال نوره، وليتأمل بعيون عقله وعين قلبه فينظر إلى ما
استنبطه من الأحكام ودونه في علم الشريعة من بيان الحلال والحرام وإلى
تجنيسه وتنويعه وتأصيله وتفريعه وإلى وضعه للمسائل والجواب عنها قبل حدوثها
ووقوعها وتقويتها بالدلائل قبل نزولها وطلوعها، فحينئذ يعرف من وقف
على ذلك أن الذي أعطيه هذا الإمام إنما هو نور رباني وسر رحماني وتوفيق
من الله تعالى وتأييد وعون من الهادي المعين وتسديد، ولقد كنت في أيام الطلب

مشغوفا بالوقوف على مؤلف في مناقب الامام ابي حنيفة وكنت اطلب ذلك فلم
اجد في وقتي ذلك كتابا جامعا لمناقبه وفضائله، ولما وقفت على عدة كتب
مصنفة في مناقب غيره من الائمة ازداد شغفي وولهي وحنقي وطلبي فلم
اجد وظننت ان ليس احد من اهل مذهبه ولا من تلامذته الف كتابا
مفردا في مناقبه فتتبعت ما عثرت عليه من ذكر بعض اوصافه في كتب التواريخ
واوائل الشروح وديباجات الكتب وفي غضون بطون الدفاتر وعيون
المسائل عند ذكر الحجج والدلائل فالتقطت ذلك وجمعته وكتبته والفته
ورتبته وهذبته وبوبته وفصلته فجاء بحمد الله تعالى كتابا وافيا ولمن
اراد الوقوف على مناقبه كافيا شافيا، وسميته قلائد عقود الدرر والعقيان
في مناقب الامام ابي حنيفة النعمان، ثم بعد ذلك من الله تعالى علي بحصول
مصنف لطيف في فضائله ومناقبه وشمائله من تصنيف الشيخ الامام ابي عبد الله
الحسين بن علي بن محمد الصيمري رحمه الله وحصل لي من فضل الله تعالى كتاب
الجواهر المضية في طبقات الحنفية فاطلعت فيها على عدة اسماء جماعة ممن
صنف في مناقبه وعلى عدة اسماء كتب مستقلة صنفت في مناقبه لجماعة من
كبار العلماء المتقدمين، منهم الامام الحافظ ابو جعفر الطحاوي رحمه الله تعالى
قال في طبقات الحنفية في ترجمة ابي جعفر الطحاوي وله مجلد في مناقب ابي حنيفة
رحمه الله تعالى، ومنهم الامام محمد بن احمد بن شعيب المعروف بالشعبي صنف
في مناقبه كتابا بلغ عشرين جزءا ذكره الحاكم في تاريخه ومنهم الامام موفق بن
احمد المكي الخوارزمي صنف كتابا في مناقبه ورتبه على اربعين بابا، ومنهم
القاضي ابو عبد الله الحسين بن علي الصيمري صنف كتاب المناقب والشمائل
والفضائل وهو الذي حصل لي واكثر عزوي اليه ومنهم الامام محيي الدين عبد
القادر بن ابي الوفا القرشي صاحب الطبقات صنف في مناقبه كتابا سماه
شقائق النعمان في مناقب الامام النعمان، ومنهم الشيخ الامام ابو المظفر يوسف بن

مطلب تسمية الكتاب

عبد الله

عبد الله بن فيروز سبط ابن الجوزي صنف كتابا في ترجيح مذهبه على غيره من
المذاهب ذكر فيه ان من قلده دون غيره كان احوط له واحفظ لدينه وذكر فيه الرد
على من خالفه او ينتقصه وهو كتاب جليل مفيد يشتمل على نيف وثلثين بابا ليس
نظير في فنه وصنف ايضا كتاب الانتصار لامام ائمة الامصار في مجلدين كبيرين
ذكر ذلك ابن وهبان في اول شرح منظومته ومنهم الامام الكبير عبد الله بن محمد
بن يعقوب الحارثي صنف كتابا سماه كشف الآثار في مناقبه رضي الله عنه ولما
املاه كان يستملي عليه اربعمائة مستملي وحضر هولاء خلق لا يحصون فلما اطلعت
على ذلك اطمانت نفسي وطاب خاطري وانشرح صدري وقوي اعتقادي
ورسخ حبه في فوادي واما الذين ذكروه في اوائل كتبهم او اواخرها فجمع عظيم
ومنهم الامام ابو الحسين القدوري ذكر بعضا من مناقبه في اول شرحه لمختصر
ابي الحسن الكرخي رحمهما الله تعالى ومنهم الامام محمد بن عبد الرحمن الغزنوي تلميذ
الامام السغناقي صاحب النهاية ذكر طرفا من مناقبه في كتابه جامع الانوار
في الحديث ومنهم الامام احمد بن سليمان بن سعيد ذكر بعضا من مناقبه في اخر
كتابه الدرر ومنهم الامام شمس الدين يوسف بن عمر بن يوسف الصوفي
الكادوري صاحب جامع المضمرات والمشكلات ذكر شيئا من مناقبه في اول كتابه
ومنهم الامام ابو عمر بن عبد البر ذكر بعضا من مناقبه في كتابه الانتقاء ومنهم
الامام شمس الدين يوسف بن ابي سعيد بن احمد السجستاني ذكر نبذة من مناقبه
في كتابه منية المفتي ومنهم الامام شرف الدين اسماعيل بن عيسى الاوغاني
المكي ذكر نبذة من مناقبه في كتابه مختصر المسند ومنهم الامام ابو البقاء ابن ابي
الضياء القرشي العدوي المكي ذكر مثل ذلك في كتابه مختصر المسند ومنهم
الامام ابو عبد الله محمد بن خسرو البلخي ذكر شيئا من ذلك في اول كتابه المسند
ومنهم صاحب كتاب سفينة العلوم ومنهم الامام ابو جعفر احمد بن عبد الله بن
القسم السرماري الشيرازي عقد له بابا في مصنفه في ترجيح مذهب ابي حنيفة



المملكة العربية السعودية
جامعة أم القرى
كلية الشريعة والدراسات الإسلامية
مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي

اسم المخطوط : قلائد عقود الدرر والعقيان في مناقب الإمام أبي حنيفة
اسم المؤلف : الشيخ أبي القاسم بن عبد العليم بن اقبال القرشي
الفن : تاريخ
عدد الأوراق : ٢١٢
تاريخ التصوير : ١٦/٦/١٤٠٤هـ
رقم التسجيل : ١٨٠ / ٩٠٠ مكتبة عارف حكمة بالمدينة المنورة

النهاية

یہی صدوق[16]، مورخ، امام ابو القاسم شرف الدین بن عبد العلیم القربتی **الیمنـــی**ؒ **(م بعد ۹۷۴ھ)** اپنی کتاب "**قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان**" کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں:

"ولقد كان رحمه الله من أعظم الناس منة على هذه الأمة، فمن أراد معرفة ذلك وتحقيق ما هنالك فليتلقف ذلك من الآثار والأخبار الواردة في فضائله برواية العلماء الثقات الأخبار المبشرة بظهوره، الدالة على كمال تنويره۔----------------------------

ولقد كنت في أيام الطلب مشغوفا بالوقوف على مؤلف في مناقب الإمام أبي حنيفة، وكنت أطلب ذلك فلم أجد في وقتي ذلك كتاباً جامعاً لمناقبه وفضائله، ولما وقفت على عدة كتب مصنفة في مناقب غيره من الأئمة ازداد شغفي وولعي وبحثي وطلبي فلم أجد، وظننت أنه ليس أحد من أهل مذهبه ولا من تلامذته ألف كتاباً مفرداً

[16] علماء نے ان کو شیخ، امام وغیرہ قرار دیا ہے۔ (**کشف الظنون: ج۲: ص۱۸۳۸**) اور یہ ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ (**اضواء المصابیح: ص۲۵۱، مجلہ الاجماع: ش۱۴: ص۵۷**)

فی مناقبه فتتبعت ماعثرت علیه من ذکر بعض أوصافه فی کتب التواریخ وأوائل الشروح ودیباجات الکتب وفی غضون بطون الدفاتر وعیون المسائل عند ذکر الحجج والدلائل فالتقطت ذلک وجمعته وکتبته وألفته وجانسته وهذبته وبوبته وفصلته فجاء بحمد الله تعالیٰ کتاباً وافیاً ولمن أراد الوقوف علی مناقبه کافیاً شافیاً، وسمیته قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ثم بعد ذلک من الله تعالیٰ علي بحصول مصنف لطیف فی فضائله ومناقبه وشمائله من تصنیف الشیخ الإمام أبی عبد الله الحسین بن علي بن محمد الصیمري رحمه الله وحصل لی من فضل الله تعالیٰ کتاب الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة، فاطلعت فیها علی عدة أسماء الجماعة ممن صنف فی مناقبه وعلی عدة أسماء کتب مستقلة صنفت فی مناقبه لجماعة من نحاریر العلماء المتقدمین، منهم الإمام الحافظ أبو جعفر الطحاوي رحمه الله تعالیٰ قال فی طبقات الحنفیة فی ترجمة أبی جعفر الطحاوي وله مجلد فی مناقب أبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ، ومنهم الإمام محمد بن أحمد بن شعیب المعروف بالشعیبی صنف فی مناقبه کتاباً أبلغ عشرین جزءاً ذکره الحاکم فی تاریخه، ومنهم الإمام موفق بن أحمد المکي الخوارزمي صنف کتاباً فی مناقبه ورتبه علی أربعین باباً، ومنهم القاضی أبو عبد الله الحسین بن علي الصیمري صنف کتاب المناقب والشمائل والفضائل وهو الذی حصل لی وأکثر عزوی إلیه، ومنهم الإمام محي الدین عبد القادر بن أبی الوفاء القرشي صاحب الطبقات صنف فی مناقبه کتاباً أسماه شقائق النعمان فی مناقب الإمام النعمان، ومنهم الشیخ الإمام أبو المظفر یوسف بن عبد الله بن فیروز سبط بن الجوزي صنف کتابا فی ترجیح مذهبه علی غیره من المذاهب ذکر فیه أن من قلده دون غیره کان أحوط له وأحفظ لدینه وذکر فیه الرد علیٰ من یخالفه أو ینتقصه وهو کتاب جلیل مفید یشتمل علی نیف وثلثین باباً لیس له نظیر فی فنه وصنف أیضاً کتاب الإنتصار لإمام أئمة الأمصار فی مجلدین کبیرین ذکر ذلک ابن وهبان فی أول شرح منظومته، ومنهم الإمام الکبیر عبد الله بن محمد بن یعقوب الحارثي صنف کتابا اسماه کشف الآثار فی مناقبه رضي الله عنه، ولما أملاه کان یستملی علیه أربعمایة مستملی وغیر هؤلاء خلق لا یحصون فلما اطلعت علی ذلک اطمأنت نفسی وطاب خاطری وانشرح صدری، وقویٰ اعتقادی، ورسخ حبه فی فوادی۔''

'' آپ (امام ابو حنیفہ) رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا اس امت پر بڑا احسان ہے، جو اسے جاننا اور جانچنا چاہے، اسے آپ کے فضائل کے بارے میں آئے ہوئے ان آثار اور احادیث کو حاصل کرنا چاہیے، جو آپ کے ظہور کی بشارتیں سناتے ہیں، اور آپ کی کمال نورانیت پر دلالت کرتے ہیں، جنہیں علماء ثقات نے روایت کیا ہے۔

پھر مصنفؒ ان ''علماء ثقات'' کی کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مجھے ایسے بہت سے لوگوں کے نام پتہ چلے، جنہوں نے آپ کے مناقب میں کتابیں تصنیف کی تھی، نیز کئی ایسی کتابوں کے نام معلوم ہوئے جنہیں ماہر متقدمین علماء نے مستقل طور پر آپؒ کے مناقب میں تصنیف فرمایا تھا، جن میں سے امام حافظ ابو جعفر طحاویؒ، طبقات حنفیہ میں امام ابو جعفر طحاویؒ کے حالات میں لکھتے ہیں: " امام ابو حنیفہؒ کے مناقب میں (بھی) آپ کی ایک جلد (میں کتاب) ہے"۔

انہی (ثقات اور ماہر متقدمین علماء) میں سے امام محمد بن احمد بن شعیب معروف **الشـــعیبی** بھی ہیں، انہوں نے آپؒ کے مناقب میں ایسی کتاب تصنیف فرمائی جو بیس جزء تک پہنچ گئی، امام حاکمؒ نے اپنی تاریخ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

انہی میں سے امام موفق بن احمد مکی خوارزمیؒ بھی ہیں، انہوں نے بھی آپؒ کے مناقب میں کتاب تصنیف کی ہے، اور اسے چالیس ابواب پر مرتب کیا ہے۔

ان (ثقات اور ماہر متقدمین علماء) میں سے قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی **صـــیمری**رحمہ اللہ بھی ہیں، انہوں نے (آپؒ کے) مناقب، شمائل و فضائل پر کتاب تصنیف کی، یہی کتاب مجھے ملی تھی اور میں نے اکثر جگہ اسی کا حوالہ دیا ہے۔

انہی میں سے امام **محي الدين** عبد القادر بن ابی الوفاء قرشیؒ، صاحب (کتاب) الطبقات بھی ہیں، انہوں نے بھی آپ کے مناقب میں کتاب لکھی ہے، جس کا نام " **شقائق النعمان فی مناقب الامام النعمان** " رکھا ہے۔

انہی میں سے امام ابو المظفر یوسف بن عبد اللہ بن فیروز سبط ابن الجوزی بھی ہیں، انہوں نے دوسرے مذاہب پر امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی ترجیح پر کتاب لکھی ہے، اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ جو شخص امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتا ہے، نہ کہ دوسرے علماء کی، (تو اس میں) اس کے لئے زیادہ احتیاط اور اس کے دین کی زیادہ حفاظت ہے، نیز اس میں ان لوگوں پر رد بھی ذکر کیا ہے جو آپؒ کی مخالفت اور تنقیص کرتے ہیں، یہ جلیل القدر اور مفید کتاب ہے جو تیس سے زیادہ ابواب پر مشتمل ہے، اور اپنے فن میں بے نظیر ہے، اسی طرح آپ نے "**الانتصار لامام ائمه الأمصار**" نامی کتاب دو بڑی جلدوں میں تصنیف کی ہے، ابن وہبانؒ نے اپنے منظومہ کی شرح کے شروع میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

انہی (ثقات اور ماہر متقدمین علماء) میں سے امام کبیر عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی بھی ہیں، آپ نے امام ابو حنیفہؒ کے مناقب میں ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام "کشف الآثار" رکھا ہے، جب آپ نے یہ (کتاب) املاء کروائی، تو چار سو لوگ املاء کروا رہے تھے، اور ان کے علاوہ اتنی بڑی تعداد تھی کہ ان کا کوئی حساب و شمار نہیں، جب میں اس پر مطلع ہوا تو میرے نفس کو اطمینان، میرے دل کو خوشی، اور میرے سینے کو انشراح ہوا، میرا اعتقاد مضبوط ہوا اور آپ کی محبت میرے سویدائے قلب میں پیوست ہو گئی۔ **(مخطوطہ قلائد عقود الدرر و العقیان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان: فولیو نمبر ۲-۳، رقم ۱۶۴/۹۰۰، مکتبة عارف حکمة بالمدینة المنورة)**

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صدوق، مورخ، امام شرف الدین بن عبد العلیم القرشی **الیمنی**ؒ (م بعد ۹۷۴ھ) کے نزدیک:

- امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ)
- امام کبیر ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)،
- امام محمد بن احمد بن شعیب **الشعیبی**ؒ (م ۳۵۷ھ)،
- امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ)،
- خطیب خوارزم، امام ابو المؤید، احمد بن الموفق المکیؒ (م ۵۶۸ھ)،
- امام ابو المظفر، یوسف بن عبد اللہ المعروف سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ)،
- امام محی الدین عبد القادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) وغیرہ ائمہ ثقات میں سے ہیں۔ واللہ اعلم